وانک لعلیٰ خلق عظیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت

حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی صاحب، حفظہ اللہ
فاضل: جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا (خانیوال)

حنفی مجلس عمل پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالی: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب ۲۱)

ارشادِ باری تعالی: بے شک نبی کریم ﷺ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت اور سیرت

حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی، حفظہ اللہ

فاضل: دار العلوم عیدگاہ کبیر والا (خانیوال)

ناشر

حنفی مجلس عمل آزاد کشمیر

DATA ENTERED

Marfat.com

297.9921
144919

دعوۃ الحق، سلسلہ اشاعت نمبر: 02

نام کتاب .... نبی کریم ﷺ کی صورت اور سیرت۔

نام مؤلف .... حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی، حفظہ اللہ

کمپوزنگ .... محمد عمیر فاروقی، دہلی کالونی، گلی نمبر 17 کراچی

رابطہ نمبرز .... 0300-7398664 / 0313-7398664

ای میل .... umairfarooqi786@gmail.com

اشاعت .... جنوری 2015ء، ربیع الاول ۱۴۳۶ھ۔

ضخامت .... آفسٹ پیپر، 240 صفحات۔

قیمت .... [redacted]

اسٹاکسٹ .... قاری محمد اسامہ فاروقی۔

رابطہ نمبر .... 0302-4915208 / 0313-4915208

ای میل .... usamafarooqi786@gmail.com

ملنے کا پتا ....

مکتبہ دار القرآن، گلی ڈاکٹر بشیر ڈینٹل، چھوٹکی گھٹی، حیدرآباد۔ (سندھ)

مدثر کاپی ہاؤس، نزد پولیس اسٹیشن تراڑکھل شہر ضلع سدھنوتی (آزاد کشمیر)

فاروق بک ڈپو، مشرقی چوک تراڑکھل شہر، ضلع سدھنوتی (کشمیر)

ساغر اسٹیشنرز، بھیرہ بازار، تیتری نوٹ، آزاد ریاست جموں و کشمیر۔

Marfat.com

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
1	تعارف مصنف۔	13
2	آغازِ سخن	19
	نبی کریم ﷺ کی سیرت	
3	تأثرات، حضرت مولانا نصیب اللہ فاروقی مدظلہ	22
4	سیرت کی اہمیت۔	23
5	نبی کریم ﷺ کا نسبِ پاک۔	30
6	نبی کریم ﷺ کا بچپن۔	36
7	نبی کریم ﷺ کے لئے صادق اور امین کا لقب۔	36
8	خانہ کعبہ کی تعمیرِ نو اور حجرِ اسود کی تنصیب۔	36
9	نبی کریم ﷺ پر پہلی وحیٔ مبارکہ کا نزول۔	37
10	نبی کریم ﷺ کی بعثت کے تین سال بعد۔	37
11	نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد مخالفت کا آغاز۔	37
12	ہجرتِ حبشہ۔	37
13	شعبِ ابی طالب میں محصوری۔	37
14	نبی کریم ﷺ کی معراجِ مبارک۔	39
15	معراج کی تحقیق۔	39
16	معراج کب ہوئی؟	40

Marfat.com

17	فلسفۂ معراج۔	41
18	سفر معراج مسجد اقصیٰ سے شروع ہونے کی حکمتیں۔	41
19	ہجرتِ مدینہ۔	41
20	میدانِ کارزار میں نتائج۔	44
21	غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اجمالی خاکہ۔	44
22	سراپا کا اجمالی خاکہ۔	45

خاندانِ نبوت کی خواتین

23	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی۔	47
24	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نانی۔	48
25	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ محترمہ۔	49
26	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں۔	50
27	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ بولی مائیں۔	50
28	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالائیں۔	52
29	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچیاں۔	53
30	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں۔	56
31	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہنیں۔	58
32	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہنیں۔	61
33	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں۔	62
34	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک شوہر۔	63
35	اچھا شوہر بننے کی شرائط۔	65

Marfat.com

36	مثالی شوہر (ﷺ) کا کردار۔	66
37	عورتوں کے حقوق یا لَذُوذ؟	66
38	مثالی شوہر (ﷺ) اور معیاری زوجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔	67
39	مطلقات النبی ﷺ۔	72
40	نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں۔	75
41	نبی کریم ﷺ کا لباس۔	76
42	نبی کریم ﷺ اور رفاہِ عامہ۔	77
43	اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم کی کفالت اور ان کی تعلیم کا بندوبست	79
44	آب رسانی کا انتظام۔	81
45	شادی کا انتظام۔	82
46	نبی کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی۔	84
47	نبی کریم ﷺ کا نیند میں احتلام سے محفوظ ہونا۔	85
48	جماع کرنے کا صحیح وقت۔	85
49	بیوی سے جماع دل کی طہارت کا سبب ہے۔	86
50	جماع کی مخصوص راتوں میں ممانعت۔	86
51	دو مردوں یا دو عورتوں کو ایک ہی بستر میں سلانے کی ممانعت	87
52	نبی کریم ﷺ کا وصال پُر ملال۔	88
53	نبی کریم ﷺ کا گھریلو سامان۔	89
54	نبی کریم ﷺ کا اسلحہ۔	90
55	عہدِ نبوی کی مساجد۔	91

Marfat.com

56	مساجدِ مدینۃ الرسول ﷺ ۔	91
57	نبی کریم ﷺ کے مؤذنین حضرات ۔	98
58	نبی کریم ﷺ کے سواری کے جانور ۔	98
59	نبی کریم ﷺ کے قاصد حضرات ۔	99
60	نبی کریم ﷺ کے مقرر کردہ محصلین حضرات ۔	100
61	نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں نائبین حضرات ۔	101
62	عمالِ نبویؐ (گورنرز حضرات)۔	102
63	بیعتِ عقبہ اولیٰ کے چھے افراد ۔	103
64	نبی کریم ﷺ کے مدنی نقیب ۔	103
65	نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ۔	104
66	نبی کریم ﷺ کے کاتبانِ وحی حضرات ۔	104
67	نبی کریم ﷺ کے محافظ حضرات (گارڈز)۔	104
68	نبی کریم ﷺ کے ہم شکل اصحاب رضی اللہ عنہم۔	105
69	نبی کریم ﷺ کے خدام حضرات ۔	105
70	عہدِ رسولؐ کے مفتی حضرات ۔	105
71	نبی کریم ﷺ کی شگفتہ مزاجی ۔	106
72	جنت میں بوڑھیاں ؟	106
73	نبی کریم ﷺ کے سچائی پر مبنی مزاح فرمانے کے واقعات ۔	107
74	بچوں کے ساتھ مذاق ۔	107
75	اعزا و اقربا اور دوست احباب کے ساتھ مذاق ۔	108

Marfat.com

76	اہل خانہ اور اہل بیت حضرات کے ساتھ مذاق ۔	111
77	احباب و اصحاب رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کے ساتھ مذاق کرنا۔	113
78	نبی اُقدس ﷺ کی مبارک ہنسی ۔	114
79	نبی کریم ﷺ کے ہنسی مزاح فرمانے کی حکمتیں ۔	115
80	صحابہ رضی اللہ عنہم کا باہم مذاق کرنا۔	117
81	علمائے حق اور بزرگانِ دین کا آپس میں مذاق کرنا۔	118
82	اسلام میں تفریح کا حکم ؟	121
83	آپ ﷺ کے (سچے عاشق اور کامل امتی) ہونے کا طریقہ ۔	122
84	اصل زندگی کیا ہے ؟	123
85	قرآنِ حکیم کا عملی نمونہ ۔	124
86	نبی کریم ﷺ کے معجزات ۔	125
87	نبی کریم ﷺ کا اندازِ گفتگو ۔	126
88	نبی کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ اور شمائل ۔	127
89	نبی کریم ﷺ کا خلقِ عظیم ۔	128
90	نبی کریم ﷺ کی شانِ تواضع۔	129
91	انبساط اور کشادہ رُوئی ۔	130
92	فراخ دلی اور نرمی ۔	132
93	اتباعِ سنت کا ثواب ۔	132
94	نبی کریم ﷺ کی کرامات و برکات ۔	134
95	نبی کریم ﷺ کی شجاعت اور قوت و طاقت ۔	141

Marfat.com

96	معاشرہ کی اصلاح میں نبی کریم ﷺ کا کردار ۔	144

سنت سے مأخوذ کامیاب زندگی کے اصول

97	حسن کلام ۔	153
98	تدریجی مراحل ۔	154
99	ذاتی نظم وضبط ۔	154
100	سادہ زندگی ۔	155
101	رجائیت پسندی ۔	155
102	آسانی سے مشکل تک ۔	156
103	متنازعہ امور میں میانہ روی ۔	156
104	انتہا پسندی سے اجتناب ۔	157
105	آپس میں مشورہ کرنا	157
106	میدانِ جنگ کو اپنی مرضی پر تبدیل کرنا ۔	158
107	دوراندیشی، اور دنیاوی علوم کا حصول ۔	158
108	عفو ودرگزر ۔	159
109	مخالفت کو دوستی میں تبدیل کرنا ۔	159
110	عملی اقدام کے لئے جگہ تبدیل کرنا ۔	160
111	معاشرتی اخوت ۔	160
112	استقامت اور حسن معاشرت ۔	160
113	استقامت کیا ہے ؟	161
114	حسن معاشرت کیا ہے ؟	163

Marfat.com

115	عدل وانصاف۔	159

نبی کریم ﷺ کی صورت

116	نبی کریم ﷺ کا حسن و جمال۔	167
117	نبی کریم ﷺ کا سر مبارک۔	168
118	نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک ۔	169
119	نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک ۔	170
120	نبی کریم ﷺ کی جبین مبارک۔	170
121	نبی کریم ﷺ کی ابرو مبارک ۔	171
122	نبی کریم ﷺ کا رنگ مبارک ۔	171
123	نبی کریم ﷺ کی مبارک آنکھیں ۔	171
124	نبی کریم ﷺ کی حیائے مبارکہ۔	172
125	نبی کریم ﷺ کی ناک مبارک ۔	172
126	نبی کریم ﷺ کا دہن اقدس ۔	173
127	نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک۔	173
128	نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک ۔	173
129	نبی کریم ﷺ کی ڈاڑھی مبارکہ۔	173
130	ڈاڑھی کی شرعی حد ؟	174
131	ڈاڑھی فقہی نقطۂ نظر۔	176
132	ڈاڑھی مونڈنے والوں کو سزا دینے کا فتویٰ۔	182
133	ڈاڑھی مونڈنے والوں کے بارے میں قرآن وسنت کی وعیدیں۔	182

Marfat.com

134	ڈاڑھی طبی نقطۂ نظر ؟	184
135	شیو کے نقصانات۔	188
136	''سنی'' کے ہاتھوں ''سنت'' کی تذلیل ؟	189
137	نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک ۔	192
138	نبی کریم ﷺ کی کلائیاں اور ہاتھ مبارک۔	192
139	نبی کریم ﷺ کے اعضائے مبارک۔	193
140	نبی کریم ﷺ کا پیٹ مبارک۔	194
141	نبی کریم ﷺ کی بغل شریف۔	194
142	نبی کریم ﷺ کے پاؤں کے تلوے مبارک۔	195
143	نبی کریم ﷺ کی پنڈلیاں شریف۔	195
144	نبی کریم ﷺ کی رفتار مبارک۔	196
145	نبی کریم ﷺ کے پسینہ اور فضلات کی خوشبو۔	197
146	نبی کریم ﷺ کی آوازِ مبارک۔	199
147	نبی کریم ﷺ کا تبسم فرمانا۔	199
148	نبی کریم ﷺ کے دیکھنے کا پیارا انداز۔	200
149	بے نظیر نمونہ۔	200
150	قامتِ زیبا۔	200
151	علم وعقل مبارک۔	202
152	نبی کریم ﷺ کی غذائے مبارکہ۔	202
153	گوشت کی تعریف۔	203

Marfat.com

154	نبی کریم ﷺ کے ہاں ثرید کا استعمال۔	204
155	نبی کریم ﷺ کے ہاں کدو کا استعمال۔	205
156	نبی کریم ﷺ کے ہاں ''لپٹا'' کا استعمال۔	205
157	نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ پھل۔	205
158	موٹاپے کا بہترین علاج۔	206
159	نبی کریم ﷺ کا کھانا، کھانا۔	207
160	نبی کریم ﷺ کا پانی پینا۔	209
161	نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک۔	211
162	نبی کریم ﷺ کا عمامۂ نبوی۔	212
163	نبی کریم ﷺ کا پیرہن، تہبند شریف۔	212
164	نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی مبارکہ۔	214
165	نبی کریم ﷺ کے موزے مبارک۔	215
166	نبی کریم ﷺ کے جوتے مبارک۔	215
167	نبی کریم ﷺ کا بستر مبارک۔	215
168	نبی کریم ﷺ کی شادی مبارک۔	216
169	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زفاف فرمانا	216
170	خواب واستراحتِ رسول ﷺ۔	219
171	خلاصہ کلام۔	220
172	حوالہ جات۔	221
173	مآخذ ومراجع کی تفصیل۔	228

Marfat.com

حمدِ باری تعالیٰ

جانیں امانت آپ کی، عزت ہے دولت آپ کی،
ایماں عنایت آپ کی، حاضر ہیں سب دنیا و دیں،

یا اللہ العالمین، یا اللہ العالمین،

ہم گو سیاہ کار ہیں ، فساق ہیں فجار ہیں ،
بے شک گناہ گار ہیں، پر بے حمیت تو نہیں،

یا اللہ العالمین، یا اللہ العالمین،

دیکھے ہے نیلا آسماں، کرتے ہیں کیا کیا نوجواں ؟
لاریب بے شک بے گماں، ممکن نہیں ان سا کہیں،

یا اللہ العالمین، یا اللہ العالمین،

یہ مائیں بہنیں بیٹیاں، ہیں آپ کی سب باندیاں،
قربان سب پیر و جواں، یہ باحیا پردہ نشیں ،

یا اللہ العالمین، یا اللہ العالمین،

کرتے ہیں وعدہ یہ سبھی، بیٹھیں گے ہم نہ خوش کبھی،
ثابت نہ ہوں گر آج بھی ہم سارے غازی علم دینؒ،

یا اللہ العالمین، یا اللہ العالمین!

قرآں گواہ ہے آپ کا ، اسلام گواہ ہے آپ کا ،
''فاروق'' گواہ ہے آپ کا، شاہد ہیں سارے مؤمنیں،

یا اللہ العالمین، یا اللہ العالمین،

(۱)

Marfat.com

تعارف مصنف

نام ونسب:

آپ کا نام محمد عمر فاروق ہے، والد محترم کا نام عمر الدین عمر، اور دادا کا نام رستم علی تھا۔ والد اور والدہ دونوں ہی کی طرف سے آپ کا تعلق قریشی خاندان سے ہے۔

پیدائش:

(بقول آپ کے والد محترم) چوہدری محلہ، جام پور، ضلع راجن پور میں، آپ کی پیدائش مورخہ 19 دسمبر 1972ء کو جمعرات کے روز، بمطابق ۱۳۹۲ھ ہجری میں ہوئی، اس وقت فجر کی اذان ہو رہی تھی، اور ہلکی ہلکی بارش بھی جاری تھی۔

تحصیل علم:

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد سے حاصل کی، آپ کے والد محترم اسکول ٹیچر، اور تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے۔ آپ نے اپنے شہر سے پرائمری کا امتحان پاس کیا، اور دس سال کی عمر میں مدرسہ عالیہ فیض القرآن واقع محمدیؐ جامع مسجد جامپور سے 1980ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر 1981ء میں مدرسہ تحسین القرآن فتح العلوم شہدادپور (سندھ) سے اس کی گردان (دہرائی) کی، اس کے بعد عربی و فارسی کی ابتدائی کتب آپ نے مدرسہ عطاءُ العلوم شاہ جمال نوتک محمید (ڈی جی خان) میں پڑھیں، اور پھر درس نظامی کی مکمل تعلیم کے لئے آپ جامعہ دار العلوم عیدگاہ کبیروالا (خانیوال) چلے گئے، اور 1990ء ۱۴۱۰ھ میں، یہیں سے وفاق المدارس العربیہ

Marfat.com

پاکستان کے تحت دورہ حدیث کر کے فارغ التحصیل ہوئے، آپ کی دستار بندی کے لئے حافظ القرآن والحدیث الشیخ حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی قدس سرّہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا تشریف لائے۔

اور حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحیٔ جامپوری (فاضل دیوبند) رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں آپ نے ڈی جی خان بورڈ کے تحت فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔اور پھر 1991ء میں ''مدرسہ تحسین القرآن فتح العلوم شہداد پور'' (سانگھڑ) میں آپ شعبہ کتب کے مدرّس مقرر ہوگئے۔مگرایک سال بعد آپ مزید علم حاصل (تخصّص) کرنے کے لئے ''جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی'' تشریف لے گئے، یہاں آپ نے محقق اہل السنۃ، سرمایۂ احناف، مناظر اسلام حضرت علامہ محمد امین صفدر (اوکاڑوی) رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آپ نے ''تلمیذ خاص'' کی حیثیت سے بڑا علمی وتحقیقی استفادہ کیا، جس سے آپ کے اندر فرق باطلہ کے خلاف خصوصی تحقیق اور معیاری تنقید کا جذبہ اجاگر ہوا، جس کی جھلک آپ کی کتب میں واضح طور پر موجود ہے۔

بیعت وارشاد :

پھر 1992ء میں، پیر طریقت، امام اہل السنہ، محقق العصر ''حضرت علامہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر'' قدّس سرّہ، گوجرانوالہ سے کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کے لئے تشریف لائے تو آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے، اور حضرت صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تفسیر وحدیث اور عملیات کی اجازت بھی عطاً فرمائی، جس سے آپ کی علمی وعملی اور تحقیقی کاوشوں کو مزید چار چاند لگ گئے۔یقیناً یہ انہی بزرگان دین کی صحبت، کسبِ فیض، اوران کی خصوصی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج آپ عہدِ

Marfat.com

حاضر کے ممتاز، جید عالم دین ہیں، اور علمی، عملی، تحقیقی، تدریسی، خطابت، اور صحافتی میدان میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، ایک عہد ساز شخصیّت کے مالک ہیں، نیز گزشتہ بیس سال سے درس وتدریس کے شعبے سے وابستہ ہیں، اور مختلف موضوعات پر بہت سی کتابوں کے مصنّف ہیں، اور آپ کا شمار ملک وملّت کے ممتاز دانشور اور عظیم اسکالرز میں ہوتا ہے۔

دنیاوی علوم کا حصول :

1992ء میں آپ نے کراچی میٹرک بورڈ سے میٹرک کی، 1994ء میں کراچی کے انٹر بورڈ سے ایف۔اے۔کیا۔ 1998ء میں اعظم طبّیہ کالج حیدرآباد سے چار سالہ طب یونانی کا (ڈپلومہ) کورس ''فاضل الطب و الجراحت'' پاس کیا۔ 2000ء میں سندھ یونیورسٹی حیدرآباد سے گرایجویشن کیا۔

2002ء میں آپ نے کشمیر ہومیو پیتھک میڈیکل کالج میرپور آزاد کشمیر سے ڈی۔ ایچ۔ایم۔ایس۔کی ڈگری لی، اور 2005ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے ''اسلامک اسٹڈیز'' میں ایم۔اے کیا۔ جن اساتذہ کرام اور علمائے حق سے آپ نے علوم وفنون حاصل کیۓ ان کی تعداد ''سوٗ'' سے زیادہ ہے، اس دوران آپ ملک کے مختلف دینی مدارس میں شعبہ کتب کی تدریس بھی کرتے رہے۔

علاوہ ازیں ! بہت سے اولیائے کرام، اور شیوخ حضرات، سے بھی آپ نے نہ صرف کسبِ فیض ہی کیا، بلکہ تاحال ان سے آپ کا اصلاحی تعلق قائم ہے، ان میں سے چند ایک شیوخ حضرات کے نام یہ ہیں :

01 محقق العصر، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا محمد زاھد الراشدی صاحب دامت برکاتہم، گوجرانوالہ، خلیفہ مجاز: رہبر شریعت، امام اہل السنّۃ، حضرت مولانا محمد سرفراز خان

Marfat.com

صفدر صاحب قدس سرہ۔

02 حضرت علامہ مولانا رشید احمد صاحب شاہ جمالی دامت برکاتہم، خلیفہ مجاز، پیر طریقت حضرت مولانا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ، گدائی ڈیرہ غازی خان۔

03 حضرت مولانا بشیر احمد صاحب شاہ جمالی دامت برکاتہم (ڈی جی خان) خلیفہ مجاز، مرشد عالم، حضرت مولانا غلام حبیب مجدّدی، نقشبندی، رحمۃ اللہ علیہ چکوال۔

04 حضرت حاجی قاضی قائم الدین صاحب دامت برکاتہم، پنّو عاقل (سندھ) خلیفہ مجاز، حضرت مصلح الامۃ علامہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ (کراچی) وغیرہ ......

آپ کی تحقیقی وتخلیقی کاوشیں:

آپ نے 1991ء سے اپنے علمی، اصلاحی، اور تحقیقی مقالہ جات کا آغاز کیا، اور روزنامہ جنگ. روزنامہ نوائے وقت۔ قومی اخبار کراچی۔ روزنامہ آگ کراچی، جیسے بہت سے قومی اخبارات اور جرائد ورسائل میں تاریخی، اصلاحی، سیاسی، مذہبی، سائنسی، طبّی، اور طنز ومزاح، سے بھرپور علمی، اور جدید تحقیق، پر مبنی مضامین لکھتے رہے۔ اور تین سال تک ''ماہنامہ الحنفیۃ جام پور'' کے مدیر بھی رہے۔

آپ کی تصانیف:

01 رہنمائے امّت۔ 02 خطبات جامپوری۔ 03 مخزنِ رسائل۔

04 برھان۔ 05 گناہوں کی قباحت اور ان کے نقصانات۔

06 جہاد اور دہشت گردی میں امتیاز وقت کی اہم ترین ضرورت!

07 عسکری فقہی مسائل۔ 08 تراویح خلاصہ واحکام

09 نبی کریم ﷺ کی صورت اور سیرت 10 خلاصہ تراویح۔

Marfat.com

خلاصہ کلام :

آپ کے بارے میں یہ کہنا قطعاً بے جا نہ ہوگا کہ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اصلاحی، علمی، تحقیقی، اور تخلیقی کاوشوں میں مصروف عمل ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ سے دعاٗ ہے کہ ربّ العالمین ان کی زندگی میں برکت پیدا فرمائیں، اور تادیر ان کا سایہ امت پر قائم رکھیں، تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ ان کی اصلاحی، علمی، وعملی، اور تحقیقی کاوشوں سے مستفید ہوسکیں۔ آمین یا اللہ العلمین.

ناشر

ایمان کی علامت

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا خَافَهُ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا آمَنَهُ اِلَّا مُنَافِقٌ.(۲۰)
اللہ تعالیٰ سے صرف مؤمن ہی ڈرتا ہے۔یعنی اسے ہر وقت یہ خوف دامن گیر رہتا ہے کہ میرا یہ علم وعمل اور یہ کمالات سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، میرے اختیار میں کچھ بھی نہیں، ذرا سی اس کی نظر ہٹی اور تباہ و برباد ہوئے۔مگر منافق کے دل میں کبھی یہ خوف پیدا نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ مطمئن رہتا ہے۔

اپنا جائزہ لیں کہ! اگر دل مطمئن رہتا ہے اور کبھی خوف دامن گیر نہیں ہوتا، ہر وقت یہ خوشی رہتی ہے کہ ہم اتنے نیک بن گئے، دوسروں کو بھی تبلیغ کر رہے ہیں، اتنے لوگوں کو دین دار بنا دیا، ہمارا یہ کمال اور وہ کمال، بس اسی میں ہر وقت مست ہیں تو یہ علامتِ نفاق ہے، ڈرنا چاہیئے۔

Marfat.com

گلہائے عقیدت بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

﴿کلام: حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی صاحب، حفظہ اللہ﴾

اِخلاقِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآنِ مبیں ہے۔
حکمِ خدا ہی دراصل فرمانِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جہاں جلوہ افروز،
وہ جگہ تو 'فردوس' ہے، 'عرشِ بریں' ہے۔

کھلا یہ ''عُقدہ'' امامتِ انبیاءِ رسل سے........!
غلامی میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بھلا کون نہیں ہے۔

دونوں عالم کے لئے ہے جو ''باعثِ رحمت'' !
وہ میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشن جبیں ہے۔

اللہ کی ''معرفت'' بھی ہے گرچہ ضروری ....!
مگر سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت بنا کچھ بھی نہیں ہے۔

بدل دیتا ہو ''فاروق'' جو خصلتوں کو...... !
''معلم'' ایسا دنیا میں کہیں اور نہیں ہے۔

(۱)

Marfat.com

آغازِ سخن

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ہ

سید الاولین والآخرین امام الانبیأ والمرسلین، خاتم النبیین ہ

امابعد

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا معنیٰ عادت،اور معمولاتِ زندگی ہے۔

یہ لفظ طور طریقے اور چال چلن کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے،اور شاید حالاتِ زندگی کے مفہوم میں بھی سیرت کا لفظ انہی معنوں کی وجہ سے عام ہوا ہے۔تاہم مسلمانوں کے ادب میں سیرت سے مراد عموماً نبی کریم ﷺ کے حالاتِ زندگی ہی ہیں۔آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ سے بے پناہ عقیدت اور محبت کی وجہ سے مسلمانوں نے آپ ﷺ کی زندگی کے ایک ایک پہلو پر بہت کچھ لکھا ہے۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ کے حالاتِ طیبات،آپ ﷺ کے اخلاق وعادات،واقعات وحادثات اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ وسیرتِ کریم ایک ایسی چیز ہے جس سے کوئی مسلمان غافل رہ کر ''مسلمان'' کہلانے کا حق دار نہیں ہوسکتا۔اس لئے ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر زبان میں اس مبارک موضوع پر چھوٹی بڑی بہت سی کتب لکھی گئی ہیں۔عرصہ سے میری روح اور قلب وفورِ شوق اور ایمانی ذوق اس کی خواہش کر رہے تھے کہ سِیَر کی تمام ذخیم کتب کو جمع

Marfat.com

کر کے ان کی مدد سے میں بھی آسان، عام فہم انداز اور سلیس زبان میں ایک مختصر سی کتاب ترتیب دوں، اور اس کا نام "نبی کریم ﷺ کی صورت اور سیرت" رکھوں۔

میری کیا مجال کہ فخرِ موجودات، نبی کریم ﷺ کی سیرت نگاری کروں۔ بس بارگاہِ رسالت ﷺ میں لب کشائی کا مقصد صرف اور صرف حصولِ سعادت ہے کہ شاید عاشقانِ رسول ﷺ میں ایک ادنیٰ مقام حاصل کر کے حوضِ کوثر سے چند قطرے پانے کی تمنا کو تسکین پہنچا سکوں۔

لہٰذا ! میں نے اس کتاب کو دو حصوں میں مرتب کیا، پہلے حصہ میں نبی کریم ﷺ کی سیرت اور دوسرے حصہ میں آپ ﷺ کی صورت سے متعلق تفصیلات ہیں، جبکہ میں نے حوالہ جات کو نمبروں کی شکل میں لکھا ہے، جن کی تمام تر تفصیل کتاب کے آخر میں، مآخذ و مراجع کی فہرست سے پہلے موجود ہے۔

انسان کو اشرف المخلوقات بننے کے لئے رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے جو صرف ایک قبولِ عام ہستی اور عظیم ترین اخلاق و کردار کی حامل شخصیت ہی کی مدد سے ممکن ہے۔ مسلمانانِ عالم کی یہ خوش نصیبی ہے کہ انہیں ایک ایسے انسانِ کامل ﷺ نصیب ہوئے جو رشد و ھدایت کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ پوری انسانیت کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اُقدس ﷺ کی مبارک زندگی کو اپنانے، اور اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین یارب العالمین۔

بندۂ ناچیز :

محمد عمر فاروق قریشی عفا اللہ عنہ

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ، ۱۹ اگست ۲۰۱۱ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالی :لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ. (الاحزاب ۲۱)

ارشادِ باری تعالیٰ: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

سیرتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی، حفظہ اللہ

فاضل :وفاق المدارس العربیۃ ملتان (پاکستان)

ناشر

حنفی مجلس عمل آزاد کشمیر

Marfat.com

تأثرات

حضرت مولانا نصیب اللہ فاروقی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث مدرسہ اشاعت الاسلام تراڑکھل آزاد کشمیر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ٥ امابعد ٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی دامت برکاتہ نے اپنی کتاب (نبی کریم ﷺ کی صورت اور سیرت) راقم کو نظر ثانی کے لئے دی، میں نے اپنی کم علمی کا عذر ظاہر کیا مگر اصرار شدید پر کتاب کو چند دن مطالعہ کے لئے سعادت سمجھتے ہوئے رکھ لیا، سچ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کا کوئی انسان احاطہ نہیں کرسکتا، بھلا کیسے ممکن ہو؟ جن کی سیرت کا آغاز تخلیق کائنات سے پہلے ہوا، اور اختتام کائنات کے بعد بھی جاری رہے گا۔

بہرحال! جس نے بھی سیرت رسول ﷺ پر قلم اٹھایا تو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور اس دعاء سے بارگاہ رسالت میں قبولیت کا شرف ہو اور قیامت میں ذریعہ شفاعت ہو۔ حکیم صاحب نے جس عمدہ انداز میں اختصار کے ساتھ سیرت اور صورت کے ہر پہلو کو ذکر کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، ہر پڑھے لکھے آدمی کو آپ ﷺ کی مختصر سیرت وصورت کا علم حاصل کرنے کے لئے اس مختصر وجامع کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کتاب سے نفع مند ہونے کی توفیق نصیب فرماتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی جملہ خدمات دینیہ کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین

(حضرت مولانا) نصیب اللہ فاروقی (صاحب) خطیب جامع مسجد تراڑکھل، آزاد کشمیر

مورخہ ۲۰ رجب ۱۴۳۴ھ، بمطابق 31 مئی 2013ء بروز جمعۃ المبارک

۱۴۴۹۸۹

Marfat.com

سیرت کی اہمیت

مسلمانوں نے سیرتِ مقدسہ پر جتنی توجہ دی ہے وہ دنیا کے لئے واقعی حیرت انگیز ہے۔ بقول حضرت مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے :''مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کی زبان کا ایک ایک حرف، حرکات وسکنات کی ایک ایک ادا اور حلیۂ مبارک کے ایک ایک خدوخال کا عکس لے لیا''۔ دوسری جگہ حضرت شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

''مسلمانوں کی اس فکر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے اپنے پیغمبر ﷺ کے حالات وواقعات کا ایک ایک حرف اس قدر پوری تحقیق کے ساتھ محفوظ رکھا ہے کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلم بند نہیں ہوسکے اور نہ ہی آئندہ توقع کی جاتی ہے''۔(۸۱)

آکسفورڈ یونیورسٹی کے مشہور عیسائی پروفیسر مارگولیتھ نے نبی کریم ﷺ کی سوانح عمری کا آغاز ان لفظوں سے کیا ہے:''حضرت محمد ﷺ کے سیرت نگاروں کا سلسلہ طویل اور نہ ختم ہونے والا ہے، تاہم اس میں جگہ پانا باعثِ عزوشرف ہے''(۸۱)۔

مندرجہ بالا اقوال سے سیرت النبی ﷺ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی وابستگی اور غیر مسلموں کی دلچسپی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ سیرت کا مطالعہ غیر مسلموں کے لئے تو شاید ایک علمی مشغلہ ہی ہو، مگر یہ مطالعہ مسلمانوں کی ایک انتہائی بنیادی نوعیت کی دینی ضرورت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت لکھتے وقت ہر قسم کی روایات کو قبول نہیں کیا گیا، بلکہ ان کی جانچ پڑتال کے اصول وضع کئے گئے۔ راویوں کے حالات جمع کئے گئے اور غیر محتاط راویوں

Marfat.com

کی روایات کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہو سکتی ہے کہ نبی اُقدس ﷺ کے افعال واعمال کی تحقیق کی غرض سے آپ ﷺ کے دیکھنے اور ملنے والوں میں سے تقریباً تیرہ ہزار افراد کے نام اور حالات قلم بند کئے جا چکے ہیں۔ کیا دنیا میں کسی شخص کے رفقا میں سے اتنے لوگوں کے نام اور حالات پر مبنی اسماء الرجال جیسے عظیم علم کی بنیاد پڑی ؟ (۸۱)۔

نبی اُقدس ﷺ کی سیرت، ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک نمونہ ہے۔ دورِ حاضر کی دشواریوں اور ضروریات میں بھی سیرت نبوی ﷺ ہمارے لئے دنیا و آخرت دونوں کے لئے خیر و برکت اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ نبی کریم ﷺ کے ہر قول و فعل اور آپ ﷺ کی عادات واطوار کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنائیں۔ اسی میں ہماری بھلائی ہے اور یہی ہمارا نصب العین اور ہمارا مقصدِ حیات ہے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ کریم میں ہر دور کے انسان کے مسائل کا حقیقی عملی حل میسر ہے۔ آج ہمیں قدم قدم پر مختلف النوع مکاتبِ فکر اور طرح طرح کے نظریات رکھنے والے افراد سے واسطہ پڑتا ہے، اس لئے ہمیں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کے ان سنہری ابواب کا مطالعہ کریں جن میں ہمارے لئے زندگی گزارنے کا سب سے سہل اور کامیاب ترین عملی نمونہ موجود ہے۔ آپ ﷺ کی نبوّت و رسالت ہمہ گیر، آفاقی، کائناتی اور دائمی وابدی ہے۔ آج معاشرے میں جو بے چینی، ناہمواری، انتہاپسندی اور عدمِ اطمینان نظر آتا ہے وہ محض تعلیماتِ سیرتِ کریم ﷺ سے لاعلمی اور بے عملی کی وجہ سے ہے، ورنہ نبی کریم ﷺ کا لایا ہوا دین ہر لحاظ سے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو ہر زمان و مکان میں ایک عمدہ ترین، رواداری اور وسیع النظری پر مبنی معاشرے کی مکمل خصوصیات سے مزین ہے۔

اس کتاب میں سیرتِ کریم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ایسے ہی مسائل کا اجمالی

Marfat.com

جائزہ اور حل پیش کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے امتی اور اسلام کے نام پر حاصل ہونے والی مملکتِ خداداد کا شہری ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے ملک کو اسلام کی معتدل، وسیع النظر اور اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کی روشنی میں طبقاتی کشمکش، فرقہ واریت اور دہشت گردی سے پاک کر کے دورِ جدید سے ہم آہنگ ایک حقیقی اسلامی، جمہوری، فلاحی مملکت بنائیں۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (۸۲)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لئے ہر مذہب نے ایک ہی تدبیر بتائی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اُس مذہب کے شارع اور طریقے کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں اُن پر عمل کیا جائے، تاہم اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اُس نے اپنے پیارے پیغمبر، جنابِ نبی کریم ﷺ کا عملی نمونہ سامنے رکھ دیا ہے، اور اُس عملی نمونے کی پیروی اور اتباع کو، اللہ کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کا ذریعہ بتایا ہے۔ چنانچہ اسلام میں دو چیزیں ہیں: ''کتاب اور سنت''۔ ''کتاب'' سے مقصود اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں جو قرآنِ حکیم کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں، اور ''سنت'' جس کے معنی ''راستے'' کے ہیں، وہ راستہ جس پر نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے گزرے۔ یعنی: آپ ﷺ کا عملی نمونہ جس کی تصویر احادیثِ رسول ﷺ میں بصورتِ الفاظ و بیانات موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ انسانیت کے اُس برگزیدہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قدیم زمانے سے نوعِ انسانی کو خدا پرستی اور حسنِ اخلاق کی تعلیم دینے کے لئے اٹھتا رہا ہے، ایک اللہ کی بندگی اور پاکیزہ اخلاقی روش کا درس، جو ہمیشہ سے دنیا کے پیغمبر اور دیگر روحانی پیشوا دیتے رہے ہیں،

Marfat.com

وہی نبی کریم ﷺ نے بھی دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کسی نئے خدا کا تصور پیش نہیں کیا، اور نہ ہی کسی نرالے اخلاق کا سبق دیا ہے، جو نبی کریم ﷺ سے پہلے کے رہبرانِ انسانیت کی تعلیم سے مختلف ہو۔ پھر سوال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا وہ اصلی کارنامہ کیا ہے جس کی بناء پر ہم نبی کریم ﷺ کو تاریخ انسانی کا سب سے بڑا آدمی قرار دیتے ہیں؟ تو بات یہ ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ سے پہلے انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی وحدانیت سے آشنا تھا، مگر اس چیز سے پوری طرح واقف نہ تھا کہ اس فلسفیانہ حقیقت کا انسانی اخلاقیات سے کیا تعلق ہے؟ بلاشبہ انسان کو عمدہ اخلاقی اوصاف سے آگاہی حاصل تھی، مگر وہ زندگی کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں میں اوصاف و محاسن کی عملی ترجمانی سے بے خبر تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ پر ایمان، اصول اخلاق اور عملی زندگی، یہ تین الگ الگ چیزیں تھیں، جن کے درمیان کوئی منطقی ربط، کوئی گہرا تعلق اور کوئی نتیجہ خیز رشتہ موجود نہیں تھا۔ یہ صرف نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی تھی جنہوں نے ان تینوں کو ملا کر ایک نظام میں سمو دیا، اور ان کے امتزاج سے ایک مکمل تہذیب و تمدن و ثقافت و معاشرت کا نقشہ محض خیالی دنیا ہی میں نہیں بلکہ عملی دنیا میں بھی قائم کر کے دکھا دیا۔

نبی کریم ﷺ کی مبارک اور مقدس زندگی میں ہمیں بیک وقت اس قدر متنوع اوصاف نظر آتے ہیں جو کسی ایک انسان میں، تاریخ نے کبھی یکجا کر کے نہیں دکھائے۔ بادشاہ ایسا (ﷺ) کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو، اور بے بس بھی ایسا (ﷺ) کہ خود اپنے آپ کو بھی، وہ اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں جانتا ہو۔ دولت مند ایسا (ﷺ) کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوئے اس ﷺ کے دارالحکومت میں آ رہے ہوں، اور اس کے باوجود مہینوں اُس کے گھر میں چولہا نہ جلتا ہو، اور کئی کئی اوقات اُس ﷺ پر فاقے سے گزر جاتے ہوں۔ سپہ سالار ایسا (ﷺ) کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو

Marfat.com

لے کر ہزاروں غرقِ آہن افراد سے کامیاب لڑائی لڑا ہو، اور صلح پسند ایسا (ﷺ) کہ ہزاروں پُرجوش جاں نثاروں کی ہم رکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چون وچراں دستخط کردیتا ہو۔ شجاع اور بہادر ایسا (ﷺ) کہ ہزاروں کے مقابلے میں تن تنہا کھڑا ہوا، اور نرم دل ایسا (ﷺ) کہ کبھی اس ﷺ نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو۔ باتعلق ایسا (ﷺ) کہ سارے جہان کی اس ﷺ کو فکر ہو، اور بے تعلق ایسا (ﷺ) کہ اپنے اللہ کے سوا کسی اور کی یاد اس ﷺ کو نہ ہو۔ اُس ﷺ نے اپنے کو بُرا کہنے والوں سے کبھی بدلہ نہ لیا، اور اپنے ذاتی دشمنوں کے حق میں ہمیشہ دعائے خیر کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کیا۔ عین اس وقت جب ہم اس کو شاہِ عرب ﷺ کہہ کر پکارنا چاہتے ہوں، وہ ﷺ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے، کُھردری چٹائی پر بیٹھا درویش نظر آتا ہے۔ عین اس وقت جب عرب کے اطراف سے آآکر اس ﷺ کے صحنِ مسجد میں مال واسباب کا انبار لگا ہوتا ہے، اس ﷺ کے گھر میں فاقے کی تیاری ہورہی ہوتی ہے۔ عین اس عہد میں جب جنگی قیدی مسلمانوں کے گھروں میں لونڈی، اور غلام بن کر جارہے ہیں، فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ جاکر والد (ﷺ) کو اپنے ہاتھوں کے چھالے دکھاتی ہیں، جو چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے، تاہم انہیں کام کرنے کے لئے کوئی خادمہ نہیں ملتی۔ عین اس وقت جب آدھا عرب آپ ﷺ کے زیرِ نگین ہوتا ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرِ دربار ہوتے ہیں، اِدھر اُدھر نظر دوڑا کر کاشانۂ نبوت ﷺ کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں، آپ ﷺ ایک کُھردری چٹائی پر آرام فرمارہے ہیں۔ جسمِ اطہر پر چٹائی کے بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں، ایک طرف مٹھی بھر جَو رکھے ہیں، ایک کھونٹی میں مشکیزہ لٹک رہا ہے۔ نبی اُقدس ﷺ کے گھر کی کل کائنات دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑتے ہیں، سبب دریافت ہوتا ہے۔ عرض کرتے

Marfat.com

ہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہوگا کہ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ ﷺ پیغمبر ہو کر اس حالت میں ہیں؟ ارشاد ہوتا ہے کہ: اے عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت؟ سبحان اللہ!

نبی کریم ﷺ نے ایمان سے اخلاق اور اخلاق سے زندگی کے تمام شعبوں کا تعلق کس طرح قائم کیا ہے یہ آپ ﷺ کے اقوال و اعمال سے بالکل واضح ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی باتوں کو صرف باتوں ہی کی حد تک نہیں رکھا، بلکہ عمل کی دنیا میں ایک پورے ملک کے نظامِ تمدن و سیاست اور تہذیب و معاشرت کو انہی بنیادوں پر قائم کر کے دکھلا دیا، اور آپ ﷺ کا یہی وہ کارنامہ ہے جس کی بنا پر آپ ﷺ نوعِ انسانی کے سب سے بڑے رہنما ہوئے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ وہ محسن انسانیت ﷺ تھے، رحمۃ للعالمین ﷺ تھے، نبی کریم ﷺ ایسے نظامِ حیات کے داعی تھے، جو ازل سے ابد تک انسانیت کے لئے راہنما اور معلم ہے تو محض یہ الفاظ ہی کافی نہیں، بلکہ ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان الفاظ کے مطالب کی حقیقتوں کا اظہار اپنے معاشرے کے وجود سے کریں۔ اسلام محض اعتقادات و عبادات ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ معاملات بھی اس کے نظامِ حیات کا جز و اعلیٰ ہیں۔ جو شخص معاملات میں خراب ہوگا وہ عبادات میں کیونکہ دیانتدار ہو سکتا ہے؟ پیغمبر کا معجزہ، اس کی سیرت ہوتی ہے، جو انسانوں کی سیرت پر اپنی چھاپ لگا کر معاشرے میں انقلاب لے آتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ آپ ﷺ کی سنت ہے، طور طریقہ ہے، رہن سہن اور برتاؤ ہے۔ آپ ﷺ کے لائے ہوئے انقلاب سے پہلے عرب کا بدو راہزن تھا، اب وہ راہبر کے منصب پر فائز ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ قتل و غارت کا خوگر تھا، اب وہ عفو رحمت کا پیکر بن گیا۔ اس سے

Marfat.com

پہلے وہ خود پرست تھا، اب وہ خدا پرست ہوگیا۔ اس سے پہلے وہ جاہلیت کا پیکر تھا، اب وہ معرفت کا درس دینے لگا۔ اس سے پہلے وہ نسب اور خاندان کا اسیر تھا، اب وہ بین الاقوامی سفیر بن گیا۔ اس سے پہلے وہ آتش فشاں تھا، اب وہ گل بداماں دکھائی دینے لگا، اور لطف تو یہ ہے کہ اتنے عظیم الشان معاشرتی انقلاب کے پیچھے کوئی فوج اور سپاہ نظر نہیں آتی، فقط اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی نگاہ اور کردار کارفرما رہا ہے۔ دنیا میں برپا ہونے والے تمام انقلابوں کے مقابلے میں انقلاب محمدی ﷺ اپنے جلو میں بشریت کا لہو اور اس کی ذلت نہیں، بلکہ انسانیت کی آبرو اور اس کی حرمت لے کر آیا۔ اس کے برپا ہونے سے موت کا اندھیرا نہیں چھایا، بلکہ زندگی کا سویرا طلوع ہوا، اس نے کشتوں کے پشتے نہیں لگائے بلکہ حسن ومحبت کے بوٹے اگائے، وہ کسی جنگِ عظیم کا پیش خیمہ نہیں بنا، بلکہ کاروانِ امن کا ہر اول دستہ ثابت ہوا۔

ہم ماہ ربیع الاول میں پیدا ہونے والے ﷺ کی یاد، اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، اور مجلسیں منعقد کر کے نبی کریم ﷺ کی مدح وثناٗ کی صدائیں تو ضرور بلند کرتے ہیں، تاہم ہمیں یہ قطعاً یاد نہیں ہوتا کہ جس نبی مکرم ﷺ کی یاد کا دعویٰ ہماری زبان کرتی ہے درحقیقت اسی نبی ﷺ کی اتباع اور تعلیمات کی فراموشی کے لئے ہمارا ہر ہر عمل گواہ ہوتا ہے۔ اے کاش! ہماری زبانوں سے ربیع الاول اور جشنِ ولادت کے لئے تو دنیا کچھ نہ سنتی، لیکن ہماری زندگی کے ہر ہر شعبے سے اسوۂ حسنہ کی مدح وثناء کے ترانے اٹھ رہے ہوتے؟ اور ہماری ہر ہر ادا، ہمارا ہر ہر عمل گواہی دیتا کہ ہم واقعتاً سچے عاشقِ رسول ﷺ ہیں؟

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دُعاٗ کریں کہ وہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے، پاکستان کو ترقی وخوشحالی سے ہمکنار کرے۔ اور ہمیں نبی کریم ﷺ کی روشن تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاٗ فرمائے۔ ﴿آمین﴾

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا نسب پاک :

آج تک اگر کوئی ایسی شخصیت تاریخِ عالم میں آئی ہے جس کے چرچے چہار دانگ عالم میں ہوئے ہوں، جس کی پاکیزگی وتقدس اعلیٰ وارفع سیرت کی حامل ہو، شجرۂ نسب از ابتدأ تا انتہأ محاسن ومحامد سے آراستہ ہو، جس کی مہد تا لحد حیاتِ مبارکہ مشعلِ راہ ہو، وہ شخصیت بلا شرکتِ غیرے صرف اور صرف فخرِ موجودات، سرورِ کائنات، افضل الخلائق، محبوبِ ربُّ العالمین، خاتم المرسلین والنبیین، میری جان، میرا ایمان جنابِ حضرتِ نبی کریم ﷺ ہی کی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :

لَقَدْ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنفُسِکُمْ عَزِیزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤمِنِیْنَ رَؤفٌ الرَّحِیْمٌ.

ترجمہ: آیا ہے تمہارے پاس رسول، تم ہی میں سے، بھاری ہے اُس پر جو تم کو تکلیف پہنچے، حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق، مہربان ہے۔ (۲)

قرآنِ حکیم کی اس آیت طیبہ کو نبی کریم ﷺ نے '' اَنْفَسِکُمْ '' یعنی فاَ کی زبر کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔ فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے نسباً حسباً سب سے نفیس قرار دیا، میرے آباؤ اجداد حضرتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخر تک زنا و بدکاری سے مبرّا ہیں اور سب کے سب نتیجۂ نکاح ہیں۔ (۳)

حضراتِ مفسرینِ کرام وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ :

اَلْمُرَادُ بِالْوَالِدِ آدمٌ وَابْرَاهِیمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَمَا وَلَدَ ای مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ .(۴)

گویا اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ آدم و ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی

Marfat.com

پاکیزہ اولاد میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قسم کھا کر نبی کریم ﷺ کی پاکیزگی بیان فرما رہے ہیں کہ ان کا ہر والا اعلیٰ، ہماری قسم کے قابل مولود اعلیٰ، ہماری نظر پاکیزگی کے قابل اور افضل المولود، خیر الخلائق، جواطہر، افضل، اکرم اور ہماری زبان پر ان کا ذکر، ان کا ذکر بھی اعلیٰ ہوا۔

بقولِ شاعر: ؎ ہمارا کام ان (ﷺ) کی یاد اور ان کی اطاعت ہے

نہ بدنامی کا خطرہ، اور نہ پروائے ملامت ہے۔ (۵)

ایک مقام پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیتِ:

اَلَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ. (۹۷)

کی تفسیر میں مروی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ طیب پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا، جبکہ وہ صاف اور مہذب تھے۔ (۳)

روح المعانی نے اسے ایسے ہی نقل فرمایا ہے۔ اور حضرتِ عطاؒ بن رباحؒ سے روایت ہے کہ: مَا زَالَ نَبِیَ اللّٰہِ ﷺ یَنقَلِبُ فِیۡ اِصۡلَابِ الۡاَنۡبِیَآءِ حَتّٰی وَلَدَتۡہُ. (۴)

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاؑ علیہم السلام کی پشتوں میں منتقل فرماتا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو آپ کی ماں نے جنم دیا۔

وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ کی تشریح میں ائمہ مفسرین مزید فرماتے ہیں کہ:

آپ ﷺ کا سجدہ کرنے والوں کی پاک پشتوں سے خواتین کے پاک رحموں کی طرف، اور سجدہ کرنے والی خواتین کے رحموں سے پاکیزہ مردوں کی پشتوں کی طرف منتقل ہونا مراد ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ہر عیب سے پاک رکھتے ہیں، پھر عالمی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہر طرح سے منزّہ ومطہّر رکھا، تاکہ کُل عالم ان کی تقلید کو ہماری تقلید، ان کی اطاعت کو ہماری اطاعت، اوران کی محبت میں ہماری محبت پاسکے۔ خَلَقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ کوئی حسب ونسب میں بھی انگلی نہ اٹھا سکے اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ پاکیزگی نسل درنسل منتقل فرمائی۔ جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا: اے میرے صحابہ لِمَنْ أَنَا؟ میں کون ہوں؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ..

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخُلْقَ فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں میں سے بہتر پیدا فرمایا ہے۔

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔

ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً

پھر انسانوں کے دو گروہ (عرب وعجم) پیدا کئے اور مجھے بہتر گروہ میں پیدا فرمایا:

ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً

پھر عربوں کے قبیلے بنائے، مجھے بہتر قبیلے میں پیدا فرمایا۔

ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتاً فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ بَيْتاً

پھر ان کے خاندان بنائے اور مجھے بہتر خاندان (بنو ہاشم) میں پیدا فرمایا۔

فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَسَباً وَ خَيْرُهُمْ بَيْتاً

پس میں نسب اور خاندان کے اعتبار سے بہتر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنا تعارف کرانے کے

Marfat.com

لئے ہمیشہ ہمہ صفت موصوف فرد کا چناؤ انہی کے افراد میں سے کرتا ہے، تاکہ خالق کا پیغام لوگوں تک پہنچنے میں ہر حجت کو تمام کیے ہوئے ہو. لوگ اپنے میں تو کمی محسوس کرتے ہوں مگر چنے ہوئے بندے پر انگلی اٹھانا تو درکنار، اشارہ کنایہ کے قابل بھی نہ ہوں. یہ الگ بات ہے کہ حق بات کے قبول کرنے میں کج بحثی اور کٹ حجتی پر اتر آتے ہوں۔ لوگ بھی اس وقت تک اپنی بات، اپنی عقل اور اپنی فراست پر اپنے سے افضل کی بات کو ترجیح نہیں دیتے جب تک ہر لحاظ سے افضل کی افضلیت ان تک نہ پہنچے۔ یہ ابلاغ خواہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ہو، یا نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ذریعے، کیونکہ وہ بھی تو وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحىٰ کے مصداق بولتا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنے خاندان کی فضیلت، حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حوالے سے یوں بیان فرمائی: ''میں نے مشرق ومغرب کا چپہ چپہ دیکھا، مگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نظر نہ آیا، اور کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل نظر نہ آیا'' (۴) بُعِثْتُ فِي خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ آدَمَ قَرْناً فَقَرْناً حَتّٰى بُعِثْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ..... میں آدم کے بہترین طبقوں میں پیدا کیا گیا، وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ میں اس زمانے میں پیدا ہوا۔

غرض! یہ نسب کسی عام آدمی کا نسب نہیں ہے، اس نسب کی حرمت کا ذکر بھی رفعت و عظمت اور علوِ شان ورفعِ درجات کا سبب ہے. عرب ہو یا عجم جب تک ان کی ہر ادا اور ہر گوشۂ حیات کو حرزِ جاں نہ بنا لیا جائے اس وقت تک کمالِ ایمان کا درجہ نہیں پایا جا سکتا۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختصراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ اس طرح بیان فرمایا ہے:

محمد بن عبداللّٰہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قُصَیٔ

Marfat.com

بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن حزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان.

یہاں تک متفق علیہ ہے. اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام تک بہت سے اختلافات ہیں۔ اورنبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ، آمنہ بنتِ وھب بن عبد بن مناف بن زھرہ بن کلاب بن مرہ ہیں(۶)۔

نبی اُقدس ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزندِ ارجمند حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ اُن کی اولاد میں ایک فرزند کو قریش کہتے تھے۔ بعض مؤرخین ان کی نسل سے ایک شخص قصیٰ کو قریش کہتے ہیں۔ ان کے چھ بیٹوں میں سے ایک عبد مناف جو قریش کے مستند سردار تھے۔ آپ کے ایک بیٹے کا نام ہاشم ہے۔ جن کے فرزند حضرت عبدالمطلب ہیں۔ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نبی کریم ﷺ کے والد ماجد ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ ﷺ کے والدِ بزرگوار حضرتِ عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تقریباً اٹھارہ سال کی عمر میں قبیلۂ زہرا کے وہب ابن مناف کی دختر سیدہ حضرتِ آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی۔(۸۱)

نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت پر اختلاف موجود ہے۔ بعض مؤرخین حضرات کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ربیع الاول کے مبارک مہینہ کی ۱۲ تاریخ کو ہوئی، جبکہ بعض کے نزدیک آپ ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاول عام الفیل (یعنی ہاتھیوں والے سال) کو ہوئی۔ عیسوی سن کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت کا سن 571ء ہے۔ اور پیرانِ پیر سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش ۱۰ محرم الحرام لکھی ہے۔(۲۱)

آپ ﷺ کے والد کی وفات کے بارے میں مؤرخین ایک بات پر متفق نہیں کچھ

Marfat.com

روایات میں آپ ﷺ کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ آپ ﷺ کی ولادت سے چند ماہ پہلے وفات پا گئے، جبکہ بعض مورخین کے نزدیک آپ ﷺ کے والد کا وصال دنیا میں آپ ﷺ کی آمد کے چند ماہ بعد ہوا۔اس کے بعد آپ ﷺ کی پرورش دادا حضرت عبدالمطلب اور بعدازاں چچا حضرت ابوطالب نے کی۔

آپ ﷺ کی ولادت کے وقت کئی غیر معمولی واقعات پیش آئے۔فارس (موجودہ ایران) میں ایک ہزار سال سے مسلسل روشن آگ بجھ گئی۔کاشان میں واقع جھیل خشک ہوگئی۔ستارے ٹوٹنے لگے۔جادو اور کہانت کے عالم علم سے محروم ہوگئے۔کسریٰ محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔اس دور کے مشہور کاہن سطیح نے انکشاف کیا کہ ایک عظیم ہستی ﷺ وجود میں آ چکی ہے۔روایت ہے کہ جب بنی اسرائیل نے بہتر ہزار پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے نہایت بیدردی سے قتل کر دیا، اور انہیں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اب ان میں کوئی بھی پیغمبر نہیں آئے گا، تو راہبوں اور کاہنوں نے سر جوڑے۔چنانچہ کہانت سے یہ معلوم کرلیا کہ اللہ کا آخری نبی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صلب سے ہوگا۔ولادت باسعادت کے بعد عرب کی روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت میں دے دیا گیا۔چنانچہ روایت ہے کہ آپ ﷺ کو پہلے حضرت ثوبیہ اور پھر حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دودھ پلایا۔آپ ﷺ کی برکت سے دائی حلیمہ کی بوڑھی بکریاں دودھ سے لبریز ہوگئیں، اور ہر طرف خوشحالی ہوگئی۔ابھی آپ ﷺ صرف چھ برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سائے سے بھی محروم ہوگئے۔اس کے بعد حضرت ابوطالب اور ان کی زوجہ فاطمہ بنت اسد نے اس شان سے آپ ﷺ کی پرورش، تربیت اور حفاظت کی، کہ محافظ اسلام اور محافظ رسالت کے لقب سے ملقب ہوئے۔حضرت ابوطالب تاحیات آپ ﷺ کی نصرت وحمایت کرتے رہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ شام کے سفر کے دوران نسطوری عیسائی راہب جرجیس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر حضرت ابو طالب سے کہا کہ میں اس بچے میں بزرگی کے آثار دیکھتا ہوں۔ خطرہ ہے کہ یہود کہیں ان کو نقصان نہ پہنچا دیں، اس لئے انہیں لے کر فوراً واپس چلے جائیں۔ (۸۱)

نبی کریم ﷺ کا بچپن :

نبی کریم ﷺ کا بچپن، لڑکپن اور جوانی ہم عمروں سے بالکل مختلف تھی۔ لہو لعب، میلے ٹھیلوں اور عرب کے دیگر روایتی تہوار سے لاتعلق رہتے تھے۔ (۸۱)

صادق اور امین کا لقب :

آپ ﷺ کے کردار کا یہ عالم تھا کہ اعلان نبوت سے پہلے ہی عرب کے لوگ آپ ﷺ کے پاس امانتیں رکھنے لگے اور آپ ﷺ کو سچائی، امانت، دیانت، صداقت کے باعث صادق اور امین کے لقب سے یاد کرنا شروع کر دیا۔ (۸۱)

خانہ کعبہ کی تعمیر نو اور حجر اسود کی تنصیب :

خانہ کعبہ کی تعمیر نو جب حجرِ اسود کی تنصیب کے مقام پر پہنچی تو قبائل میں فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا اور تمام قبائل آپس میں لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے۔ تمام قبیلوں کے سردار بہ ذات خود اسے نصب کرنا چاہتے تھے۔ ایسے میں اس بات پر اتفاق ہوا کہ صبح جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہو، اس کے فیصلے کی پاسداری اور پابندی کی جائے گی۔ اللہ کی قدرت سے نبی کریم ﷺ نے یہ سبقت حاصل کی۔ آپ ﷺ نے مسئلے کا حل یہ کیا کہ ایک چادر منگوائی اور حجرِ اسود اس پر رکھ دیا۔ سب سرداروں سے مل کر چادر اٹھانے کو کہا اس کے بعد آپ ﷺ نے حجرِ اسود اپنے دست مبارک سے نصب کر دیا۔ (۸۱)

Marfat.com

پہلی وحی کا نزول:

کوہِ حرا میں جس کا دوسرا نام جبل نور ہے، آپ ﷺ اکثر عبادت وریاضت کے لئے تشریف لے جاتے۔ چالیس برس کی عمر مبارک میں جب آپ ﷺ عبادت میں مصروف تھے، وحی اوّل کا نزول ہوا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ آیت مبارک پڑھی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ...... الخ. ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔(۸۱)

بعثت کے ۳ سال بعد:

بعثت کے بعد ۳ سال تک آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہایت رازداری سے فرائض رسالت ادا کرتے رہے، جب آیت مبارک:

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ. (۹۵) نازل ہوئی۔

ترجمہ: یعنی: '' ڈراتو اپنے قریبی رشتہ داروں کو ''۔

چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اولاد حضرتِ عبد المطلب کو جمع کرو اور ان کے لئے کھانے کا اہتمام کرو۔ تقریباً چالیس افراد نے شرکت کی۔ کھانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی قسمت بہت اچھی ہے۔ ایسی چیز میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں، جس سے تم کو فضیلت حاصل ہوتی ہے:

''میں لے آیا ہوں تمہارے پاس دنیا وآخرت میں اچھائی۔ اللہ نے مجھ کو تمہاری ہدایت کا حکم فرمایا ہے''۔(۸۱) یہ دعوت ذو العشیرۃ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

اعلان نبوت کے بعد مخالفت:

اعلانِ نبوت کے فوراً بعد مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ دشمنوں نے ایذا رسانی کی

Marfat.com

انتہا کر دی۔ تکلیف دینے کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو مشرکین نے اختیار نہ کیا ہو، تاہم آپ ﷺ کے پائے استقلال میں ذرا بھر لغزش نہ آئی۔ ابوسفیان، ابوجہل اور ابولہب وغیرہ دشمنی میں پیش پیش رہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ (۸۱)

ہجرت حبشہ :

مصائب و آلام کا سلسلہ آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ جب دوسرے مسلمانوں کی طرف بڑھا، تو آپ ﷺ نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ قافلہ میں ایک سو مرد و زن شامل تھے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قافلے کے سالار ہوئے۔ مشرکین نے عمرو بن عاص کو تحائف دے کر حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس اس لئے بھیجا کہ مسلمانوں کو واپس کر دیا جائے۔ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ مریم کی کچھ آیات مبارکہ کی تلاوت کی جس پر نجاشی نے مسلمانوں کو واپس بھیجنے سے انکار کر دیا، چنانچہ مسلمان ۷ ہجری تک حبشہ میں مقیم رہے۔ (۸۱)

شعب ابی طالب :

جب نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثاروں کو شدید خطرات لاحق ہوئے تو آپ ﷺ شعب ابی طالب میں ۴۰ افراد کے ساتھ محصور ہو گئے۔ کفار قریش نے بنی ہاشم کا مکمل مقاطعہ (بائیکاٹ) کر دیا۔ منصور بن عکرمہ نے اس امر کے لئے ایک عہد نامہ لکھا جس کے بعد اس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا۔ اہل شعب ابی طالب درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے، اس کرب و بلا میں تین سال بیت گئے۔ (۸۱)

Marfat.com

ہشام بن عمر بن حرث کو احساس ہوا، اس نے محاصرہ اٹھانے کا سوال اٹھایا تو اتفاق سے حضرت ابو طالب بھی آ گئے فرمایا کہ محمد ﷺ نے بتایا ہے کہ عہد نامے کو دیمک کھا چکی ہے اور لفظ ''اللہ'' کے سوا سب کچھ ختم ہو چکا ہے۔ تم دیکھو! محمد ﷺ کا کہنا صحیح ہے؟ انصاف کرو! قریش نے تصدیق کی۔ شرمندہ ہوئے اور محاصرہ ختم کر دیا۔ یوں تین برس بعد آپ ﷺ ۴۰ اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ گھاٹی سے باہر آئے۔ شعبِ ابی طالب سے نکلنے کے تقریباً آٹھ ماہ بعد حضرت ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔ دو ماہ قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وفات پا چکی تھیں، ان دونوں عظیم ہستیوں کے دنیا سے چلے جانے پر آپ ﷺ نے اس سال کو غم کا سال قرار دیا جسے عام الحزن بھی کہتے ہیں۔ (۸۱)

معراج مبارک

نبوت کے بارہویں سال ۲۷ رجب میں آپ ﷺ کو معراج کا شرف حاصل ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام براق پر آپ ﷺ کو قاب قوسین کی منزل تک لے گئے۔ (۸۱)

معراج کی تحقیق

لفظ معراج، عروج سے ماخوذ ہے، اور عروج بلندی کی طرف جانے کو کہتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ اور شبِ معراج کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ اس رات نبی کریم ﷺ اپنے رب کے بلاوے پر آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے۔ (۹۸)

☆

Marfat.com

معراج کب ہوئی؟

بعثتِ نبوی کے بارہویں سال، جب آپ ﷺ کی عمر مبارک، اکیاون برس، چار ماہ، اور انیس دن تھی، سوموار کی رات ستائیسویں رجب کو ہوئی۔ (۹۸)

معراج کس حالت میں ہوئی؟

سفرِ معراج کی کیفیت کیا تھی؟ یہ سفر عالم خواب میں پیش آیا تھا، یا بیداری میں؟ اور آیا حضور ﷺ بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے؟ یا اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے محض روحانی طور پر ہی آپ کو مشاہدہ کرایا گیا تھا؟ ان سوالات کا جواب قرآن حکیم کے الفاظ خود دے رہے ہیں:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی سے بیان کی ابتداء کرنا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑا خارقِ عادت واقعہ تھا جو اللہ کی غیر محدود قدرت سے رونما ہوا۔ کیونکہ خواب میں کسی شخص کا اس طرح کی چیزیں دیکھ لینا یہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اسے بیان کرنے کے لئے اس تمہید کی ضرورت ہو۔ یہ خواب نہیں بلکہ حقیقی واقعہ ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ.

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے، وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔ (۲)

پھر یہ الفاظ ''ایک رات لے گیا اپنے بندے کو'' جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں کیونکہ عبد ''جسم مع الروح'' کا نام ہے نہ کہ صرف روح کا۔ پھر یہ الفاظ خواب یا کسی سفر کے لئے کسی طرح بھی موزوں نہیں ہو سکتے۔ (۹۸)

Marfat.com

لہٰذا ہمارے لئے یہ ماننے بغیر چارہ نہیں کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا، بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کرایا۔

فلسفۂ معراج

فلسفۂ معراج یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے ان کے منصب کی مناسبت سے ملکوتِ سمٰوات والارض کا مشاہدہ کرایا ہے، اور مادی حجابات بیچ میں سے ہٹا کر آنکھوں سے وہ حقیقتیں دکھائی ہیں جن پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دینے پر وہ مامور کئے گئے تھے، تاکہ ان کا مقام ایک فلسفی کے مقام سے بالکل ممیّز ہو جائے، کیونکہ فلسفی جو کچھ بھی کہتا ہے قیاس اور گمان سے کہتا ہے، وہ خود اگر اپنی حیثیت سے واقف ہو تو کبھی اپنی کسی رائے کی صداقت پر شہادت نہ دے گا، مگر انبیائے کرام علیہم السلام جو کچھ کہتے ہیں وہ براہِ راست علم اور مشاہدے کی بناء پر کہتے ہیں۔ (۹۸)

لہٰذا، صرف وہی خلقِ خدا کے سامنے یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ ہم جو باتیں تمہیں بتا رہے ہیں وہ ہماری آنکھوں دیکھی حقیقتیں ہیں۔ جن میں کوئی شک یا ابہام تمہیں نہیں ہونا چاہیئے۔

سفر معراج مسجد اقصیٰ سے شروع کرنے کی حکمتیں

مشہور مقالہ ہے: فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا'' اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی اَقدس ﷺ کو مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف بلانے میں مندرجہ ذیل حکمتیں ہو سکتی ہیں :

(1) مشاہدۂ برکات۔

(2) اظہارِ حق برائے معاندین۔

Marfat.com

(3) برکاتِ اثر قدم، تاکہ قیامت کے دن آپ کی امت کو آسانی ہو۔

(4) دو ہجرتوں کے حصولِ ثواب کے لئے، نیز باقی انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح آپ کی بھی ہجرت گاہ بیت المقدس ہو۔

(5) محاذاتِ دروازۂ آسمانی۔(۹۸)

معراج نبی اقدس ﷺ کا اہم معجزہ ہے، اس سفر کے دو حصے ہیں :

اول : مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک، اس کا ثبوت قرآن حکیم سے ہے۔

دوسرا : مسجد اقصیٰ سے عرش معلیٰ تک۔

اس واقعہ کی تفصیلات تقریباً ۲۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، اس واقعہ کے ظہور کا مقصد اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب، نبی کریم ﷺ کو تسلی و تشفی دینا، اور عالم غیب کا مشاہدہ کرانا تھا، تاکہ آپ ﷺ اپنی امت کو بتا سکیں کہ جن باتوں کی میں تمہیں تبلیغ کر رہا ہوں وہ میری آنکھوں دیکھے حقائق ہیں۔

علاوہ ازیں! اسی سفر میں نمازوں کا تحفہ ملا، جو انعامِ پروردگار ہے، ہمیں اس تحفہ کی قدر کرنی چاہیئے، اور دین اسلام کے تمام احکام پر پختہ عزم و یقین ہونا چاہیئے۔

مدینہ کی طرف ہجرت

☆ یکم ربیع الاول ۱۳ نبویؐ، رات کو گھر سے نکلے۔ ۲ ربیع الاول کو غارِ ثور میں پہنچے۔ ۴ ربیع الاول کو وہاں سے نکلے۔ ۱۲ ربیع الاول دوپہر عبداللہ بن اریقط، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مقام قباءؔ پر پہنچے، جہاں پہلی مسجد قباءؔ کی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ نے ۲۸ غزوات میں شرکت فرمائی، جن میں پہلا غزوہ بدر کے نام سے مشہور ہے، جس میں ۱۳ مسلمان شہید اور ۷۰ کفار جہنم واصل ہوئے۔(۸۱)

Marfat.com

☆ ۳ ہجری، میں اُحد کے مقام پر لڑائی ہوئی، جس میں آپ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے، اور آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

☆ ۵ ہجری، میں جنگ خندق یا غزوۂ احزاب ہوئی، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر خندق کھودی گئی، مسلمانوں کو یہاں بھی نصرت حاصل ہوئی۔

☆ ٦ ہجری میں صلح حدیبیہ کا واقعہ ہوا۔ آپ ﷺ حج کے ارادے سے مکہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جاں نثاری کی بیعت لی، جسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔

☆ ۷ ہجری، میں جنگِ خیبر ہوئی، جس میں مسلمانوں نے ۴۰ روز بعد فتح حاصل کی۔ جنگ، موتہ ہوئی، اسی سال منبر نبوی ﷺ کی ابتدا ہوئی، آپ ﷺ نے کعبہ میں بتوں کو پاش پاش کر دیا۔

☆ ۹ ہجری میں نبی کریم ﷺ ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے اور جنگِ تبوک میں حضرت جرائیل علیہ السلام نے نصرت و فتح کی بشارت دی۔

☆ ۱۰ ہجری میں آپ ﷺ نے تبلیغ کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا، اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو روانہ کیا جن کے ہاتھوں قبیلہ ہمدان مسلمان ہوا۔ (۸۱)

☆

Marfat.com

میدان کارزار میں نتائج

غزوات النبی ﷺ کا اجمالی خاکہ :

نمبر شمار	نام غزوہ	سن وقوع	تعداد مجاہدین	مدمقابل گروہ
01	غزوۂ ابوا یا ودان	2ہجری	60 مجاہدین	قافلۂ قریش اور بنوحمزہ
02	غزوۂ بواط	2ہجری	200 مجاہدین	قافلۂ قریش
03	غزوۂ ذوا لعشیرہ	2ہجری	200 مجاہدین	قافلۂ قریش
04	غزوۂ بدر اولیٰ	2ہجری	200 مجاہدین	کرز بن جابر الفہری
05	غزوۂ بدر کبریٰ	2ہجری	313 مجاہدین	قافلۂ قریش اور قبائل عرب
06	غزوۂ قرقرہ الکدر، سلیم	2ہجری	--	قبائل سلیم اور غطفان
07	غزوۂ بنوقینقاع	2ہجری	--	بنوقینقاع
08	غزوۂ سویق	2ہجری	200 مجاہدین	ابوسفیان
09	غزوۂ غطفان	3ہجری	450 مجاہدین	قبیلۂ غطفان
10	غزوۂ نجران	3ہجری	200 مجاہدین	قبیلۂ بنوسلیم
11	غزوۂ احد	3ہجری	700 مجاہدین	مشرکین مکہ
12	غزوۂ حمراء الاسد	3ہجری	--	مشرکین مکہ
13	غزوۂ بنی نضیر	4ہجری	--	یہودی قبیلہ، بنونضیر
14	غزوۂ بدر موعد	4ہجری	1500 مجاہدین	مشرکین مکہ
15	غزوۂ ذات الرقاع	4ہجری	400 مجاہدین	بنومحارب، بنوثعلبہ
16	غزوۂ دومۃ الجندل	5ہجری	1000 مجاہدین	کفار دومۃ الجندل
17	غزوۂ المریسیع	5ہجری	--	قبیلۂ بنومصطلق
18	غزوۂ خندق	5ہجری	3000 مجاہدین	ابوسفیان مع کفار مکہ

Marfat.com

19	غزوۂ بنی قریظہ	5ہجری	--	قبیلۂ بنو قریظہ
20	غزوۂ بنی لحیان	6ہجری	200 مجاہدین	قبیلۂ بنو لحیان
21	غزوۂ ذی قرد	6ہجری	500/700 مجاہدین	قبیلۂ عینیہ بن فرازی
22	غزوۂ حدیبیہ	6ہجری	1500 مجاہدین	مشرکین مکہ
23	غزوۂ خیبر	7ہجری	1600 مجاہدین	قبائل یہود
24	غزوۂ عمرۃ القضاء	7ہجری	3000 مجاہدین	کفار مکہ
25	غزوۂ موتہ	8ہجری	3000 مجاہدین	شام
26	غزوۂ مکہ	8ہجری	10000 مجاہدین	مشرکین مکہ
27	غزوۂ حنین	8ہجری	1000 مجاہدین	بنو ہوازن
28	غزوہ تبوک	9ہجری	30000 مجاہدین	کفار روم

سرایا کا اجمالی خاکہ :

نمبر شمار	سن ھ جس میں لڑائی لڑی گئی	غزوات کی تعداد	سرایا کی تعداد	نتائج
01	1ہجری	--	3سرایا	مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے۔
02	2ہجری	8غزوات	4سرایا	عالم کفر میں اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔
03	3ہجری	4غزوات	1سریہ	مسلمان اپنے مقاصد میں کامیاب۔
04	4ہجری	3غزوات	3سرایا	اسلام کی تبلیغ کا کام رواں دواں۔
05	5ہجری	4غزوات	1سریہ	اسلام کا تفویض کردہ مشن جاری رہا۔
06	6ہجری	3غزوات	11سرایا	اہل کفر پر غلبہ حاصل ہوا۔
07	7ہجری	2غزوات	11سرایا	اللہ تعالیٰ نے فتح یابی کا مژدہ سنایا۔
08	8ہجری	3غزوات	10سرایا	اسلام اپنی تکمیل کی طرف گامزن ہوا
09	9ہجری	1غزوہ	6سرایا	اہل روم پر اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔

Marfat.com

10	10 ہجری	--	2 سرایا	نجران ویمن کی طرف اسلام کی ہجرت
11	11 ہجری	--	1 سریہ	اہل روم سے اسامہؓ کی فیصلہ کن لڑائی
	کل تعداد : 28 غزوات 54 سرایا			

موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحٰق، واقدی، ابن اسعد، ابن جوزی رحمہم اللہ علیہم نے غزوات کی تعداد ۲۷ بتائی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے ۲۱ اور زید بن ارقم سے ۱۹ مروی ہے۔

یہ غزوات کی تعداد میں تفاوت حقیقی نہیں ہے، بلکہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض غزوات کے مقامات ایک دوسرے سے قریب تھے، اور بعض غزوات ایک ہی سفر میں پیش آئے۔ اور اس لئے بعض حضرات نے ان غزوات کو ایک ہی غزوہ شمار کیا، اور دیگر حضرات نے ان سب غزوات کو الگ الگ شمار کیا۔ اس لئے ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوگئی ہے،

مثلاً: غزوہ ودان اور غزوۂ ابواٗ، کیونکہ ایک دوسرے کے قریب تر ہیں، اس لئے بعض نے ان کو ایک غزوہ شمار کیا، اور بعض نے دو شمار کئے، اور بعض نے کہا کہ صلح سے ختم ہوا اس لئے اسے کسی غزوہ میں شمار ہی نہیں کیا۔

اسی طرح غزوۂ حنین اور طائف ایک ہی سفر میں پیش آئے، اس لئے بعض نے انہیں ایک ہی غزوہ شمار کیا اور بعض نے دو۔ یہ امور، غزوات کی کمی بیشی کا سبب بنے، لیکن ان سے حقیقت حال متاثر نہیں ہوتی۔

اسی طرح سرایا کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔

چنانچہ علامہ ابن سعد ۴۰ ابن البر ۳۵ اور ابن اسحٰق سے ۳۸ واقدی سے ۴۸ اور ابن جوزی سے ۵۶ کی تعداد منقول ہے۔ (۸۳)

Marfat.com

خاندانِ نبوت کی خواتین

حضرت نبی کریم ﷺ کی دادی :

حضرت فاطمہ بنت عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ حضرت عبدالمطلب کی بیوی اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ اور نبی کریم ﷺ کی دادی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے بھائی وہب بن عمرو تھے۔

ابن اسحٰق لکھتے ہیں کہ یہ وہب بن عمرو بہت شریف آدمی تھے۔ تعمیر کعبہ کے موقع پر شریک تھے، جب نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی اور قریش نے کعبہ کی از سرِ نو تعمیر پر اتفاق کیا تھا، اس موقع پر ابو وہب بن عمرو، وہ شخص تھا جس نے کعبہ کا ایک پتھر اس وقت نکالا جب قریش کعبہ کو ڈھانے پر متفق ہو گئے تھے، تو اس نے کہا تھا کہ: ''اے گروہ قریش! اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز داخل نہ ہونے دو۔ اس میں حرام کمائی کا پیسہ نہ لگاؤ، سود کی کمائی نہ شریک کرو۔ کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی چیز داخل نہ کی جائے''۔

فاطمہ بنت عمرو نے اپنے بھائی ابو وہب کی بیٹی عاتکہ بنت وہب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے اپنے بڑے بیٹے زبیر بن عبدالمطلب کی شادی کی حضرت عاتکہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت وہب نے اپنے شوہر زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے بچپن میں نبی کریم ﷺ کی پرورش و نگہداشت میں حصہ لیا۔ عاتکہ بنت وہب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حضور نبی کریم ﷺ اپنی ماں کہا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت عبدالمطلب نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا۔ جاگے تو قریش کے کاہنوں سے اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا ہوا تو تمہاری پشت

Marfat.com

سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا جس پر زمین و آسمان کی ساری مخلوق ایمان لے آئے گی اور وہ انسانوں میں ایک روشن علامت ہوگا۔(۸۱)

حضرت نبی کریم ﷺ کی نانی

برہؓ بنت عبدالعزیٰ: یہ حضرت وہب بن عبد مناف کی بیوی اور حضرت آمنہؓ بنت وہب کی والدہ ہیں، اس نسبت سے یہ نبی کریم ﷺ کی نانی ہیں۔اور حضرت برہؓ بنت عبدالعزیٰ، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ ہیں۔

ان کا نسب یہ ہے کہ برہؓ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبداللہ بن قصیٰ۔

حضرتِ برہ کی والدہ ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہے، اور ام حبیب کی والدہ کا نام برہ بنت عوف بن عبید بن عوریج بن عدی بن کعب بن لوی ہے۔

حضرت برہؓ بنت عبدالعزیٰ کے شوہر اور حضرتِ آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے والدِ محترم حضرت وہب بن عبد مناف تھے۔حضرت وہب بنی زہرہ کے سردار تھے، اور قریش میں نہایت محترم تھے۔حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنے چچا حضرت وہب کے ہاں پرورش پائی، وہب بھی اپنے بھائی کی طرح معزز و محترم تھے۔

حضرتِ وہب، کا نسب یہ ہے: وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

نبی کریم ﷺ کی اوپر کی نانیاں خاندان قریش میں سے ہی تھیں۔بعض تو نسب میں نبی کریم ﷺ سے حضرت قصی پر اور بعض کعب بن لوی سے جا ملتی ہیں اور وہ سب شرافت نسب اور طہارت نفس میں ممتاز ہیں۔نبی کریم ﷺ کو چھ برس کی عمر میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ کے بنو نجار میں لے کر گئیں تھیں، جہاں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی رہتے تھے اس جگہ کا نام نابغہ تھا۔(۸۱)

Marfat.com

حضرت نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ

حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت وہب : وہ مقدس ماں ہیں، جنہوں نے پیغمبروں کے سردار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنم دیا۔

نبی کریم ﷺ کی والدہ ہونے کی حیثیت سے نبی کریم ﷺ کی تمام رشتہ دار خواتین میں سے اہم شخصیت کی مالک یہی پاک ہستی ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام کا مطلب ہے امن، چین، اور سلامتی والی، اور حفاظت، پناہ اور سکون وقرار دینے والی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام وہب بن عبد مناف، اور والدہ کا نام برہ تھا، نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نسب نبی کریم ﷺ کے اجداد میں سے حضرت کلاب سے جا ملتا ہے۔ یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اوپر کی چھ پشت اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے پانچ پشتوں میں یہ دونوں خاندان کلاب پر جا ملتے ہیں۔ حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت وہب اپنی خاندانی شرافت، اخلاقی طہارت، حسن صورت، حسن سیرت، شرافت طبع، سنجیدگی مزاج اور خدا داد عقل وتمیز میں قریشی لڑکیوں میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں۔

نبی کریم ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری کے بارے میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے میں نے ایک روشنی دیکھی، جس سے شام کے محل اس قدر روشن ہو گئے کہ میں نے اس روشنی میں شام کے محلات دیکھ لئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے لخت جگر (ﷺ) کو تعریف کے قابل دیکھنا چاہتی تھیں، اس لئے انہوں نے احمد نام رکھا۔ (۸۱)

Marfat.com

حضرت نبی کریم ﷺ کی رضاعی مائیں

کل دو ہیں، جن میں سے ایک، حضرت ثوبیہ نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

اس رضاعی رشتے سے یہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت ثوبیہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) :

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نبی کریم ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ یہی وہ مبارک ومقدس خاتون ہیں جن کے پاک گھر سے حضور ﷺ کی پرورش کا آغاز ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس غریب ونادار مفلس خاتون کے لئے اپنی رحمت بے پایاں کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی بیٹی شیما ہر وقت نبی کریم ﷺ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا کرتی تھیں اور ایک گھڑی کے لئے بھی اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتی تھیں۔

نبی کریم ﷺ کی مادری زبان وہ ہے جو آپ ﷺ نے اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سیکھی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں عربوں میں سے سب سے بہتر اظہارِ خیال پر قادر ہوں، میری پیدائش قریش میں ہوئی اور میری پرورش بنوسعد میں ہوئی تو میرے کلام میں لحن کہاں سے آتی؟ نبی کریم ﷺ کو دیکھنے اور ملنے کے لئے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکثر آیا کرتی تھیں۔ (۸۱)

حضرت نبی کریم ﷺ کی منہ بولی مائیں

(۱) حضرت فاطمہ بنت اسد :

حضرت فاطمہ بنت اسد نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی، اور چچا

Marfat.com

ابو طالب کی بیوی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طالب کی والدہ اور حضرت فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشدامن ہیں۔ یہ کئی حوالوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتے دار ہیں۔ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کہہ کر پکارا ہے۔ اس نسبت سے بھی یہ قابل قدر حیثیت رکھتی ہیں۔

(۲) حضرت عاتکہ بنت وہب :

حضرت عاتکہ بنت وہب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ دار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی دادی حضرت فاطمہ بنت عمرو کے سگے بھائی وہب کی بیٹی ہیں اور حضرت فاطمہ بنت عمرو نے ان کا نکاح اپنے بڑے بیٹے زبیر بن عبدالمطلب سے کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ماں کے مقدس لفظ سے پکارا، اس خاتون کے ساتھ ساتھ ان کے بچوں سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے حد شفقت ومحبت فرماتے تھے۔

(۳) حضرت اُمّ ایمن :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حبشی کنیز ام ایمن کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ: اُم ایمن میری ماں کے بعد ''ماں'' ہیں۔ اور جب ان پر نظر پڑتی تو ''ماں'' کہہ کر پکارتے تھے۔

(۴) حضرت شیما بنت حارث :

حضرت شیما بنت حارث بنیادی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن ہیں، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن ونگہداشت میں حصہ لیا۔

السیرۃ الحلبیہ میں ہے کہ:

اس بات کے پیشِ نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ماں کہہ کر پکارا کہ بڑی بہن ماں کے برابر ہے کیونکہ وہ چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش میں ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔

Marfat.com

(۵) حضرت سلمٰی بنت ابوذوہب :

حضرت سلمٰی بنت ابوذوہب، اصل میں تو نبی کریم ﷺ کی رضاعی خالہ ہیں، کیونکہ یہ حضرتِ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہیں، تاہم جب یہ ملنے آتیں تو نبی کریم ﷺ ان کی عزت وتکریم فرمایا کرتے تھے اور تحفہ تحائف دیا کرتے تھے۔ ''اسد الغابہ'' میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ انہیں بھی ماں کہہ کر بلاتے تھے۔ (۸۱)

حضور نبی کریم ﷺ کی خالائیں

کل سات عدد ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے :

(۱) فریحہ بنت وہب زہریہ :

یہ نبی کریم ﷺ کی حقیقی خالہ تھیں، یعنی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سگی بہن۔

(۲) خالدہ بنت اسود :

انہیں بھی نبی کریم ﷺ کی خالہ کہا گیا ہے۔

(۳) اُمّ سلیم بنت ملحان :

آبائی سلسلے سے یہ نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی بنت زید کی پوتی تھیں۔ اکثر سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت ام سلیم نبی کریم ﷺ کی خالہ مشہور تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ام سلیم کو اس لئے نبی کریم ﷺ کی خالہ کہا جاتا تھا کہ آپ ﷺ کی پردادی (حضرت عبدالمطلب کی والدہ) سلمٰی کا تعلق بھی بنونجار سے تھا اور حضرت ام سلیم، سلمٰی کے بھائی کی پوتی تھیں۔ اس نسبت سے وہ اور ان کی بہن ام حرام نبی کریم ﷺ کی خالہ مشہور ہوگئیں تھیں۔ اگرچہ یہ رشتہ دور کا تھا، تاہم نبی کریم ﷺ کے نزدیک اس کی بڑی اہمیت اور قدر ومنزلت تھی۔

Marfat.com

(۴) اُمّ حرام بنت ملحان :

یہ بنونجار سے تھیں اور نبی کریم ﷺ کی خالہ مشہور تھیں۔ حضرت ام حرام اپنے آبائی سلسلے سے سلمیٰ بنت عمرو بن زید کے بھائی کی پوتی تھیں اور سلمیٰ نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ تھیں، اس نسبت سے انہیں نبی کریم ﷺ کی خالہ کہا جاتا ہے۔ یہ اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی بہن اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی خالہ ہیں۔ ان کے سگے بھائی حرام بن ملحان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیرِ معونہ میں شہید ہوئے تھے۔

(۵) فاختہ بنت عمروالزہریہ :

فاختہ بنت عمرو بن مخزوم بھی نبی کریم ﷺ کی خالہ تھیں۔

(۶) اُمّ المنذر بنت قیس :

یہ انصاریہ تھیں۔ انہیں بھی نبی کریم ﷺ کی خالاؤں میں شمار کیا گیا ہے۔ (۸۱)

(۷) حضرت سلمیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت عبداللہ بن حارث :

حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سگی بہن تھیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ ہی نہیں بلکہ حضورِ اُقدس ﷺ کے ابتدائی اور قیمتی سالوں میں پرورش و خدمت کرنے والی خاتون بھی ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت سے حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی خالہ لگتی ہیں۔ (۸۱) اور پھپیاں کل دس عدد ہیں: ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی پھپیاں

(۱) حضرتِ غزیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت قیس :

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے سب سے بڑے چچا حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کی بیوی ہیں، یعنی : یہ نبی کریم ﷺ کی سب سے بڑی چچی ہیں۔

(۲) حضرت عاتکہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت وہب :

حضرت عاتکہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت وہب نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی بیوی ہیں۔ اور انہیں بھی نبی کریم ﷺ ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ حقیقی ماں کی جگہ تو کوئی نہیں لے سکتا، تاہم کسی دوسری خاتون کو "ماں" کہنا، یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معزز خاتون میں ماں کی جھلکیاں ہیں تب ہی تو وہ بھی ماں ہی کی طرح عزیز ہے۔

(۳) حضرت فاطمہ بنت اسد :

یہ نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب کی بیوی ہونے کی وجہ سے چچی ہیں، اور اس کے علاوہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت رسول ﷺ، کی "خوشدامن" ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی "سمدھن" بھی ہیں۔

(۴) حضرت اُمّ الفضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت حارث :

یہ خاتون نبی کریم ﷺ کی قریبی رشتہ دار ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ان کی بہن ہیں۔ مگر یہاں ان کا ذکر نبی کریم ﷺ کی چچی کی حیثیت سے کیا جا رہا ہے، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کی زوجۂ محترمہ ہیں۔ اُمّ الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان کے بعد، عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ یہ اسلام اور صاحب اسلام ﷺ سے بہت محبت کیا کرتی تھیں۔

(۵) حضرت اُمّ سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت محمیہ :

حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن عبدالمطلب کی بیویوں میں اُم سلمہ (رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا) بنت محمیہ کا نام بھی ملتا ہے اس لئے یہ بھی نبی کریم ﷺ کی چچی ہیں۔ان کا نسب نامہ، اُمّ سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت محمیہ بن جزءالزبیدی ہے۔ان کی اولاد میں حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر ملتا ہے، وہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔انہوں نے حدیث کی روایت بھی کی ہے، چنانچہ کہتی ہیں کہ :

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : جب بندے کے بدن پر اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، تو گناہ اس کے جسم سے اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

(٦) اُمّ ولد :

یہ نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس کی بیوی ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی چچی لگتی ہیں۔

(٧) جحیلہ :

جحیلہ، حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں، اور اس تعلق کی بناء پر نبی کریم ﷺ کی چچی تھیں۔ یہ قبیلۂ ہذیل سے تعلق رکھتی تھیں۔ان کا ایک بیٹا حارث بن عباس ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابوعمر نے حارث بن عباس کا ذکر ان کے بھائی تمام بن عباس کے ذکر میں کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عباس کے سب بیٹوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔

(٨) حضرت خولہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت قیس :

یہ نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ تھیں۔

(٩) حضرت سلمیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت عمیس :

حضرت سلمیٰ بنت عمیس، یہ بھی حضرتِ امیرِ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں۔

Marfat.com

(۱۰) حضرت بنت الملہ بن مالک :

یہ بھی نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں اور اس نسبت سے نبی کریم ﷺ کی چچی تھیں ۔(۸۱) اور پھوپھیاں چھ تھیں :

نبی کریم ﷺ کی پھوپھیاں

(۱) حضرت صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت عبدالمطلب :

یہ نبی کریم ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں ۔ان کے والد حضرت عبدالمطلب تھے۔ابن اثیر عبدالرحمن ابن جوزی عبدالرؤف دانہ پوری، لکھتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی والدہ حضرت ہالہ بنت وہیب ہیں۔حضرت ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت آمنہ بنت وہب کی چچازاد بہن تھیں۔اس کے علاوہ حضرت ہالہ بنت وہب کے بیٹے حضرت حمزہ اور نبی کریم ﷺ نے حضرت ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔اس نسبت سے یہ چچا بھتیجا اور خالہ زاد بھائی کے علاوہ رضاعی بھائی بھی تھے۔

(۲) برہ بنت عبدالمطلب :

یہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔نبی کریم ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کا نکاح عبدالاسد سے ہوا۔ان کا نسب یہ ہے کہ عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قریشی مخزومی۔عبدالاسد سے برہ کے ایک بیٹے ابوسلمہ پیدا ہوئے اور عبدالاسد کی وفات کے بعد برہ کا دوسرا نکاح ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا۔ابورہم عامر بن لوی کے خاندان سے تھا اس سے ابوسیرہ پیدا ہوئے۔

(۳) امیمہ بنت عبدالمطلب :

یہ بھی نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ان کا نکاح جحش بن رباب سے ہوا۔

Marfat.com

عبدالرحمن ابن جوزی ابن قتیبہ کے حوالے سے ان کا نام جحش بن رباب اسدی لکھتے ہیں۔

ان کا نسب یہ ہے : جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ.

ان کا تعلق قبیلہ بنو اسد بن خزاعہ سے تھا، جو مشہور عدنانی قبیلہ بنو مضر کی ایک شاخ سے تھا، اور زمانہ جاہلیت سے یہ بنو عبد شمس یعنی قریش کا حلیف تھا۔ جحش کا حلیفانہ تعلق حرب بن امیہ سے تھا، یعنی وہ بنو امیہ کے حلیف تھے، چونکہ بنو امیہ بھی بنو عبد شمس ہی کی شاخ تھے، اس لئے ان کے خاندان کو بنی دودان بھی کہا جاتا ہے۔

(۴) اُمّ حکیم بنت عبدالمطلب :

یہ بھی نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت عبدالمطلب کی اس بیٹی کا نام بیضا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی پھوپھیوں میں حضرت صفیہ کے علاوہ تمام پھوپھیاں، نبی کریم ﷺ کی دادی فاطمہ بنت عمرو سے تھیں۔ اُمّ حکیم بیضا حضرت عبداللہ ابو طالب اور زبیر بن عبدالمطلب کی حقیقی بہن ہیں۔

(۵) عاتکہ بنت عبدالمطلب :

عاتکہ بنت عبدالمطلب، نبی کریم ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں۔ ان کا نام عاتکہ ہے اور عاتکہ کے معنی طاہرہ ہے۔ عرب میں عاتکہ ایسی خاتون کو کہتے ہیں کہ جو پاک و طاہر ہو، اور ازروئے لغت عاتک و عاتکہ شریف و کریم و خالص الکون و صافی مزاج کو کہتے ہیں، خصوصاً وہ خواتین جو اس قدر خوشبو میں بسی ہوں، کہ اس کی کثرت سے جسم سرخ ہو رہا ہو۔ عرب میں ان خواتین کی شرافت ضرب المثل تھی۔

عواتک، عاتکہ کی جمع ہے، اور نبی کریم ﷺ کے اجداد میں عواتک کی تعداد ابن عساکر کے مطابق چودہ اور بعض کے مطابق گیارہ ہے۔

Marfat.com

(٦) اروی بنت عبدالمطلب :

یہ بھی نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ ان کا نام اروی تھا اور یہ نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھیں۔ (٨١) جبکہ نبی کریم ﷺ کی گیارہ چچازاد اور ایک پھوپھی زاد بہن تھی۔ تفصیل درج ذیل ہے :

حضور نبی کریم ﷺ کی چچازاد بہنیں

(١) حضرت اُمّ حکیم بنت زبیر :

حضرت اُمّ حکیم بنت زبیر بن عبدالمطلب، نبی کریم ﷺ کی چچازاد بہن تھیں۔ ان کا اصل نام صفیہ تھا۔ کنیت ایک روایت میں اُمّ حکم ہے۔ حضرت اُمّ حکیم (یا اُمّ حکم) کے والد زبیر بن عبدالمطلب مکہ کے متمول تاجروں میں سے تھے۔ یہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی بڑے دلیر اور جوان مرد معروف تھے۔ یہ شجاعت اور گھڑ سواری میں بھی بہت مشہور تھے۔ نیک اور حق پسند آدمی تھے۔ بے سہارا غریبوں اور مظلوم لوگوں کو مصیبت میں دیکھ کر ان کا دل بھر آتا تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے بچپن میں آپ ﷺ کو لوری دیا کرتے تھے۔

علامہ سہیلیؒ نے الروض الانف میں لکھا ہے: نبی کریم ﷺ کی پرورش و خدمت میں یہ اور ان کی بیوی عاتکہ بنت وہب، حضرت ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد کے ہمراہ شریک رہے۔ حلف الفضول کے محرک اور داعی حضرت زبیر بن عبدالمطلب ہی تھے۔ نبی کریم ﷺ اپنے پیارے چچا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت و محبت سے بے حد متاثر تھے۔ ان کے انتقال کے بعد بھی انہیں برابر یاد کرتے اور ان کے سلوک کا ذکر فرماتے۔

حضرت زبیر کے بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ ہمیشہ صلہ رحمی کا سلوک کرتے اور انہیں خیبر کی جائداد سے وافر مقدار میں حصہ دیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت زبیر کی

Marfat.com

بیوی عاتکہ بنتِ وہب کو "ماں" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھ کر، آپ ﷺ میری ماں کے بیٹے فرمایا کرتے۔ حضرت زبیر اور عاتکہ کے بیٹے اور ضباعہ اور اُمّ حکیم کے بھائی عبداللہ جنگ اجنادین میں، جو حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوئی، شہید ہوئے۔

(۲) ضباعہ بنت زبیر :

یہ بھی نبی کریم ﷺ کی چچازاد بہن تھیں۔ ان کے والد زبیر بن عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کے چچا تھے۔ ان کا نام ضباعہ ہے اور نسب یہ ہے۔ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب. حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹوں میں سے سب سے بڑے بیٹے حارث تھے اور زبیر دوسرے نمبر پر تھے۔ حضرت زبیر نبی کریم ﷺ کی سگی دادی فاطمہ بنت عمرو کے بیٹے تھے۔

(۳) درہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت ابولہب :

حضرت درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ابولہب بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ اس رشتے سے یہ نبی کریم ﷺ کی چچازاد بہن تھیں مگر ان کے باپ نے ہمیشہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے ساتھ دشمنی کی۔ حضرت درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت بخشی۔

(۴) صفیہ بنت عباس :

یہ نبی کریم ﷺ کی چچیری بہن ہیں۔ ان کے والد کا نام عباس بن عبدالمطلب اور والدہ کا نام اُمّ ولد ہے۔ صفیہ بنت عباس کے سگے بھائیوں میں کثیر بن عباس اور تمام بن عباس ہیں۔

(۵) امیمہ بنت عباس :

Marfat.com

یہ نبی کریم ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں اس طرح یہ نبی کریم ﷺ کی چچا زاد بہن ہیں ان کی والدہ کا نام اُمّ ولد ہے۔

(۶) اُمّ الفضل بنت عباس :

اُمّ الفضل دختر عباس بن عبدلمطلب کا ذکر بنو ہاشم کی ان خواتین میں ہوتا ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایتِ حدیث کی۔

(۷) اُمّ کلثوم بنت عباس :

حضرت اُمّ کلثوم بنت عباس، نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔

(۸) اُمّ حبیب بنت عباس :

حضرت اُمّ حبیب بنت عباس بن عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کی چچا زاد بہن تھیں۔ اُمّ حبیب کے دادا عبدالمطلب اور دادی نتیلہ ہیں۔ حضرت اُمّ حبیب حضرت عباس کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ کا نام اُمّ الفضل ہے حضرت اُمّ حبیب کے سگے بھائی فضل عبداللہ، عبیداللہ، عبدالرحمٰن قثم اور معبد ہیں جو سب حضرت عباس کے بیٹے ہیں۔

(۹) جمانہ بنت ابوطالب :

حضرت جمانہ، نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب کی بیٹی تھیں۔ حضرت جمانہ، نبی کریم ﷺ کے اس مہربان چچا کی بیٹی تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہا، اور چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک قوت پہنچائی، اور اپنی حمایت کا سایہ دراز رکھا اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک نبی کریم ﷺ کے ہمدرد اور غم خوار رہے۔ حضرت جمانہ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد نبی کریم ﷺ کی پرورش و خدمت و محبت میں اپنے شوہر کا ساتھ دیتی رہیں۔ ان کی پرورش و خدمت کی گواہی خود نبی کریم ﷺ نے

Marfat.com

دی۔ جب نبی کریم ﷺ نے دعوت حق کا آغاز کیا، تو فاطمہؓ بنت اسد نے اسلام قبول کیا۔

(۱۰) اُمّ ہانی بنت ابوطالب :

حضرت اُمّ ہانی، نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب کی بیٹی تھیں۔ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام کے بارے میں اختلاف ہے ان کا نام ہند فاختہ اور فاطمہ کہا جاتا ہے مگر یہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے اور یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، طالب، عقیل اور جمانہ بنت ابوطالب کی بہن ہیں۔ حضرت اُمّ ہانی کے قبول اسلام کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائیں۔

(۱۱) فاطمہ بنت حمزہ :

حضرت فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کی چچازاد بہن تھیں۔ اس معزز خاتون کو نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کہا ہے۔

(۱۲) اروی بنت کریز :

یہ حضرت اُمّ حکیم بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہیں، دوسری نسبت سے یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی سمدھن بھی ہیں۔ (۸۱) جبکہ آپ ﷺ کی دو رضاعی بہنیں تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی رضاعی بہنیں

(۱) حضرت شیما بنت حارث :

حضرت شیما بنت حارث نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی تھیں۔ اس نسبت سے یہ نبی کریم ﷺ کی دودھ شریک بہن ہیں۔

ان کے اصل نام کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان کا نام زیادہ تر خذافہ لکھا جاتا

Marfat.com

ہے مگر یہ شیما کے لقب سے مشہور ہیں۔ جس زمانے میں نبی کریم ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے اس زمانے میں حضرت شیما بھی اپنی والدہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی پرورش اور خدمت و تربیت اور دیکھ بھال میں اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے کاموں میں مصروف ہوتیں تو شیما نبی کریم ﷺ کو اٹھائے اٹھائے پھرا کرتی تھیں، بہلاتیں، نہلاتیں اور کپڑے وغیرہ بدلا کرتی تھیں۔

(۲) حضرت انیسہ بنت حارث :

یہ بھی نبی کریم ﷺ کی رضاعی بہن ہیں۔ ان کی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بہن شیما ہیں۔ باپ حارث بن عبدالعزیٰ ہیں ان کے بارے میں صرف اتنی معلومات ملتی ہے کہ یہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد تھیں۔

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

نبی کریم ﷺ کی متفق علیہ گیارہ ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

(۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ خلیفۂ اول و بلافصل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔

(۳) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ خلیفۂ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔

(۴) حضرت اُمِّ حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۵) حضرت اُمِّ سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۶) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

Marfat.com

(اہل عرب میں سے یہ چھ ازواج قریشی ہیں۔)

(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۸) حضرت میمونہ بنت الحارث ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۹) حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ ام المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۱۰) حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(اہل عرب میں سے یہ چار ازواج غیر قریشی ہیں)

(۱۱) اور حضرت صفیہ بنت حی بن نضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (یہ غیر عربیہ، بنی اسرائیل سے ہیں۔) ان میں سے پہلی (حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور نویں (حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ ام المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) زوجۂ مطہرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فوت ہو گئیں تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت بلا اختلاف نو ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن زندہ موجود تھیں۔ (۸۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک شوہر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل تھے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا ہر رخ ہر مسلمان کے لئے نمونہ اور زندگی گزارنے کا آفاقی، دائمی، عالمگیر اور اعلیٰ ترین لائحۂ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں میں پیدا کیا، اور انسانوں ہی کی طرح پیدا کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں ہی کی طرح اپنی پوری دنیاوی زندگی گزاری۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے بھی تھے اور باپ بھی، شوہر بھی تھے اور بھائی بھی، عمر میں چھوٹے بھی تھے اور بزرگ بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت بھی کی اور فوجیں بھی لڑائیں، حکمرانی بھی کی اور محنت کشی بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حیثیت سے شاہراہِ حیات پر ایسے

Marfat.com

نقوشِ قدم چھوڑ گئے جو قیامت تک ہم لوگوں کے لئے نمونہ اور معیار بنے رہیں گے۔ چنانچہ ایک عظیم ترین شوہر اور رفیقِ حیات کی حیثیت سے نبی کریم ﷺ کا جو کردار ہے وہ ہر شوہر کے لئے ایک نمونہ کا کردار ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے مسلمان شوہروں کے لئے آپ ﷺ کے چند احکامات وارشادات ملاحظہ فرمائیے:

١ . خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ. (١٩)

ترجمہ: تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا رہتا ہو۔

٢ . خَیَارُکُمْ خَیَارُکُمْ لِنِسَآئِکُمْ. (١٩)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بہتر ہوں۔

٣ ۔ ایک بار ایک ایسے صحابیؓ کو جو زہد و عبادت کی طرف زیادہ متوجہ رہتے تھے، اور اسی وجہ سے اپنے اہل خانہ سے غافل بھی رہتے تھے. آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

وَلِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا. (٢٠)

ترجمہ: تمہاری بیوی کا بھی (تو) تم پر حق ہے؟

صنفِ ضعیف کے حقوق کا نبی کریم ﷺ کو کس قدر خیال تھا؟ اس کا اندازہ اس سے کیجیئے کہ آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ مقدسہ کے آخری خطبۂ حج میں جن اہم مسائل پر احکام ونصائح بیان فرمائے تھے ان میں عورت کے حقوق کا مسئلہ بھی تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

٤ ۔ لوگو! عورتوں کے حق میں میری نیک نصیحت کو مانو! کہ یہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں، تم اس کے سوا کسی بات کا حق نہیں رکھتے، لیکن یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کے کام کریں، فَعِظُوْھُنَّ تو ان کو (آرام سے) سمجھاؤ، اگر وہ پھر بھی نہ مانیں اور ویسا ہی کریں وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ تو ان کو اپنی خواب گاہوں سے علیحدہ کردو، وَاضْرِبُوْھُنَّ اور ان کو ہلکی مار مارو، فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ تو اگر وہ تمہاری بات مان لیں، فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ

Marfat.com

سَبِیلًا تو پھران پر الزام لگانے کے پہلو مت ڈھونڈو۔ بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارا حق ،تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں ،جن کو یقیناً تم پسند نہیں کرتے .اور نہ ان کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں ،جن کا آنا تم کو پسند نہیں .اور ہاں!

۵ ۔ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کے پہنانے اور کھلانے میں نیکی کرو۔(۲۰)

۶ ۔ بیوی کے حقوق کی وضاحت ایک اور موقع پر ایک سوال کے جواب میں یوں بیان فرمائی: ''بیوی کا حق شوہر پر یہ ہے کہ جب خود کھائے ،اس کو بھی کھلائے ،جب خود پہنے ،اس کو بھی پہنائے .نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے ،نہ اس کو بُرا بھلا کہے ،نہ گھر کے علاوہ (سزا کے لئے) اس کو علیحدہ کرے''۔(۲۰)

اختصار کے خیال سے میں نے یہ چند ارشادات نقل کئے ہیں ،ورنہ بیویوں کے حقوق کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے احکام ونصائح کیا تھے ؟اور نبی کریم ﷺ خود بحیثیت شوہر کیسے تھے اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم یہ بھی جانتے چلیں کہ ایک اچھے شوہر کے لئے عمومی شرائط کیا ہونی چاہئیں ؟

اچھا شوہر بننے کی شرائط

کل چار شرائط ہیں :

(۱) بیوی کے لئے محبت کوش ہو۔

(۲) اسکی ضروریات اور خواہشات کا حتی الامکان پورا پورا خیال رکھے۔

(۳) اگر بیویاں ایک سے زائد ہوں تو پھر اپنی محبت ،وقت ،مال اور توجہات کو ان میں ٹھیک ٹھیک اور عادلانہ تقسیم کرے۔

(۴) جہاں تک اس کے اصول اجازت دیں ،بیوی کی جائز فرمائشوں اور خواہشات

Marfat.com

کی تکمیل و تعمیل میں سعی کرے۔ اگر چہ وہ خود اس کے مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔

مثالی شوہر کا کردار

اب ان شرائط بالا کی روشنی میں ایک مثالی شوہر کا کردار ملاحظہ ہوں :

جہاں تک شرطِ اوّل، محبت کوش ہونے کا تعلق ہے۔ اس کے لئے تو کچھ سوچنا ہی تحصیلِ حاصل ہے۔ کیونکہ وہ پاک اور مقدس ہستی جو سراپا محبت تھی، محبت کوش ہی نہ تھی بلکہ محبت کیش تھی۔ جس کا پیغام، محبت کا پیغام تھا، جس کا مشن محبت کا مشن تھا، جس نے محبت اور صرف محبت ہی کے زور پر ساری دنیا کو فتح کیا تھا، جسے دوستوں ہی سے نہیں بلکہ دشمنوں سے بھی محبت تھی۔ ایسے محبت کیش، کی محبت کوشیوں کا کیا ٹھکانا ہوگا؟ اور وہ بھی اپنی ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کے لئے!

عورتوں کے حقوق .... یا لُذُّ وذ ....؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی صدی کے عرب معاشرے میں عورت سے جیسی محبت کر کے دکھائی اور کرنا سکھائی، اس کا اندازہ کرنے کے لئے خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان پڑھیئے :

''ہم لوگ اسلام سے قبل عورتوں کو کچھ (بھی) نہیں سمجھتے تھے۔ اسلام نے عورتوں کے لئے احکام نافذ کئے اور (بے شمار) حقوق مقرر کئے گئے''۔ (۲۰)۔

ان احکام و ہدایات کا کیا اثر ہوا ؟ عورت کو کیا حقوق ملے ؟

اس کا جواب بھی خلیفۂ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسی ارشاد بالا کے دوسرے حصّے میں دیتے ہیں : چنانچہ فرماتے ہیں کہ :

''ایک بار میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیئے'' (۲۰)۔

Marfat.com

ملاحظہ فرمایا آپ نے یہ انقلابِ عظیم ؟

جانور سے بدتر عورت کا درجہ معاشرے میں کتنا بلند ہو گیا؟ اور ذہن کتنے بدل گئے؟ کہ عورت ڈانٹ سن کر خود بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتی ہے۔ اصل حصہ اس داستان کا یہ ہے کہ شوہر گھر کی جھڑپ کا حال باہر کے لوگوں کو خود سنا رہا ہے، شکایتاً نہیں بلکہ فخریہ لہجے میں!

یہ تو خلیفۂ دوم امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ اس سے بھی دلچسپ واقعہ خود نبی اُقدس ﷺ کا ملاحظہ فرمائیے: عورتوں کے حقوق کے اصلی ہیرو، اور عالم اسلام میں حقوق نسواں کے سب سے بڑے چیمپئن نبی کریم ﷺ نے اپنی رفیقۂ حیات کو عملاً کتنی آزادی دے رکھی تھی؟ اور کتنے زیادہ حقوق عطا فرما رکھے تھے؟ صرف دوسروں کو نصیحت اور ہدایتوں تک بات ختم نہیں کی تھی، بلکہ خود اپنے گھر میں عمل کر کے دکھایا تھا۔

مثالی شوہر......اور......معیاری زوجہ :

ایک بار نبی کریم ﷺ اپنی حبیبہ، اُم المومنین، سیدہ حضرۃ عائشہ حمیرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی موضوع پر مصروفِ کلام تھے کہ یقیناً کسی خانگی اور نجی مسئلے پر دورانِ گفتگو، لئے ذرا بڑھ گئی، اور جذبات قدرے تلخ ہو گئے نبی کریم ﷺ ایک تو حلیم تھے، دوسرے عملاً مساوات کی تربیت کرنی تھی. اس لئے طرفین میں سے حضرت عائشہؓ ہی کے الفاظ میں ترشی تھی، اور لہجہ بھی بلند تھا، میاں بیوی میں ابھی یہ کارزار گرم تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ اب وہ ایک طرف تو نبی کریم ﷺ کے جان نثار تھے تو دوسری طرف حضرت عائشہؓ کے پدرِ بزرگوار بھی. گویا دو چند ذمہ داری آپؓ پر آن پڑی. تاہم ہوا یہ کہ باپ اپنی بیٹی کی سرزنش کے لئے طیش میں آگے بڑھے اور گرجے......!

ہائیں! تو نبی کریم ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بولتی ہے؟ اور ساتھ ہی ہاتھ بھی (مارنے کے لئے) بلند کیا، تاہم بیٹی اپنے غضبناک باپ کی سرزنش سے صاف صاف بچ

Marfat.com

نکلی۔ کس نے بچایا؟ حقوقِ نسواں کے عالمی ہیرو، اور محبوبِ رب العالمین، نبی کریم ﷺ بیچ میں حائل ہو گئے۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم!

سلام اس پر کہ جس نے عورتوں کی دستگیری کی ! ....

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خشم وغضب کا پارہ کتنی ہی بلندی پر کیوں نہ چڑھ گیا ہو ؟ جس فعل میں ان کے محبوب، رفیق وحبیب، جنابِ نبی کریم ﷺ حائل و مانع ہوں اس کی تکمیل کی انہیں کب جرأت ہو سکتی تھی ؟ چنانچہ غضب پر ادب غالب آ گیا اور وہ صدیق وعتیق والے مقام کی طرف لوٹ گئے۔ یوں میاں بیوی کی جنگ بھی اس نئے فریق کے بیچ میں کودنے سے ختم ہو گئی۔ اور یقیناً نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہو گا :

کیوں حمیرا ؟ آج تو میں نے بچا ہی لیا، ورنہ ابا اچھی طرح خبر لے ڈالتے ؟ اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کھل کھلا کر ہنس دی ہوں گی؟ اور نبی کریم ﷺ کا قلبِ مبارک بھی وفورِ مسرت سے لبریز ہو گیا ہو گا کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا مشن کس قدر کامیاب ہو رہا ہے ؟ یہ صنفِ ضعیف ''اپنی خودی'' کو پہچانتی جا رہی ہے، خود مجھے بھی معاف نہیں کرتی !

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند روز بعد پھر کاشانۂ نبوی ﷺ پر حاضر ہوئے، تو آج رنگ دوسرا تھا مثالی زوج، اور معیاری زوجہ آج حسبِ معمول خوش دلی اور خوش مزاجی کی حالت میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل کی کلی کھل اٹھی، اور عرض کیا: '' میں جنگ میں کود پڑا تھا، اب صلح میں بھی مجھے شریک کر لیجیے''۔ نبی کریم ﷺ مسکرا دیئے، اور فرمانے لگے، ہاں، ہاں! ضرور''۔

نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کو اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنے پر جس طرح بار بار اور باتکرار متوجہ فرمایا ہے، اس کے نتیجہ میں چند سال کے اندر صنفِ

Marfat.com

ضعیف کو جو آزادی حاصل ہو گئی تھی اس کا اندازہ بھی آستانہ نبوی ﷺ کے ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو نبی کریم ﷺ سے برِبنائے بشریت کبھی کبھی کچھ عارضی شکوہ بھی ہو جاتا تھا۔ ممکن ہے اس رنج اور شکوے کی کوئی حقیقت اور اساس ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو؟ اور یہ ''ناز'' کا ایک انداز ہی ہوتا ہو؟

بہر حال! ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کبھی کبھی اپنے شکوے کا اظہار نبی کریم ﷺ سے فرمایا کرتی تھیں، یہ اظہار کس شان سے ہوتا تھا؟ یہ بھی سنئے، اور پڑھنے کی چیز ہے، اور یہ بھی نبی کریم ﷺ کی کامل و ہر جہتی تربیت کا شاہکار ہے۔ اس اندازِ شکایت کی مثال خود نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنئے:

آپ ﷺ نے ایک بار سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

جب تو مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو میں سمجھ جاتا ہوں۔

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا: وہ کیسے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور تمہیں کسی بات پر قسم کھانی ہوتی ہے تو پھر محمد ﷺ کے خدا کی قسم کہتی ہو، اور جب مجھ سے خوش نہیں ہوتی ہو تو پھر ابراہیم کے خدا کی قسم کہتی ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! (میں ناخوشی میں) صرف آپ ﷺ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

دیکھا آپ نے؟ بیوی ناخوش ہونا بھی جان گئی ہے، اور اس میں اپنی ناخوشی کے اظہار کی برملا جرأت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ کیا آپ کو اس پر کوئی حیرت نہیں ہو رہی ہے؟......

اگر چھٹی صدی عیسوی میں پوری دنیا کی اخلاقی و معاشرتی حالت آپ کے سامنے ہے اور اس دور کے عرب کی عورت کی حالت زار کا نقشہ آپ بھول نہیں گئے ہیں تو آپ کی

Marfat.com

حیرت کی کوئی حد نہیں ہوگی۔ فصلوا علیه وسلمو تسلیما.

جو حقوق صنفِ نازک کے لئے ہو سکتے ہیں اور موزوں تھے، وہ اسلام نے اس کو دے دیئے۔ حقوق نسواں کی علمبردار مختلف تنظیمیں اور آزادی نسواں کی چیمپئن عورتیں عورت کے جن حقوق کے حصول کے لئے سرگرداں ہیں وہ درحقیقت حقوق نہیں ''لذوذ'' (لذت کی جمع) ہیں، ورنہ حقوق تو بیوی کو، عورت کو مل چکے ہیں۔

دیکھئے سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سن میں بہت فرق تھا ایک ذہین اور طباع اور پھر کم سن لڑکی کا مزاج، مذاق، رنگ طبیعت، انداز فکر، دلچسپیاں، غرض ہر چیز ایک پختہ عمر، سنجیدہ، متین، ثقہ اور ذمہ دار شوہر سے مختلف ہونی چاہیئے۔ اور پھر شوہر سرکار ﷺ کا سا، جن کے دوش پر ساری دنیا کی قیادت کا بار تھا، جن کے دل میں ساری انسانیت کی اصلاح کا جذبہ تھا، جن کے ذہن میں سارے عالم کے لئے ایک نئے اور عظیم تر انقلاب کے منصوبے پرورش پا رہے تھے۔ جن کو شوق تھا آدمی کو انسان بنانے کا، جن کو فکر تھی نئے خطوط پر تشکیلِ جذبہ کی..........

مختصراً یہ کی نبی اُقدس ﷺ کی دلچسپیاں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلچسپیوں سے جدا نوعیت کی تھیں، یا یوں کہئے کہ ان کے مزاجوں میں اتنا ہی بعد تھا جتنا کہ بڑھاپے اور جوانی میں ہوتا ہے، لیکن دوسروں کے جذبات کا پاس کرنا آپ ﷺ سکھانا چاہیئے تھے، دوسرے کی جائز خواہشوں کو حتی الامکان پورا کرنا بھی آپ ﷺ ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ عید کا دن تھا، چند حبشی باشندے حرم نبوی ﷺ کے قریب ایک تماشہ دکھا رہے تھے۔ بہ تقاضائے عمر جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تماشا دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ نبی کریم ﷺ دروازے میں کھڑے ہوگئے اور امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کے دوش مبارک پر ٹھوڑی رکھ کر تماشہ دیکھنے

Marfat.com

لگیں، اور دیر تک دیکھتی رہیں ایک بار آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ ''کیوں حمیرا! جی نہیں بھرا''؟..........آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بلا تکلف انکار کر دیا!

''ابھی نہیں بھرا''......چنانچہ نبی کریم ﷺ یونہی کھڑے رہے یہاں تک کہ خود جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھک کر ہٹ گئیں۔

ازدواج کے ابتدائی زمانے میں تو آستانہ نبوی ﷺ میں جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت سی کمسن سہیلیاں جمع ہو جایا کرتی تھیں، نبی کریم ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ بھاگ جاتیں مگر آپ ﷺ ان کو بلا لیا کرتے تھے۔

ابتدائی زمانے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گڑیاں تک کھیلا کرتی تھیں۔آپ ﷺ نہ صرف اس کھیل میں حارج و مانع نہیں ہوتے تھے، بلکہ کبھی کبھی کسی کھلونے کے متعلق سوال بھی فرمالیا کرتے تھے،اور بھول پن کا کوئی جواب سن کر مسکرا دیتے۔شادی کے چند دن بعد ایک بار خود نبی کریم ﷺ کی تحریک پر دونوں میں دوڑ کا مقابلہ ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھریرے بدن کی تھیں، آگے نکل گئیں۔پھر بہت دنوں کے بعد جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمر کے ساتھ ساتھ بدن بھی بھاری ہو گیا تھا، ایک بار پھر دوڑ ہوئی، اب کے میدان حضور ﷺ کے ہاتھ رہا۔چنانچہ نبی کریم ﷺ نے پہلا مقابلہ یاد دلا کر فرمایا: عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حمیرا! ''آج اس دن کا بدلہ ہو گیا''۔

ایک اور مرتبہ ایسا ہوا کہ عید کا دن تھا، حرمِ نبویؐ میں کچھ بچیاں جمع ہو کر گانے لگیں، آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے، منہ ڈھانپ لیا، بچیاں گاتی رہیں. اتفاقاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور بچیوں کو ڈانٹنے لگے، تو آپ ﷺ نے روک دیا، اور ارشاد فرمایا: ''ان بچیوں کو گانے دو، یہ ان کی عید کا دن ہے''۔

Marfat.com

ایک مرتبہ سفر میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی ساتھ تھیں، ساربانوں نے اونٹوں کو دَوڑانا شروع کر دیا تو آپ ﷺ کو خواتین کا خیال آ گیا، فوراً ساربانوں سے فرمایا: ''ذرا دیکھ کر! یہ آبگینے (عورتیں) بھی ساتھ ہیں''۔ اور سچی بات ہے کہ سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ بتلاتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان آبگینوں کی نزاکت کا پورا پورا خیال رکھا۔ صنفِ لطیف کے مزاج کی نزاکت کا آپ ﷺ نے ہر قدم پر، اور ہر ہر بات میں اسی طرح لحاظ فرمایا جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ ایک مثالی شوہر تھے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک و سلم o

مطلقات النبی ﷺ :

ان گیارہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے علاوہ، عورتوں کی ایک جماعت اور بھی ہے جن کی تعداد تقریباً بیس ہے۔ جن میں سے کچھ کے ساتھ تو نبی کریم ﷺ نے نکاح کیا مگر زفاف نہ فرمایا، اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے نکاح کے بعد زفاف بھی فرمایا، لیکن اختیار دیئے جانے کے وقت آیۂ کریمہ :

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا .(۸۶)

اے نبی ﷺ ! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی عیش و عشرت چاہتی ہو تو ......کے ماتحت.. یا..'' وہ حبالہ عقد سے نکل گئیں۔

ان عورتوں میں سے ایک عورت کلابیہ تھی، جس نے دنیا کو اختیار کیا تھا۔ آخر کار اس کا حال اس حد تک پہنچا کہ کھجوروں کی کٹھلیاں، اور ایک روایت میں ہے کہ بکریوں کی مینگنیاں چنتی تھی۔ ایک شخص نے اسے دیکھا تو اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے سر اٹھا کر کہا : اَنَا الشَّقِیَّةُ الَّتِیْ اِخْتَرْتُ الدُّنْیَا عَلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

میں وہ بدبخت عورت ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر دنیا کو اختیار کیا تھا۔

Marfat.com

دوسری عورت اسماء کندیہ ہے اسے جامع الاصول میں جونیہ کہا گیا ہے۔ مواہب لدنیہ میں اسماء بنت النعمان بن ابی الجون الکندیہ الجوینیہ بتایا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے نکاح فرمایا، اور اپنے قرب سے نوازنا چاہا تو اس سے فرمایا کہ قریب آ۔ تو اس عورت نے انکار کیا اور کہا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو پناہ تلاش کرتی ہے؟ اور بہت بڑی پناہ مانگتی ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے پناہ دے دی "اَلْحِقِیْ بِاَھْلِکَ" جا تو اپنے گھر والوں سے مل جا، یہ کلمہ ایسا ہے جو اہل عرب میں طلاق کی نیت سے بولا جاتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس عورت نے یوں بھی کہا: "کیا ملکہ اپنے سے کم تر کو (اپنے آپ کو) سپرد کر دے گی؟" نبی کریم ﷺ نے دست مبارک دراز فرمائے، تاکہ اسے خاموش کریں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اُسید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کو دو جامہ اڑھا کر اسے اس کے اہل میں پہنچا دو"۔

اس عورت کا تکبر کرنا اور اپنے آپ کو ملکہ کہنا اس بناء پر تھا کہ اس کا باپ نعمان بن ابی الجون اہل کندہ کا سردار و رئیس تھا۔ (۸۷)

ایک اور عورت تھی جس کا نام ملیکہ بنت کعب تھا، ایک قول ہے کہ قبیلہ لیث کی لڑکی تھی۔ قبل از دخول نبی کریم ﷺ نے اس سے مفارقت فرمائی۔ جب اس سے پوشش دور ہوئی تو اس کے جسم میں سفیدی نظر آئی۔ نبی کریم ﷺ اس سے علیحدہ ہو گئے، اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لو، اور اپنے لوگوں میں واپس چلی جاؤ۔ (۸۷)

ایک اور عورت شراف (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت خلیفہ کلبیہ تھی۔ جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے نکاح فرمایا، مگر وہ دخول سے پہلے ہی فوت ہو گئیں۔ (۸۷)

Marfat.com

ایک اور عورت لیلیٰ بنت الحطیم ، قیس کی بہن تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ یہ بڑی غیور عورت تھی۔ پھر اس نے نبی کریم ﷺ سے "اقالہ" یعنی: فسخ نکاح چاہا، نبی کریم ﷺ نے اس سے "اقالہ" کیا، اس کے بعد اسے بھیڑیئے نے کھالیا۔

مزید اس کی بارے میں اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ پشت بر آفتاب تشریف فرما تھے، تو لیلیٰ بنت الحطیم نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف سے آئیں اور آپ کی پشت مبارک پر ایک مکہ مارا۔ نبی کریم ﷺ نے کہا "کون ہے یہ اَکَلَةُ الذِّئبِ؟ یعنی: جسے بھیڑیا کھائے؟ اس نے کہا کہ میں حطیم کی بیٹی ہوں۔ اور پھر اپنے باپ کی تعریفیں کرنے لگی۔ اس نے کہا میں آئی ہوں تاکہ اپنے نفس کو آپ پر ہبہ کروں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اپنی زوجیت کے لئے پسند کرتا ہوں۔ لیکن اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف گئی اور ان کو اس سے باخبر کیا۔ قبیلہ کے لوگوں نے کہا تو نے برا کیا، تو ایک غیور عورت ہے، اور وہ بہت سی بیویاں رکھتے ہیں۔ تو غیرت میں جلتی رہے گی اور باتیں کرے گی، تو وہ تجھ پر غصہ فرمائیں گے اور دعائے بد کریں گے۔ ان کی دعاً مستجاب ومقبول ہے۔ جا اور فسخ نکاح کا مطالبہ کر۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور فسخ کا مطالبہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے نکاح فسخ فرما دیا۔ اس عورت نے دوسرا شوہر کرلیا اور اس سے کئی بچے پیدا ہوئے ایک دن مدینہ طیبہ کے کسی باغ میں نہارہی تھی اچانک بھیڑیے نے اس پر جست لگائی اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ (۸۷)

ایک اور عورت سنا، یا سبا، یا اسماء بنت صلت سلمیہ تھیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسے پیامِ نکاح دیا تو وہ اس خبر کے سنتے ہی خوشی سے مرگئی۔ (۸۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ بنی سلیم کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ﷺ، ایک لڑکی ہے جو بڑی حسین وجمیل ہے، آپ کے

Marfat.com

سوا کسی اور کے لئے وہ مناسب نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی خواستگاری فرمائی یا خواستگاری کا قصد فرمایا۔ اس شخص نے لڑکی کی تعریف کو قصد سے کہا وہ ایک اور صفت بھی رکھتی ہے کہ وہ نہ تو کبھی بیمار ہوئی اور نہ کوئی اسے تکلیف پہنچی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا خَیْرَ فِیْ مَالٍ یَرْزَأُ مِنْهُ وَلَا جَسَدٌ لَا یَنَالُ مِنْهُ. ''ہمیں تیری لڑکی کی ضرورت نہیں ہے'' (۸۷)۔

ایک اور عورت قبیلۃ مرو بن عوف بن سعد کی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے باپ کو پیام بھیجا۔ اس نے کہا کہ یہ لڑکی برص رکھتی ہے۔ یہ بات اس نے جھوٹ کہی تھی تاکہ اسے پیش نہ کرنا پڑے۔ جب وہ گھر لوٹ کر آیا، تو وہ برص میں مبتلا ہو چکی تھی۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ اس کے باپ نے اس کو اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دیا اس سے ایک لڑکا ہوا جس کا نام شیب بن برصاء تھا کہتے ہیں کہ وہ شاعر تھا۔ (۸۷) یہ چند عورتیں ہیں جن سے قبل از نکاح یا بعد از نکاح، قبل از دخول، مفارقت واقع ہوئی۔ (۵۱)

حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیاں

(۱) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ ان کی شادی ان کی ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی خالہ کے لڑکے ابو العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ربیع الاموی کے ساتھ کر دی۔ ان کا انتقال ۸ ہجری میں، مدینہ منورہ میں ہوا۔ ان کے بطن سے ایک فرزند اور ایک لڑکی ہوئی۔

(۲) حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرتِ زینب سے چھوٹی تھیں۔ ان کی شادی قبل از اسلام ابولہب کے بیٹے عتیبہ

Marfat.com

کے ساتھ ہوئی۔ظہورِ اسلام کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹے سے طلاق دلوادی، پھر ان کی شادی حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگئی۔سن ۲ ہجری میں وفات ہوئی۔
ان کے بطن سے ایک لڑکا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔

(۳) حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرتِ رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوٹی تھیں۔ان کی شادی بھی ابولہب کے دوسرے لڑکے عتبہ کے ساتھ قبل از اسلام ہوئی تھی اور انہیں بھی ابولہب نے عتبہ سے طلاق دلوادی تھی۔حضرتِ رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کی شادی بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کردی۔اسی لئے حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو''ذوالنورین'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔سن ۹ ہجری میں، مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔

(۴) سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ان کا نکاح رجب پانچ ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سے ہوا، اور رخصتی ۱۹ ذی الحجۃ کو ہوئی(۸۳)۔
ان کے بطن سے دو صاحبزادے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما (یہ دونوں شہزادے حضرتِ حسن اور حضرتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت میں نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔(۱۱۴))

اور دو لڑکیاں حضرت زینب اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئیں۔

نبی کریم ﷺ کا لباس:

آپ ﷺ سفید لباس بے حد پسند فرماتے، زیادہ تر روئی کا صوف اور کتان کا لباس بھی کبھی کبھی پہن لیتے تھے۔جبہ، قبا، قمیض، ازار، عمامہ، ٹوپی، چادر، حلہ، موزہ یہ سب آپ

Marfat.com

ﷺ نے پہنے ہیں۔ سبز رنگ کی یمنی چادر آپ ﷺ کو بہت پسند تھی جو برد یمانی کے نام سے مشہور تھی۔ سرخ لباس کا منع فرماتے تھے۔ کبھی کبھی سیاہ عمامہ بھی آپ نے باندھا ہے۔ ٹوپی بھی پہنا کرتے اور اسے عمامہ کے نیچے پہننے کی تاکید کرتے تھے۔ (۸۱)

نبی کریم ﷺ اور رفاہِ عامہ

رفاہِ عامہ وہ کام ہے جس سے لوگوں کو راحت پہنچے، خوشحالی اور فائدہ وآرام ہو۔

''رفاہ'' فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مفہوم فارسی زبان میں یہ ہے :

ع "زندگانی فراخ وبہ عیش زیستین".

لسان العرب اور تاج العروس میں اس لفظ کے مختلف صیغوں سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رفاہ کے لفظ میں کسی کام کے باقائدہ اور آزادی سے ہونے کے ساتھ ساتھ طلب منفعت اور دفع ضرر کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

اس سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ معاشرہ میں رفاہِ عامہ کے کام مسلسل ہوتے رہنے چائیں۔ اس کا مقصد عوام الناس کو فائدہ پہنچانا اور نقصان سے بچانا ہے۔

علاوہ ازیں! فکری آزادی کا شعور بیدار کرنا بھی رفاہِ عامہ کا ایک پہلو ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شخصیت ہمہ پہلو تھی، جہاں آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ایک بادشاہ کی رہنمائی کرتا ہے، وہاں ایک بے مال ومتاع مسافر کی بھی رہنمائی کرتا ہے، جہاں آپ ﷺ سپہ سالار کی حیثیت سے نظر آتے ہیں، وہاں آپ ﷺ مکہ کی بڑھیا کی گوڈری اٹھائے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ جہاں آپ ﷺ قیدیوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں وہاں مفتوح اقوام کی عورتوں اور بوڑھوں اور مذہبی پیشواؤں کو بھی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اگر معلم کے لئے اپنے رہنما اصول چھوڑتے ہیں، تو تاجر بھی آپ ﷺ کے اسوہ پر عمل کرسکتا

Marfat.com

ہے۔ الغرض! نبی کریم ﷺ نے زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کی رہنمائی فرمائی جہاں عبادات کا نظام دیا وہاں معاملات کی طرف بھی توجہ دلوائی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں بہت سارے رفاہِ عامہ کے کام بھی کروائے۔

ان سطور میں ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا مقصود نہیں، بلکہ چند ایسے رفاہِ عامہ کے شعبہ جات کا تذکرہ کئے دیتا ہوں جن کی طرف نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طاہرہ میں توجہ فرمائی۔ تاکہ قارئین حضرات کو بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

حلف الفضول :

یہ ایک ایسا معاہدہ تھا جس کو ''عرب تاریخ'' میں مظلومین کی امداد کا پہلا معاہدہ کہا جا سکتا ہے۔ عرب کے غیر منظم سیاسی دور میں ہونے والے اس معاہدہ میں نبی کریم ﷺ نے نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ اس میں فعال کردار بھی ادا فرمایا اور اس شرکت پر اظہارِ مسرت بھی فرمایا۔ چنانچہ حکیم ابنِ حزام نے اسے تاریخ کا قابل احترام معاہدہ قرار دیا، اور حضرتِ امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے الطبقات الکبریٰ جلد اول میں اسے انتہائی مفید قرار دیا ہے۔ یہ معاہدہ اس قدر محکم اور پائیدار تھا کہ آنے والی نسل اپنے لئے یہ وظیفہ وَ فریضہ سمجھتی تھی کہ اس کے مفاد پر عمل کرے اور اس کے افادات کی شہادت دے۔

مؤاخاتِ مدینہ :

تاریخ عالم میں اس بات کی نظیر نہیں ملتی جو نبی کریم ﷺ نے مواخاتِ مدینہ کے ذریعے رفاہِ عامہ کی مثال قائم کی۔ یہ مؤاخات کثیر المقاصد تھی اس کے سماجی، سیاسی، اخلاقی، معاشی اور جذباتی سبھی پہلو اہم تھے۔ مہاجرین اپنا وطن اپنے اہل وعیال اپنا حلقۂ احباب اور اپنے اموال واسباب چھوڑ کر یہاں آئے تھے۔ یہاں کے رہنے والوں سے ان

Marfat.com

کی کوئی جان پہچان نہ تھی سوائے چند ایک کے، ان میں باہم رشتہ داریاں بھی نہ تھیں، وہ یہاں آ کر اپنے آپ کو بے یارومددگار خیال کرتے تھے۔ وطن کی جدائی اہل وعیال کا فراق اس پر بے یارومددگار ہونے کا احساس ان کے لئے بڑا روح فرسا تھا۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لئے نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اسلامی مواخات کا نظام قائم کیا۔ علامہ سہیلی اس حوالہ سے رقمطراز ہیں :

''تا کہ ان کے غریب الوطنی کے احساس کو دور کیا جائے اور اپنے اہل وعیال سے جدائی کے وقت ان کی دلجوئی کی جائے اور ایک دوسرے سے ان کو تقویت پہنچائے جائے''۔ (۸۳)

مواخاۃ کی رفاہی نوعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر نصیر احمد لکھتے ہیں :

معیشت کی بنیاد ''مواخات'' کا مطلب یہ ہے کہ سب مسلمان بھائی ہیں۔

لہٰذا انہیں معاشی زندگی اس طرح گزارنی چاہیئے جس طرح ایک صالح کنبہ کے افراد کو اخوت ومساوات کے اصول پر گزارنی ہوتی ہے۔ چنانچہ دستر خوان سب کے لئے ایک ہو، نفع ونقصان سب کا ایک ہو، اور کوئی دوسرے کا محتاج نہ ہو۔ اس میں محنت کو باعثِ عار نہیں بلکہ وجہ افتخار قرار دیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں سرمایہ داری، جاگیرداری اور سرداری نظاموں کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی تھی۔ (۸۴)

اصحاب صفہ کی کفالت اور تعلیم کا بندوبست

اصحابِ صفہ (رضی اللہ عنہم) مؤمنین کا وہ جلیل القدر گروہ ہے جن کے احوال خبر دیتے تھے کہ ایمان کی حلاوت جس کو نصیب ہو جائے پھر اسے اپنی مفلوک الحالی، بھوک، پیاس اور دیگر تعیشات زندگی کی کوئی پراہ نہیں ہوتی۔ مشاغلِ حیات سے کٹ کر وہ مسند صفہ پر متمکن

Marfat.com

ہوئے اور فقرا اوزہاد کے امام بن گئے۔ ان کے طرزِ عمل نے ہمیں روحانی اقدار کے لئے مادی قدروں کو قربان کرنے کا درس دیا۔ نبی کریم ﷺ نے مختلف اسلوب اختیار کر کے اس اقامتی جامعہ کے طلباً کی اعانت فرمائی، یہ عالمِ اسلام کا پہلا دینی، اصلاحی اور تبلیغی مدرسہ تھا۔ یہ مختلف طریقے آج بھی معاشرے کے ایسے طبقات کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔

وقف :

وقف کے معنی لغت میں روک لینے، قائم وساکن کر دینے کے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں اپنی کوئی چیز یا اس کا فائدہ کسی ایک مقصد یا کارِ خیر کے لئے خاص کر دینے کو وقف کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی تمام جائداد انسانوں کی فلاح کے لئے وقف فرمادی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

ہم گروہِ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔(۸۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : موت کے بعد انسان کے تمام اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں، مگر تین اعمال ایسے ہیں، جن کا اجر وثواب اس کو برابر ملتا رہتا ہے۔

ایک صدقہ جاریہ،

دوسرا وہ علم، جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں،

اور تیسرا عمل، نیک اور صالح اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرے۔(۸۰)

اوقات کا سلسلہ بنی نوع انسان کے لئے جتنا فائدہ مند ہے، شاید ہی کوئی اور سلسلہ اس قدر سود مند اور نفع بخش ثابت ہوا ہو۔ اسی بنا پر قانونِ وقف کو ایک عالمگیر حیثیت حاصل ہے اور یہ بابرکت سلسلہ ماضی اور حال کے مابین ایک پل کا کام بھی دیتا ہے پچھلی نسل کو اگلی نسل سے ملاتا ہے اور باہمی پیار و محبت اور امن و آشتی کا پیغام دیتا ہے۔

Marfat.com

طعام المساکین :

ایک دن سیدہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزہ سے تھیں، گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ بھی نہ تھا اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا تو حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لونڈی سے کہا کہ یہ روٹی اس کو دے دو۔ اس نے عرض کیا کہ افطار کس چیز سے کریں گی؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: یہ تو دے دو! شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوایا، لونڈی کو بلا کر کہا: لے کھا! یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔ (۷۳)

نبی کریم ﷺ نے کھانا کھلانے پر جنت کی بشارت ان الفاظ میں دی کہ :

اے لوگو! سلام کو رواج دو اور اسے پھیلاؤ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، رشتوں کو جوڑو، رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو امن وسلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (۱۸)

آب رسانی کا انتظام

پانی ہر ذی حیات کی بقا کا ضامن ہے پانی غذا ہی نہیں زینتِ کائنات بھی ہے۔ آب زم زم وادی غیر ذی زرع میں قدرتِ خداوندی کا مظہر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مَاءِ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ فرما کر اس کی انسانی زندگی کے لئے اہمیت وافادیت واضح فرمائی۔

پانی جیسی بنیادی ضرورت کی فراہمی کے مسئلہ کو نبی کریم ﷺ نے ترجیحی بنیادوں پر حل کیا۔ آپ ﷺ کے حکم پر ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیئرِ رومہ کو خرید کو مسلمانوں کے لئے وقف کیا، اور جنت کی بشارت حاصل کی۔ اسی طرح کسی سفر میں پانی کی عدم دستیابی یا کمیابی پر کسی معجزہ کا ظہور ہوا اور اس حاجت کو پورا کیا گیا۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحیح مسلم میں بصراحت روایت کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ ذات الرقاع اور وادی رفیح میں تھے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھونڈ آئے۔ لشکر میں پانی کا ایک قطرہ نہ ملا، پھر نبی کریم ﷺ کے لئے پینے کا جو پانی رکھا کرتے تھے وہاں بھی دیکھا تو ایک پرانی مشک کے دہانہ پر ایک قطرۂ آب نظر آیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہی لے آؤ! پھر لکڑی کا پیالہ منگوایا گیا، آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ، انگلیاں پھیلا کر رکھ دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کے مطابق بسم اللہ کہہ کر قطرۂ آب اس بحر سخا ﷺ کے دست مبارک پر ڈال دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عینی شہادت ہے کہ سب انگلیوں میں سے پانی فوارہ وار نکلا، اور سب نے سیرابی حاصل کی، جب نبی کریم ﷺ نے ہاتھ اٹھالیا تب بھی وہ پیالہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔ (۸۳)

شادی کا انتظام

رفاہِ عامہ کے اہم پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو باوقار معاشرے کی تشکیل کرنا ہے، جہاں عفت و عصمت کا تحفظ ہو۔ نظروں میں حیا ہو اور معاشرے کے افراد شہوانی جذبات کی تکمیل میں بے لگام نہ ہوں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے نکاح کی ترغیب دی اور فرمایا: نوجوانو! تم میں سے جو استطاعت رکھتا ہو اسے شادی کر لینی چاہیئے۔ نبی کریم ﷺ معاشرے کے ان نادار افراد کی شادی کا انتظام بھی کرواتے جو شادی کے اخراجات کی سکت نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تو شادی نہیں کرے گا؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نہیں چاہتا کہ کوئی مجھے آپ ﷺ کی خدمت سے غافل کر دے۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ کچھ دن بعد پھر مجھ سے پوچھا ربیعہ! کیا تو شادی نہیں

Marfat.com

کرے گا؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی مشغولیت مجھے آپ ﷺ کی خدمت سے غافل کر دے۔ دوسرا میرے پاس اتنی رقم بھی نہیں ہے کہ بیوی کو مہر دے سکوں۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، میں نے سوچا میرے پاس جو کچھ ہے نبی کریم ﷺ بخوبی جانتے ہیں اس کے باوجود شادی کی دعوت دے رہے ہیں۔ لہٰذا مجھے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر اب پوچھیں گے تو ہاں کر دوں گا۔ چنانچہ ایک دن پھر پوچھا ربیعہ! کیا تو شادی نہیں کرے گا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کون رشتہ دے گا؟ میرے پاس تو جمع پونجی بھی نہیں جو بیوی کو دے سکوں۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ فلاں قبیلے کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم مجھ سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دو، انہوں نے پیغام نکاح سن کر نبی کریم ﷺ کو، اور مجھے مرحبا کہا، اور مجھ سے نکاح کر دیا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور سارا ماجرا کہا، اور عرض کیا کہ اب مہر کہاں سے دوں؟ نبی کریم ﷺ نے حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ربیعہ کے لئے ایک گٹھلی کے برابر سونے کا انتظام کرو۔ انہوں نے سونا جمع کر کے مجھے دیا اور میں نے لاکر اپنی بیوی کے گھر والوں کو دے دیا میں پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا۔ اب ولیمہ کہاں سے کروں؟ آپ ﷺ نے پھر حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ربیعہ کے لئے ایک مینڈھے کی قیمت کا انتظام کرو، انہوں نے فوراً مینڈھے کا انتظام کر لیا، پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: عائشہؓ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ان کے پاس جو کچھ ہے۔ تیرے حوالے کر دیں۔ میں گیا تو انہوں نے جو کی ٹوکری میرے حوالے کر دی۔ حالانکہ کاشانۂ نبوت میں اس کے سوا شام کے کھانے کو کچھ نہ تھا۔ جب مینڈھا اور جو آگئے تو میرے سسرال والوں نے کہا کہ جو تمہیں ہم تیار کر دیتے ہیں، اور مینڈھے کے متعلق اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ اسے ذبح کریں اور پکائیں، اور یوں روٹی اور گوشت کا

Marfat.com

ولیمہ تیار ہو گیا، ایسی کئی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو فروغ دیا اور عورتوں بوڑھوں اور غلاموں کے حقوق بیان کئے۔

الغرض! تاریخِ عالم میں ایسی شخصیت ڈھونڈنے سے نہیں ملتی جن کے متعلق ان کے دشمن نے یہ گواہی دی (چنانچہ ابوسفیان نے شاہِ ہرقل کے دربار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا جو نقشہ پیش کیا وہ یوں تھا کہ:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہمیشہ نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامن رہنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اگر مکمل اپنایا جائے تو ویلفیئر اسٹیٹ کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ تاہم حکمرانوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ مبارکہ رفاہِ عامہ کے حوالے سے بہترین رہنما اصول ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی:

نکاح کے فوائد میں سے پہلا فائدہ نسل کی حفاظت، نوع انسان کے دوام کے بعد، حصولِ لذت انتفاعِ نعمت اور حفظِ صحت ہے، اس لئے کہ مادۂ تولید یعنی منی کو عرصۂ دراز تک روکے رکھنے اور جماع نہ کرنے سے امراضِ پوشیدہ کے پیدا ہونے اور قویٰ واعضاً کے ضعف کا سبب اور انسدادِ مجازی کا موجب ہے۔ عورتوں سے محبت کرنا اور کئی کئی نکاح کرنا از قسمِ کمال ہے اور ان مقامات میں سے ہے جہاں کوتاہ اندیشوں کی عقل اس کی کمالیت کی حقیقت سے درپردہ اور محجوب ہے۔ بیویوں سے مباشرت کو ناعاقبت اندیش نقصان وعیب کی صورت اور لہو ولعب کے قبیل سے شمار کرتے ہیں، حالانکہ یہ فہم کی کمی اور رہبانیت کی طرف طبیعت مائل ہونے کی وجہ سے ہے، اور نظر بحقیقت وجماعیت، فعل وانفعال اور تاثیر وتاثر جو کہ ظہورِ عالم کی علتِ غائیہ ہے، جتنا اس میں ہے اور کسی دوسرے فعل میں نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعلِ مبارک اس سند وحجت کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ایک رات میں اپنی گیارہ بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تیس مردوں کی طاقت عطا فرمائی تھی۔

ایک روایت میں چالیس مردوں کی قوت بتایا گیا ہے۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

حضرت جبرائیل (علیہ السلام) ایک کھانے کی دیگ لائے، میں نے اس میں سے کچھ کھایا تو مجھ میں جماع کی چالیس مردوں کی قوت آ گئی۔ (۱۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احتلام سے محفوظ ہونا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احتلام سے محفوظ تھے. چنانچہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کوئی نبی کبھی محتلم نہیں ہوا، کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ اور نبی کی ذات شیطانی اثرات سے محفوظ ہوا کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ایسی باتیں اختیار کرنے کی ہدایت فرماتے تھے جو امت کے حق میں مفید ہوں، اور ان باتوں کو اختیار کرنے سے منع فرماتے تھے جو امت کے حق میں مضر ہوں۔

جماع کرنے کا صحیح وقت:

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جماع کے لئے سب سے بہتر وقت رات کا آخری حصہ ہے کیونکہ اول شب میں معدہ غذا سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آخر شب میں نمازِ وتر پڑھ لیتے تو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج کی حاجت ہوتی تو ان سے قربت فرماتے، ورنہ جائے نماز پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ حضرت

Marfat.com

بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دیتے۔ (۱۵)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے کہ اول شب میں صحبت مکروہ ہے۔ بایں خیال کہ تمام شب ناپاکی کی حالت میں سونا پڑے گا۔ تاہم اگر کسی شخص پر شہوت اس درجہ غالب ہو کہ وہ آخر رات تک یا آدھی رات تک انتظار نہ کر سکے تو اس کو چاہیئے کہ مغرب سے قبل ہی تھوڑا کھانا کھالے، پیٹ بھر کر نہ کھائے تاکہ بعد نمازِ عشاءً جب مصروفِ عمل ہو تو پورا معدہ غذا سے پُر نہ ہو۔ (۱۶)

یہ سب طبّی مصالح ہیں۔ شرعاً ہر وقت جماع کی اجازت ہے۔ نبی کریم ﷺ سے بھی اوّل شب اور دن کے مختلف اوقات میں صحبت کرنا ثابت ہے۔

بیوی سے جماع، دل کی طہارت کا سبب:

جس شخص کی نظر اجنبی عورت پر پڑے اور اس کا نفس اس کی طرف شائق ہو اس کو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اپنی بیوی سے صحبت کر لے، اس لئے کہ صحبت کرنا دل کے وسوسہ کو دُور کر دے گا، اور فرمایا کہ عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے. پس جب تم میں سے کوئی کسی اجنبی عورت کو دیکھے اور وہ اس کو اچھی معلوم ہو تو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی سے صحبت کر لے، کیونکہ اس کے پاس بھی وہی کچھ ہے جو دوسری کے پاس ہے۔ (۱۶)

جماع کے لئے مخصوص راتوں میں ممانعت :

تین راتوں میں جماع کرنا مکروہ ہے۔ ایک مہینہ کی پہلی رات، دوسری آخری رات، اور تیسری مہینہ کی پندرہویں رات۔ (۱۶)

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی! آدھے

Marfat.com

مہینے میں اپنی اہلیہ سے صحبت نہ کیا کرو، کیونکہ اس تاریخ میں شیاطین آیا کرتے ہیں۔اور مشائخ کی رائے میں، عین نماز کے وقت صحبت کرنے سے اگر حمل ٹھہر جائے تو اولاد نافرمان پیدا ہوتی ہے۔(۱۷)

دو مردوں یا دو عورتوں کو ایک ہی بستر میں سونے کی ممانعت :

اسلامی تعلیمات نے انسانی زندگی کی جزئیات تک اپنی روشنی پھیلائی ہے اور کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں اس کی ہدایات نے مشعل راہ نہ دکھائی ہو.اس دور کی عام خباثتوں میں سے ایک ہم جنسی کی خباثت بھی ہے۔

ہم جنس پرستی قبائح ونتائج

ہم جنس پرستی وہ قابلِ نفرت اور خلاف فطرت فعل ہے جس کی ابتدأ حضرتِ لوط علیہ السلام کی قوم نے کی اور اس فعل بد میں شہرت حاصل کی، بعدازاں یونان کے فلاسفہ نے اس گھناؤنے جرم کو فلسفیانہ جواز کا کاندھا فراہم کیا اور جو کسر باقی رہ گئی وہ جدید مغربی تہذیب نے پوری کردی، چنانچہ 20 جون 2011ء امریکی سفارتخانے نے اسلام آباد میں 75 ہم جنس پرستوں پر مشتمل ایک اجلاس منعقد کیا، اوران حقوق پر زور دیتے ہوئے پاکستان میں قائم مقام امریکی سفیر رچرڈ ہوگ لینڈ نے کہا کہ: "میں ان کے حقوق کی حمایت کرتا ہوں، یہ لوگ معاشرے کا حصہ ہیں ان کے ساتھ معاشرتی سلوک رکھنا فرض ہے"۔

(بحوالہ: ماہنامہ الہلال اسلام آباد، ص25 اشاعت اگست 2011ء)

مغرب کے بعض پیروکار جو اس قسم کی آلودگیوں میں مبتلا ہیں، اپنے اس عملِ بد کی توجیہہ کے لئے کہتے ہیں کہ یہ ایک فطری عمل ہے، حالانکہ یہ ایک غیر فطری عمل ہے۔کیونکہ انسان نہ تو ہم جنس پرست پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ہم جنس پرستی کے سبب سے دنیا میں آتا

Marfat.com

ہے، یہ علت خراب ماحول اور تربیت کے فقدان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔انسان فطری اور طبعی طور پر اپنے صنفِ مخالف کی طرف میلان رکھتا ہے اور یہ میلان ہی انسانی نسل کی بقاءُ کا ضامن ہے۔اس میلان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ایک خاندان وجود میں آئے اور اس سے تمدن کی بنیاد پڑے،اسی لئے مرد وعورت کی جسمانی ساخت اور نفسیاتی ترکیب، مقاصدِ زوجیت کے عین مطابق بنائی گئی ہے،تاکہ فطرت کی منشأ پوری ہو، جو افراد فطرت کے اس نظام ومنشأ کے خلاف عمل کرتے ہیں وہ نہ صرف فطرت سے ہی غداری کے مرتکب ہوتے ہیں، بلکہ انحراف کے سبب متعدد جسمانی اور نفسیاتی مفاسد کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔

ہم جنس پرستی کی قباحتیں:

ہم جنس پرست مرد وخواتین، نہ مکمل مرد رہتے ہیں اور نہ ہی مکمل عورت،ان کے اندر جنس کے احساسات ختم ہو جاتے ہیں اور ایک مدت کے بعد وہ اس قدر ضعفِ جنسی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ پھر فطری وطبعی ملاپ کے قابل بھی نہیں رہتے،ایسے افراد قوتِ ارادی کھو بیٹھتے ہیں، یہ اپنی ذات سے بیگانگی جیسے نفسیاتی مرض کا شکار ہو جاتے ہیں، ساری زندگی سرگردانی اور پریشانی میں گزارتے ہیں،اور طرح طرح کی جسمانی ناہمواریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ہم جنس پرستی کے بارے میں اسلامی نقطۂ نگاہ؟

ہم جنس پرستی تمام مذاہب کے نزدیک حرام ہے،تاہم اسلام نے نہ صرف اسے گناہِ کبیرہ قرار دیا، بلکہ ریاست کے فرائض میں قرار دیا کہ اس جرم سے معاشرے کو پاک رکھنے کی کوشش کرے،اور اس جرم کے مرتکب کو سخت سزا دی جائے۔اسلام کے نزدیک ہم جنس پرستی زنا کی طرح گناہِ کبیرہ ہے۔فاعل اور مفعول دونوں چاہے شادی شدہ ہوں یا غیر شادی

Marfat.com

شدہ، قتل کر دینے کا حکم دیا ہے۔(۱۱۶)

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب قومِ لوط نے یہ قبیح عمل انجام دیا، تو زمین و آسمان اس قدر روئے کہ ان کے آنسو عرش تک پہنچے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ ان پر پتھر برسا، اور زمین کو حکم دیا کہ ان کو نیچے کی طرف لے جا''۔ (۱۱۷)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہم جنس پرست قیامت کے دن قبر سے ناپاک اٹھے گا، یہاں تک کہ دنیا کے تمام پانی اسے پاک نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا اور اسے اپنی رحمت سے دور کر دے گا، اس پر لعنت کرے گا، جہنم اس کے لئے تیار رکھی گئی ہے اور جہنم کس قدر بُری جگہ ہے''۔ ایک اور جگہ یوں ارشاد فرمایا کہ :

''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُن مردوں پر جو اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہہ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُن عورتوں پر جو اپنے آپ کو مردوں کے مشابہہ کرتی ہیں''۔

ہم جنس پرستی، اسباب و علل ؟

ہم جنس پرستی کی طرف میلان کے بہت سے اسباب و علل ہیں، جن میں بعض اوقات ماں باپ کا اپنی اولاد کے ساتھ ناروا سلوک، ان کی تربیت اور نگرانی سے غفلت، مغربی طرزِ معاشرت، کچی عمر کے بچوں کا ایک بستر پر سونا، اس قسم کی آلودگی کا عامل بن سکتا ہے۔ اسی طرح فضول قسم کا مذاق جو ہم جنسوں کے بارے میں ہوتا ہے، اور ایسی بے ہودہ محفلیں انہیں اس طرف کھینچ لے جانے کا سبب بنتی ہیں۔

چنانچہ قومِ لوط کے بارے میں روایت ہے: ''ان کی مجالس اور بیٹھکیں طرح طرح کے منکرات اور بُرے اعمال سے آلودہ تھیں، وہ آپس میں رکیک جملوں، فحش کلامی اور

Marfat.com

پھبتیوں کا تبادلہ کرتے تھے، ایک دوسرے کی پشت پر مکے مارتے تھے، قمار بازی کرتے، بچوں والے کھیل کھیلتے تھے، گزرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے، طرح طرح کے آلاتِ موسیقی استعمال کرتے اور لوگوں کے سامنے برہنہ ہو جاتے تھے"۔

اس قسم کے گندے ماحول میں ہر روز اس قسم کی حرکات، بُرائی کو جنم دیتی ہیں، کیونکہ اس طرح کے ماحول میں اصولی طور پر بُرائی کا تصور ختم ہو کر رہ جاتا ہے، اور لوگ اس طرح اس راہ پر چلتے ہیں کہ کوئی کام ان کی نظر میں بُرا اور قبیح نہیں رہتا۔

اس علّت میں مبتلا افراد اگر اللہ تعالیٰ کے قہر اور لعنت سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں سچے دل سے توبہ کرنی چاہیئے، اور آئندہ کے لئے اس عملِ بد سے دور رہنے کا عزمِ مصمم کرنا چاہیئے۔ اُس ماحول سے بچیں جو اس عمل کی رغبت کا باعث بن سکتا ہے، تنہائی سے گریز کریں اور اپنے آپ کو مثبت سرگرمیوں میں ہمیشہ مصروف رکھیں۔ ان افراد سے قطع تعلق کرلیں جو ہم جنس پرستی کے خیالات کے حامل ہیں، غیر فطری خیالات کو ذہن سے جھٹک دیں، اپنے خاندان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں، اور ان سے محبت کریں، نماز پڑھیں، قرآن حکیم کی تلاوت کریں، تو انشاءُ اللہ تعالیٰ رحمتِ الٰہی شاملِ حال ہوگی، اور اس علت سے دور ہونے میں مدد ملے گی۔

ہم جنس پرستی کا انجام :

ہم جنس پرستی کے حامی افراد کے لئے قرآن وسنت نے بڑی صراحت کے ساتھ قومِ لوط کے عبرت ناک انجام کو بیان فرمایا ہے۔ اس بے راہ اور منحرف قوم نے اپنے اوپر بھی ظلم کیا اور اپنے معاشرے پر بھی۔ وہ اپنی قوم کی تقدیر سے بھی کھیلے اور ایمان واخلاق کا بھی مذاق اڑایا۔ حضرتِ لوط علیہ السلام 30 سال تک اس پست خصلت قوم میں تبلیغ کرتے رہے، تاہم ان کے گھر والوں کے سوا (ان میں بیوی مستثنیٰ تھی) کوئی ایمان نہ لایا، یہ تو حضرتِ لوط

Marfat.com

علیہ السلام کی استقامت تھی کہ وہ مسلسل 30 سال تک انہیں سمجھاتے رہے، مگر پھر بھی انہوں نے کان نہ دھرے اور ان کا تمسخر اڑایا۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ. (۱۱۸)

حضرتِ لوط علیہ السلام کی ہر نصیحت کا جواب ان کے پاس صرف ایک تھا کہ لوط اور ان کے پیروکاروں کو اپنے شہر سے باہر نکال دو! ان کا قصور یہ ہے کہ یہ پاک لوگ ہیں اور گناہ نہیں کرتے''۔ مطلب یہ کہ یہ ہم جیسے نہیں ہیں۔

وہ برائی میں اس قدر غرق ہو چکے تھے کہ اصلاح کی آواز کو بھی برداشت نہ کر سکے اور نیکی کے اس تھوڑے سے عنصر کو بھی نکال دینا چاہتے تھے جو ان کی گھناؤنی اور مسموم فضا میں باقی رہ گیا تھا، ان کی ڈھٹائی، بے شرمی اور بے حیائی یہاں تک آ پہنچی کہ وہ اپنے نبی حضرتِ لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی حرمت و عزت پر تجاوز کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس حد تک پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تباہی و بربادی کا فیصلہ صادر ہوا، کیونکہ جس قوم کی اجتماعی زندگی میں پاکیزگی کا ذرا سا عنصر بھی باقی نہ رہے تو پھر اسے زمین پر زندہ رکھنے کی کوئی وجہ نہیں رہتی، بالکل اس طرح جیسے کہ سڑے ہوئے پھلوں کے ٹوکرے میں جب تک چند اچھے پھل موجود رہیں، تو ٹوکرے کی حفاظت کی جاتی ہے، مگر جب اچھے پھل نکل جائیں تو اس ٹوکرے کو اٹھا کر کوڑے دان پر الٹ دیا جاتا ہے۔ قومِ لوط نے کیونکہ فطرت کے اصول کو الٹ دیا تھا، فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا. (۱۱۹) اس لئے ان کے شہروں کو الٹ دیا گیا۔ فقط یہ ہی نہیں، بلکہ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ. (۱۱۹) ان پر پتھروں کی بارش بھی کی گئی، تاکہ ان کے آخری آثارِ حیات بھی درہم برہم ہو جائیں اور ان میں وہ ناسور جو عذاب کے وقت شہر میں نہیں تھا، دنیا کے کسی بھی حصے

Marfat.com

میں ہو، اس کے حصے کا پتھر اسے عذابِ الٰہی کا مزا چکھا دے اور وہ ہمیشہ کے لئے فطرت کے غداروں کے لئے نشانِ عبرت بن جائے۔ پس دیکھ تو کہ گناہگاروں کا کیا انجام ہوا....؟

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ. (۱۱۸)

انتہائی بدبخت ہیں وہ قومیں، جو علم و تحقیق کے اس دور میں بھی قومِ لوط کے نقش قدم پر گامزن ہیں، اور ان کے اعمال بے شرمی و بے حیائی کی اس انتہا پر ہیں کہ قومِ لوط بھی ان کے آگے طفلِ مکتب لگتی ہے۔ کیا ہم جنس پرستی کی سزا صرف قومِ لوط ہی کو ملنی چاہیئے؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ فطرت کے تمام باغی افراد کے لئے ایسا ہی انجام انتظار میں ہے، کل قومِ لوط سنگ باری کا شکار ہوئی تو آج قومِ لوط کے اعمال کے وارث ایڈز کے عذاب، نیز نت نئی بیماریاں، معاشرے کی اخلاقی اقدار کی تباہی، خاندانی نظام کا خاتمہ اور رشتوں کے تقدس کی پامالی کے عذاب سے دوچار ہیں۔

ہم جنس پرستی کی لعنت نہ صرف مَردوں میں بلکہ اب تو خواتین میں بھی داخل ہونے لگی ہے۔ اور نئی تہذیب کے یہ گندے انڈے حیاتِ انسانی کو ماڈرن ازم، اور روشن خیالی کے نام پر برباد اور فضا کو مسموم بنا رہے ہیں۔ دانش و حکمت کے بے بہا خزانہ قرآن و سنت میں ان کے سدِّ باب کی صورتیں بتا دی گئی ہیں، تا کہ احتیاطی تدابیر اختیار کر کے ان بُرائیوں کو جو انسانی اختلاط کی مختلف شکلوں میں رُونما ہوتی ہیں، سماج کو تباہ نہ کر سکیں، غالباً یہی وجہ ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے ایک ہی بستر میں دو مردوں یا دو عورتوں کو ایک ساتھ سونے کی ممانعت فرمائی ہے۔ برہنہ حالت میں ایک عورت کا دوسری عورت سے بدن مس کرنا بھی منع ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "کوئی مرد کسی مرد کو ننگا نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ دیکھے

Marfat.com

اور نہ دو مرد ایک بستر اور ایک کپڑے (چادر یا لحاف) میں سوئیں اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں سوئیں''۔(۱۸)

نیز ریاض الصالحین میں واضح الفاظ کے ساتھ حدیثِ طیبہ میں دس سال سے زیادہ عمر کے بچوں کو الگ الگ بستروں میں سلانے کی ہدایت آئی ہے اور یہ حکمت و مصلحت ہر ذی شعور کے سمجھ میں آسکتی ہے۔ بدن کے بدن سے مس ہونے میں جو لذتِ آفرینی ہے اس کا سدِ باب اور پیشگی ازالہ نیز مرض کے پیدا ہونے سے پہلے اسبابِ مرض کا تدارک ازحد ضروری ہے۔

لہٰذا! احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ اس زمانے میں سختی سے ان مذکورہ بالا انمول ہدایات پر عمل کیا جائے، اور سمجھ دار بچوں اور بچیوں کو سختی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ بستروں میں سونے، سلانے کا اہتمام کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کا وصال پُر ملال

☆ معروف قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول، ۱۱ ہجری، دوپہر کے وقت آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ! وصال کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۶۳ برس تھی۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت نو ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) حیات تھیں۔ اولاد میں تین بیٹے آپ ﷺ کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے، جبکہ ایک دختر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں، آپ ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا۔ راجح قول کے مطابق نبی کریم ﷺ کے تین صاحبزادے تھے، جن کے نام ابراہیم، طاہر اور قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ انہوں نے عالم طفولیت ہی میں انتقال فرمایا۔ حضرت طاہر (ان کا لقب طیب تھا، جبکہ بعض نے اِنہیں الگ سے بیٹا شمار کیا

Marfat.com

ہے) اور حضرتِ قاسم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے، اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھے۔ (۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھریلو سامان

ایک مُدہن تھا، جس میں تیل رکھا جاتا تھا۔ ایک ربعہ اسکندریہ تھا جس میں آئینہ رکھتے تھے۔ اور نبی اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آئینہ تھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جمال باکمال کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ آئینہ دیکھنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو زیب دیتا تھا، کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کا مظہر جلال و جمال تھے۔ ربعۂ آئینہ سے مراد، آئینہ دان ہے، جس میں آئینہ رکھا جاتا ہے۔ قاموس میں ہے کہ ربعہ عطر دان اور مصحف کے صندوق کی طرح ہوتا ہے۔ ربعہ کی صفت اسکندریہ کی طرف کرنا اس بنا پر ہے کہ اُسے مقوقس شاہِ اسکندریہ نے حضرت ماریة قبطیة اُمِ ابراھیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہدیہ میں بھیجا تھا۔ جبکہ روضة الاحباب میں اسے طبلة کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے، اور کہا کہ اس طبلة میں کنگھی، مسواک، قینچی، سرمہ دانی اور آئینہ تھا۔ (۸۵) بعض اہل سِیَر نے اُسترہ اور چقماق کا بھی ذکر کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آئینہ کا نام مُدِلّة (تدلیة سے مشتق ہے) رکھا ہوا تھا، تدلیة کا معنیٰ: عشق میں عقل کا جاتے رہنا، اور بے خود ہو جانا ہے، جس کا واضح مطلب غالباً یہی نکلتا ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھ کر اپنے آپ پر عاشق ہو جاتے تھے، یا پھر دوسرے لوگ آئینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوۂ وجمال دیکھ کر بے خود و فریفتہ ہو جاتے تھے۔ اور ایک مُشْط، یعنی کنگھی تھی، کَانَ لَهُ مِنْ عَاجٍ جو کہ عاج کی تھی۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ عاج سے مراد ہاتھی دانت یا اس کی ہڈی ہے۔

حضرتِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہی ظاہر ہے، کیونکہ ہڈی میں

Marfat.com

موت سرایت نہیں کرتی بوجہ اس میں عدمِ حیات کے، اور اسی حدیثِ طیبہ سے وہ ہاتھی دانت یا اس کی ہڈی کی تجارت کے جائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔(۹۶)

ایک مُکْحُلَۃُ یعنی: سرمہ دانی تھی، جس سے روزانہ رات کو سونے سے پہلے آپ ﷺ دونوں آنکھوں میں تین تین بار سرمہ لگاتے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ پہلے دو مرتبہ دائیں آنکھ میں، پھر تین مرتبہ بائیں آنکھ میں، پھر ایک مرتبہ دائیں آنکھ میں سلائی پھیرتے تھے، تاکہ دائیں آنکھ سے شروع ہو کر دائیں آنکھ پر ہی ختم ہو۔نبی کریم ﷺ کا ایک قَصْعَۃُ (اتنا بڑا برتن جو دس آدمیوں کو آسودہ کر سکتا ہے) بھی تھا، نیز صاع اور مُد بھی تھا، جس سے ناپ کر فطرہ ادا فرماتے تھے، اور کہا گیا ہے کہ کھانا بھی ناپ کر پکایا جاتا ہو تو بعید نہیں، کیونکہ حدیثِ طیبہ میں آیا ہے کہ: طعام کو ناپ کر خرچ کرو۔صاع اور مُد دو پیمانے ہیں، ایک صاع چار مُد کا ہوتا ہے، اور مُد ایک رطل، اور تہائی اہل حجاز کے نزدیک ہے اور دو رطل اہل عراق کے نزدیک ہے۔آپ ﷺ کا ایک پلنگ بھی تھا، جس کی پٹی پائے رشاج کے تھے، اور اس پر بستر چمڑے کا ہوتا تھا، جس میں چھلڑ بھرے ہوتے تھے، اس کے اوپر پلاس، یعنی: ٹاٹ ہوتا تھا، جس کی دو تہہ کر کے رات کو اس پر تکیہ کرتے تھے۔(۹۶)

نبی کریم ﷺ کا (اسلحہ) عسکری ساز و سامان

تلواریں:

آپ ﷺ کے پاس ۹ تلواریں تھیں، جن کے نام یہ ہیں:

(۱) ماثور (۲) العضب (۳) قلعی (۴) البتار (۵) الحتف (۶) الرسوب (۷) المخزم (۸) ذوالفقار (۹) القضیب۔

زرہیں:

Marfat.com

ان کی تعداد سات تھی۔ ذات الفضول لوہے کی زرہ تھی، جسے آپ ﷺ نے ایک یہودی کے پاس گروی رکھا تھا، اور اس سے تین صاع غلہ اپنے عیال کے لئے قرض لیا تھا۔

اس کے علاوہ ذات الوشاح ،السورية، ذات الحواشی ،فضة، البترأ، الخرنق تھیں۔

<u>کمانیں:</u> چھ تھیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) الزوراء (۲) الروحاء (۳) الصفراء

(۴) البيضاء (۵) الكتوم (۶) شوخط۔

<u>ڈھالیں:</u>

دو تھیں: (۱) الزُلوق (۲) الفنق۔(۸۱)

عہد نبوی ﷺ کی مساجد

نبی کریم ﷺ نے مساجد کی تعمیر پر بھی زور دیا تھا اور اس امر کی تاکید فرمائی کہ جو معلم ہو وہ اپنے مقام پر عبادت کے لئے ایک مسجد فوراً تیار کرے۔ آپ ﷺ کے مبارک عہد میں بڑی بڑی آبادیوں میں کئی مساجد تھیں۔ صرف مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ ۹ مساجد تیار کی گئیں۔ جن میں علیحدہ علیحدہ پانچوں وقت نماز ہوتی تھی۔ مسجد بنو عمر ، مسجد بنو ساعده ، مسجد بنو عبيد، مسجد بنو زريق، مسجدِ بنو سليمه، مسجد بنو غفار، مسجد بنو اسلم ، مسجد بنو جهينه، مسجد بنو بياضة۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی مساجد ایسی ہیں جو قابلِ ذکر ہیں۔

<u>مساجد مدينة الرسول ﷺ</u>

نبی اَقدس ﷺ کی جب مدینہ منورہ تشریف آوری ہوئی تو قومیت اور شرک

Marfat.com

والحاد کے بت ٹوٹے اور ہر طرف ظلم کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں توحید و رسالت کی شمعیں روشن ہوئیں، سینکڑوں پروانے اس روشنی کی طرف بڑھے تو مسجد نبویؐ کی تنگ دامنی کی وجہ سے فریضہ نماز کی ادائیگی کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس لئے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ: محلوں اور بستیوں کو خدا کے گھروں سے آباد کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی اُقدس ﷺ نے محلوں میں مسجدیں تعمیر کرنے اور ان کو پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا، چنانچہ نبی اُقدس ﷺ کی اجازت سے مدینہ طیبہ اور اس کے گردونواح میں تعمیر مساجد کا آغاز ہوا۔

☆ مسجد قباء :

نبی اُقدس ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے چودہ دن بنو عمرو بن عوف کے ہاں مہمان رہے، اسی دوران آپ ﷺ نے تاریخ اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی، قرآن حکیم میں اس مسجد کی فضیلت میں یہ آیت حکیمہ نازل ہوئی :

لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ

فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ . (۱۰۹)

ترجمہ: وہ مسجد کہ جس کی بنیاد پہلے سے تقوی پر رکھی گئی وہ اس لائق ہے کہ آپ ﷺ اس میں کھڑے ہوں وہاں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

☆ مسجد جمعہ :

نبی اُقدس ﷺ جب بنی عمرو بن عوف سے مدینہ کی طرف آئے تو راستہ میں بنو

Marfat.com

سالم کے قبیلہ میں نماز کا وقت ہو گیا اور اسی اثنا ئ میں فرضیت جمعہ کا حکم بھی نازل ہوا تو آپ ﷺ نے سب سے پہلا جمعہ اس مسجد میں ادا فرمایا : اس کو الوادی اور مسجد عاتکہ بھی کہا جاتا ہے، مسجد قبا سے کچھ ہی فاصلہ پر مدینہ منورہ کے راستہ میں قبیلہ بنو سالم آباد ہے۔

☆ مسجد الشمّس :

نبی اُقدس ﷺ نے جب بنو نضیر کا محاصرہ کیا تھا اور وہاں خیمہ زن ہوئے تھے، تو اس جگہ چھ دن تک آپ ﷺ نماز ادا فرماتے رہے۔ اس مسجد الشمّس کو مسجد الفضیع بھی کہا جاتا ہے یہ مسجد قبا سے مشرق کی جانب واقع ہے۔ (۹۹)

☆ مسجد بنو قریظہ :

نبی اُقدس ﷺ نے جب بنو قریظہ کے یہود کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ نے اس جگہ قیام فرمایا، ولید بن عبد الملک کے دور میں اس مسجد کی تعمیر کی گئی، یہ مسجد الشمّس سے مشرقی جانب حرۃ شرقیہ کے قریب باغات کے انتہاء پر واقع ہے۔ (۹۹)

☆ مسجد البقیع :

نبی اُقدس ﷺ اکثر یہاں تشریف لایا کرتے تھے اور اس مسجد میں نماز بھی ادا فرمایا کرتے تھے اور حضرت ابی بن کعبؓ اس میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ آج کل اس مسجد کو بند کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ مسجد جنت البقیع نامی قبرستان کی حدود میں واقع ہے۔ (۱۰۰)

☆ مسجد الفتح :

نبی اُقدس ﷺ جب غزوۂ احزاب میں مصروف تھے اور محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا، اور مسلمانوں پر شدت کی انتہا ہو گئی، تو آپ ﷺ متواتر تین دن تک مسجد فتح کے اندر نہایت عاجزی و انکساری سے دعا فرماتے رہے، تیسرے دن بدھ کے روز ظہر اور

Marfat.com

عصر کے درمیان نبی اُقدس ﷺ کی دعاً قبول ہوئی اور مسلمانوں کو اس غزوہ میں فتح حاصل ہوئی یہ مسجد سلع پہاڑ کے غربی قطعہ پر واقع ہے۔(۱۰۱)

☆ مسجد القبلتین :

نبی اُقدس ﷺ ام بشر رضی اللہ عنہا کی عیادت کو تشریف لے گئے تو وہاں نماز ظہر کا وقت آ گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں مسجد بنوسلمہ ہی میں نماز ظہر ادا فرمائی، ابھی دو رکعات آپ ﷺ نے پوری کی ہی تھیں کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہو گیا، اسی وجہ سے اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔(۹۹ +۱۰۲)

☆ مسجد مشربہ ام ابراھیم :

نبی اُقدس ﷺ نے اس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی، اسے مشربہ ام ابراھیم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ: یہاں پر ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا باغ تھا اور اسی جگہ آپ کی رہائش بھی تھی اور اسی مقام پر آپ ﷺ کے فرزند سیدنا ابراھیمؑ پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ یہ مسجد بنو قریظہ کی مسجد کے شمال میں حرۃ شرقیہ کے نزدیک باغات کے درمیان واقع ہے۔(۹۹ +۱۰۰+۱۰۲)

☆ مسجد بنوظفر :

نبی اُقدس ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں سیدنا معاذ بن جبلؓ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی شامل تھے، محلہ بنوظفر میں نماز ادا فرمائی اور وہاں ایک پتھر پر تشریف فرما ہوئے اور ایک صحابی کو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تلاوت فرمائیں؛ تو انہوں نے یہ آیات تلاوت فرمائیں : فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَابِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا(۱۰۳)

Marfat.com

ترجمہ: پس کیا حال ہوگا اس وقت، جب ہم ہر ایک امت سے گواہ لائیں گے، اور آپ ﷺ کو ان پر گواہ بنائیں گے۔(۹۹)

☆ مسجد الاجابۃ :

نبی اُقدس ﷺ نے عوالی مدینہ سے تشریف لا کر دو رکعت نفل ادا فرمائیں، آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بھی نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے نہایت لمبی دعا کی، جب آپ ﷺ واپس ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ سے تین دعائیں کیں، جن میں سے ایک تو یہ کہ اے اللہ: میری امت کو قحط کی بلا سے ہلاک نہ کیا جائے، دوسری یہ تھی کہ میری امت کو غرقابی کی ہلاکت سے بچانا، یہ دونوں دعائیں قبول ہوئیں، اور تیسری دعا یہ تھی کہ: میری امت کو خانہ جنگی سے محفوظ رکھنا، تو اس سے مجھے منع کر دیا گیا۔ یہ مسجد جنت البقیع کے شمالی جانب شہداء کے احاطہ کے قریب واقع ہے۔(۱۰۰)

☆ مسجد طریق السافلہ :

نبی اُقدس ﷺ سے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ صحن سے متصل دروازہ سے باہر تشریف لے جانے لگے، تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا، آپ ﷺ اسواف کے ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں آپ ﷺ نے وضو فرما کر دو رکعت نفل ادا فرمائیں، نماز کے بعد آپ ﷺ نے نہایت ہی طویل سجدہ ادا کیا مجھے خدشہ لاحق ہوگیا کہ شاید آپ ﷺ کی روح کو اعلیٰ علیین میں بلا لیا گیا ہے، اسی اثناء میں آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ میری امت پر یہ انعام کیا گیا ہے کہ: مجھ پر ایک دفعہ درود شریف بھیجنے سے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس

Marfat.com

برائیاں مٹائی جائیں گی اس کے شکرانے کے لئے اتنا طویل سجدہ کیا، بعد میں اس جگہ یہ مسجد بنادی گئی۔(۱۰۰)

☆ مسجد بنی حرام :

نبی اقدس ﷺ کی تلاش میں ایک دن حضرت معاذ بن جبل ؓ نکلے، اور آخر آپ کو سلع پہاڑ کے دامن میں نماز کی حالت میں سجدے کے اندر دیکھا اور طویل انتظار کے بعد جب آپ ﷺ نے سر اٹھایا تو دریافت کرنے پر فرمایا: اے معاذؓ! سجدہ ہی بندے کو مولا کے قریب کرتا ہے، یہاں پر بنو حرام کی آبادی تھی اسی لئے یہ مسجد اس نام سے مشہور ہوئی ہے۔

☆ مسجد الذباب :

نبی اقدس ﷺ جب غزوہ تبوک پر تشریف لے جارہے تھے، تو اس مقام پر آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی اور خندق کے موقع پر اس جگہ خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ مسجدِ ذباب کو مسجد الرایہ بھی کہتے ہیں، یہ مسجد مدینہ سے شمال میں ذباب نامی پہاڑ پر واقع ہے۔(۱۱۰)

☆ مسجد الفسح :

نبی اقدس ﷺ نے جنگ احد سے فارغ ہو کر ظہر اور عصر کی نماز اسی مقام پر ادا فرمائی تھی، ابن ابی شیبہ نے یہ قول نقل کیا ہے، اور یہ آیت بھی اس مسجد کے متعلق نازل ہوئی:

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ. (۱۰۴)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو کشادہ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے لئے کشادگی کرے گا''۔ اس مسجد کا نام بھی اسی نسبت سے ہے، یہ مسجد جبل احد کے دامن میں واقع ہے۔ (۹۹)

Marfat.com

☆ مسجد عینین :

نبی اَقدس ﷺ نے احد کے دن صبح کی نماز اسی جگہ ادا فرمائی تھی، یہ جگہ وہی ہے جہاں وحشی ابن حرب نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پچاس تیرانداز بھی اسی جگہ تعینات تھے، یہ مسجد حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک سے قبلہ کی جانب ہے۔ (۹۹)

☆ مسجد الوادی :

نبی اَقدس ﷺ نے اسی جگہ سید الشہد اُ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی، اسی جگہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہو کر گرے اور شہادت کے عظیم رتبہ پر فائز ہو کر سید الشہداء کا لقب پایا۔ مسجد الوادی کو بعض علماء نے مسجد العسکر بھی لکھا ہے، یہ مسجد جبل عینین کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔ (۹۹)

☆ مسجد السقیا :

نبی اَقدس ﷺ نے بدر جاتے ہوئے اسلامی فوج کو یہیں ٹھرایا اور نماز بھی ادا فرمائی، سیدنا حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ ؐ کی معیت میں مدینہ سے نکلے، جب ہم حرۃ سقیاؔ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے اہل مدینہ کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ سقیاؔ کنویں کا نام ہے۔ یہ مسجد وادیٔ عقیق کے راستہ میں واقع ہے۔ (۹۹)

☆ مسجد غمامہ :

پہلی بار اس مقام پر آپ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازیں ادا فرمائیں، یہ مسجد باب السلام سے مغرب کی جانب تقریباً ایک ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہے۔ (۱۰۵)

☆ مسجدِ بنوظفر :

Marfat.com

یہ مسجد، بقیع کے مشرقی جانب واقع ہے، یہاں پر بنوظفر نامی قبیلہ آباد تھا، ایک مرتبہ یہاں بھی حضور اُقدس ﷺ تشریف فرما ہوئے اور نماز ادا فرمائی، نیز اس مسجد کو مسجد بغلۃ بھی کہتے ہیں۔ بلاشبہ مساجد کا جو دینی، سماجی، معاشرتی اور سیاسی کردار ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اس لئے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کی ترغیب دلائی کہ وہ اپنے محلوں اور شہروں کو مساجد سے مربوط کریں۔ اس وقت سے لے آج تک مشرق تا مغرب اور شمال تا جنوب ہر وقت مساجد میں اللہ کی کبریائی کی صدا بلند ہو رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مؤذنین

نبی کریم ﷺ کے چار مؤذن تھے۔ دو مدینہ طیبہ میں، بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن ام مکتوم قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا۔ ایک قبا میں سعد القراط رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابو محذورہ، اور اوس بن مغیرہ بن خمجی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ میں۔ (۸۱)

نبی کریم ﷺ کی سواری کے جانور

گھوڑے:

نبی کریم ﷺ کے سات گھوڑے تھے، اور کسی صفت خاص کی وجہ سے ان کے مختلف نام تھے۔ (۱) سکب (۲) لحیف، (۳) شجا (۴) ظرب (۵) لزاز (۶) مرتجز اور (۷) الورد۔ (۸۱)

خچر:

آپ ﷺ کے پانچ خچر تھے۔ ایک دلدل نامی جو مقوقس شاہ مصر نے، دوسرا نضہ نامی فروۃ الجذامی نے، تیسرا صاحب ایلہ نے، چوتھا دومۃ الجندل کے حکمران نے، اور پانچواں نجاشی شاہِ حبش نے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

Marfat.com

گدھے:

تین تھے، ایک یعفور، جومقوقس شاہِ مصر نے بھیجا تھا، دوسرا فروۃ الجذامی نے اور تیسرا حضرت سعد بن عبادۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدیہ پیش کیا تھا۔

اونٹ:

ان کی تعداد تین بتائی جاتی ہے جن میں سے ایک کا نام القصویٰ تھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تھی۔

بکریاں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مِلک میں ایک سو بکریاں تھیں۔ سو سے زیادہ ہوتیں تو ان کو ذبح کر دیتے اور پوری ایک سو رکھتے تھے۔ (۸۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد

۱۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش مکہ کی جانب

۲۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرقل قیصرِ روم کی طرف

۳۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقوقس شاہِ مصر کی طرف

۴۔ حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوزہ بن علی اور ثمامہ بن اثال کی جانب

۵۔ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منذر بن ساوی حاکم بحرین کی طرف

۶۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کی طرف

۷۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالکلاع الحمیری کی طرف

۸۔ حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصریٰ کے حاکم کی طرف

۹۔ حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نجاشی شاہِ حبش کے پاس بھیجے گئے۔

Marfat.com

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خسرو پرویز شاہ ایران کی طرف۔

۱۱۔ حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حارث، شاہ غسان کی طرف۔

۱۲۔ حضرت عمرو بن العاص السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیفر بن الجلندی اور عبدا بن الجلندی الازدی رئیسان عمان۔ کی طرف۔

۱۳۔ حضرت مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حارث بن کلال حمیری کی طرف۔

۱۴۔ حضرت عیاش بن ربیعہ المخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حارث، مسروح اور نعیم بن عبدالکلال کی طرف۔

۱۵۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شاہِ یمن کی طرف۔(۸۱)

نبی اقدس ﷺ کے مقرر کردہ محصلین

وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہیں نبی کریم ﷺ نے مختلف قبائل اور علاقوں کا انتظام سونپ دیا تھا، جو جزیہ، صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ وصول کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچاتے، یا بیت المال میں جمع کراتے تھے، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔	حضرت صفوان بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنو عمر پر۔
۲۔	حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنو طے و بنو اسد پر۔
۳۔	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مدینہ منورہ پر۔
۴۔	حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنو لیث پر۔
۵۔	حضرت بریدہ بن حضیب السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنو غفار و اسلم پر۔
۶۔	حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بنو سلیم و مزینہ پر۔

Marfat.com

۷۔ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ — بنو کلاب پر۔

۸۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ — بنو جہینہ پر۔

۹۔ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ — بنو سعد پر۔

۱۰۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ — بنو خزارہ پر۔

۱۱۔ حضرت بشیر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ — بنو کعب پر۔

۱۲۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ — شجراح پر۔

۱۳۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — خیبر پر۔

۱۴۔ حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضر موت پر۔

۱۵۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ — یمن پر۔

۱۶۔ حضرت عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ — تیما پر۔

۱۷۔ حضرت ابان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ — بحرین پر۔

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ — بنو زیبان پر۔(۸۱)

نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں نائبین

وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہوں نے مدینہ میں آپ ﷺ کی نیابت کی:

۱۔ حضرت سعد بن عبادہ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — غزوۂ ابواء کے موقع پر۔

۲۔ حضرت سعد بن معاذ الادوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — غزوۂ بواط کے موقع پر۔

۳۔ حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ — غزوۂ عشیرہ کے موقع پر۔

۴۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ — غزوۂ سفوان کے موقع پر۔

۵۔ حضرت ابو البابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ — غزوۂ بدر کے موقع پر۔

۶۔ حضرت اُمّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ — غزوۂ بنو سلیم کے موقع پر۔

Marfat.com

۷۔ حضرت ابو البابہ بشیر بن عبد المنذ ر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غزوۂ بنو قینقاع کے موقع پر۔

۸۔ حضرت ابو البابہ بشیر بن عبد المنذ ر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غزوۂ سویق کے موقع پر۔

۹۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بنو غطفان کے موقع پر۔

۱۰۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ نجران کے موقع پر۔

۱۱۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد کے موقع پر۔

۱۲۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر۔

۱۳۔ حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غزوۂ بدر الصغریٰ کے موقع پر۔

۱۴۔ حضرت سباح بن عرطفہ الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غزوۂ دومتہ الجندل کے موقع پر.

۱۵۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بنو مصطلق کے موقع پر۔

۱۶۔ حضرت نمیلہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خیبر کے موقع پر۔

۱۷۔ حضرت ابو رہم کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتح مکہ کے موقع پر۔

۱۸۔ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غزوۂ تبوک کے موقع پر۔

عمال نبوی ﷺ: (گورنرز)

حضرت باذان بن ساسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ یمن۔

حضرت شہر باذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ صنعاء۔

حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ بحرین۔

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ اخماس یمن۔

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ صنعا۔

حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ کندہ۔

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ عمان۔

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ نجران۔

حضرت یزید بن زید ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ تیما۔

حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ مکہ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ جند۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ مآرب۔

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ والیٔ حضرموت۔ (۸۱)

بیعت عقبہ اولیٰ کے چھ افراد :

عقبہ کے مقام پر یثرب کے ان چھ افراد نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام لائے۔ ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عوف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رافع بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عقبہ بن عامر بن نابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۸۱)

نبی کریم ﷺ کے مدنی نقیب :

ہجرت سے پہلے مدینے کے جن بارہ اصحاب کو نبی کریم ﷺ نے نقیب بنایا تھا۔ ان میں نو خزرج کے تھے اور تین اوس کے اور یہ سب قبائل مدینہ کے رؤسا تھے۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن نشیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ، براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ

Marfat.com

بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رافع بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۸۱)

نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام :

زید بن ثابت، ابورافع اسلم، ثوبان، ابوکبشہ، شقران، رباح، یسا، مدغم، ذکوان، افلح، ابومویہہ، آنسہ، ضمیرہ بن ابی ضمیرہ، عبیداللہ بن اسلم، عبید بن عبدالغفار، فضالۃ الیمانی، ابو عسیب احمر، اسامہ بن زید، افلح ایمن بن ام ایمن، زید بن بولا، سابق، سالم، سلمان فارسی، مہران، ابوعبدالرحمٰن، نافع، واقد، ابواثیلہ، ابوالحمراء، ابوالسمع، ابوعبیدہ، حنین، بدر حاتم باذام، دوس، ردیفع، سعد، سعید، غیلان، کریب، محمد، نابیہ، مکحول، نہیک، نفیع، وردان، ابوصفیۃ، ابوقیلہ، ابوالقیط۔ (۸۱)

نبی کریم ﷺ کے کاتبانِ وحی :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حنظلہ بن الربیع الاسیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نبی کریم ﷺ کے محافظ :

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ذکوان بن عبدِ قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۸۱)

وہ لوگ جن کی شکل وصورت نبی کریم ﷺ سے ملتی تھی:

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سائب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مسلم بن معتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت کابس بن ربیعہ بن مالک السامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۸۱)

نبی کریم ﷺ کے خدّام:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے گھر میں کام کرتے۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کراتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوتے پہناتے۔

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ خچر کی دیکھ بھال کرتے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اسود بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سابق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ہلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مزید ۲۵ حضرات دیگر مختلف کام کرتے تھے۔(۸۱)

عہدِ رسول ﷺ کے مفتی حضرات:

خلفائے اربعہ، عبداللہ بن عوف، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عمار بن یاسر، حضرت حذیفہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت

Marfat.com

ابوالدرداء، حضرت سلمان اور حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

نبی کریم ﷺ کی شگفتہ مزاجی:

آپ ﷺ کی شگفتہ مزاجی میں، ہمیشہ حقیقت کا ذکر ہوتا تھا، اور کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہم سے مزاح (بھی) فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتا'' چنانچہ آیئے ہم ذیل میں سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں شگفتہ مزاجی کے چند ایک واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً:

حضرتِ ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ ہنس مکھ اور خوش طبع تھے۔(۵۱)

اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کوئی بات تبسم کے بغیر نہیں کہتے تھے۔(۱۱۱) لیکن قہقہہ کے ساتھ ہنسنا آپ کا معمول نہیں تھا، چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ کبھی بے خود ہو کر نہیں ہنستے تھے، بلکہ آپ ﷺ کی ہنسی تبسم تھی۔(۷۳) اور حضرتِ مرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو زیادہ ہنسی آتی تو آپ اپنا دستِ مبارک منہ پر رکھ لیتے تھے۔(۵۷)

جنت میں بوڑھیاں......؟

سیدنا حضرتِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! دعا فرمادیجیے کہ میں جنت میں چلی جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں کی ماں! جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی! وہ عورت یہ سن کر رو پڑی، اور کہنے لگی ان میں کیا خرابی ہے؟ جبکہ

Marfat.com

وہ قرآن بھی پڑھتی ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے قرآن (کی آیت) نہیں پڑھی، ''اِنَّا أَنْشَأْنٰهُنَّ إِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا'' (مطلب یہ کہ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہیں جائے گی بلکہ جوان ہو کر جائے گی۔(۵۸)

نبی اُقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ''سچائی پر مبنی مزاح'' فرمانے کے واقعات

(۱) آنکھ میں سفیدی ؟

ایک عورت امِ اُیمن رضی اللہ عنہا نبی اُقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کرنے لگی کہ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا شوہر بیمار ہے اور آپ کو یاد کرتا ہے. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ (مطلب یہ تھا کہ حرقہ چشم ہر انسان کا سیاہی اور سفیدی دونوں ہی پر مشتمل ہوتا ہے) مگر اس عورت نے وہ سفیدی سمجھی کہ جس کے آنکھ پر آجانے سے بینائی جاتی رہتی ہے، چنانچہ وہ عورت واپس گئی اور اپنے شوہر کی آنکھیں کھول کھول کر دیکھنے لگی، شوہر کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ تیری آنکھ میں سفیدی ہے! شوہر نے جواباً کہا کہ: کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوتا ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو؟ تب اس عورت کو بات سمجھ میں آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان سے مذاق کیا ہے۔(۱۷)

(۲) بچوں سے مذاق :

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک لڑکا تھا جسے ابوعمیر کہا کرتے تھے، اس نے ایک نغیر جانور پالا ہوا تھا، جس کا ترجمہ علماً حضرات، لال سے کرتے ہیں، وہ اس سے کھیلا کرتا تھا، وہ مر گیا، جس کی وجہ سے وہ رنجیدہ بیٹھا ہوا تھا، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر گئے، تو اس کو چھیڑنے کے لئے پوچھا : يا أبا عمير ما فعل النغير ؟ اے ابوعمیر وہ نغیر

Marfat.com

کہاں جاتا رہا ؟

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ سب سے بڑھ کر خوش طبع اور خوش مزاج تھے، ایک بار آپ ﷺ نے مجھ کو ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا. میں نے کہا میں تو نہیں جاتا؟ اور دل میں یہ تھا کہ جہاں کا حکم دیا ہے وہاں ضرور جاؤں گا۔ یہ بچپن کا اثر تھا۔ میں وہاں سے نکلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گزر ہوا، اور ان کے ساتھ کھیل میں لگ گیا. اچانک رسولُ اللہ ﷺ نے پیچھے سے آکر گردن پکڑ لی، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم، جہاں میں نے کہا تھا جارہے ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! اے اللہ کے رسول (ﷺ) جا رہا ہوں۔ (۶۰)

(۴) آنحضرت ﷺ، حضرتِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لے کر ان کے سامنے اپنی زبان نکال رہے تھے، اور وہ زبانِ مبارک کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ (۱۷)

اعزا و اقربا اور دوست احباب سے مذاق :

(۱) ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت بدصورت آدمی تھے. جب وہ بیعت کے لئے نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وہاں موجود تھیں. اس وقت تک پردہ فرض نہ ہوا تھا. بیعت کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس دو بیویاں اس سرخ عورت (یعنی: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بھی اچھی ہیں. اگر آپ نکاح کریں تو ایک کو میں آپ کے لئے بھیج دوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اِن سے پوچھا کہ وہ خوبصورت ہیں یا تم؟ انہوں نے کہا کہ میں ان سے کہیں اچھا ہوں! آنحضرت ﷺ اس سوال وجواب سے ہنس پڑے کہ ایسی صورت ہونے پر اپنے آپ کو خوبصورت جانتا ہے؟ (۱۷)

Marfat.com

(۲) ایک بار حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اُقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچے، آپ ﷺ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے. حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کھجوریں کھانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھ آئی ہوئی ہے اور کھجوریں کھا رہے ہو؟ (آنکھ خراب تھی) جس پر حضرت صہیبؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اچھی آنکھ سے کھا رہا ہوں۔ ایک آنکھ تو درست ہے؟ اس پر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

(۳) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (۱۰۶) کہ (رمضان المبارک میں) کھاؤ پیو، یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے ممتاز ہو جائے. یہ آیتِ حکیمہ سن کر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ظاہری معنیٰ سمجھا اور اس پر عمل کرتے ہوئے سفید اور کالا دھاگہ لے کر تکیے کے نیچے رکھ لیا، اور سحری کے وقت اس کو بار بار دیکھنے لگا، جب ان کو الگ الگ نظر آنے لگا تو انہوں نے روزہ بند کر دیا۔ حضورِ اُقدس ﷺ کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ہنس کر فرمایا: اِنَّ وِسَادَتَکَ بِعَرِیْضٍ، یعنی: تیرا تکیہ بہت وسیع ہے کہ اس میں پوری اُفق سم گئی۔

(۴) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ تبوک میں، میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ چمڑے کے چھوٹے سے خیمہ میں تھے، میں نے سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اندر آؤ! میں نے کہا، پوری طرح (خیمہ کے) اندر آؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! پوری طرح اندر آؤ!۔ (۶۱)

خیمہ کے چھوٹے ہونے اور گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے یہ بات عرض کی کہ پوری طرح اندر آؤں؟ اور آپ ﷺ نے مزاح کے طور پر جواب دیا. اسی طرح ایک گاؤں کا باشندہ زاہر بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اُقدس ﷺ کے لئے اکثر دیہات کے تحائف

Marfat.com

لایا کرتا تھا، آپ ﷺ شہر کی چیزیں اس کو خرید کر دیا کرتے تھے، آپ ﷺ بطور مزاح فرمایا کرتے تھے "زاہر ہمارا دیہات ہے اور ہم اس کے شہر ہیں"۔ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت قدرے اچھی نہ تھی، ایک دن وہ اپنا سودا بیچ رہے تھے کہ حضور ﷺ پیچھے سے آئے اور بے خبری سے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس نے کہا: کون ہے؟ مجھے چھوڑ دے! مگر جب کن انکھیوں سے دیکھا تو حضور ﷺ تھے، جس پر وہ اپنی کمر حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے ملنے لگے۔ آپ ﷺ نے (حاضر جوابی سے کام لیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: "یہ غلام کون خریدتا ہے؟"۔ (۵۸)

(۵) خوات بن جبیر انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابنِ کعب کی عورتوں میں مکہ معظّمہ کی راہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا گزر اس طرف سے ہوا تو فرمایا: تم ان عورتوں میں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس اونٹ شریر طبیعت والا ہے، اس کے لئے اِن سے رسّی بٹوا رہا ہوں! آپ ﷺ اپنے کام کو تشریف لے گئے۔ جب وہاں سے واپس لوٹے، تو پھر اس سے ارشاد فرمایا کہ: اس اونٹ نے ابھی تک شرارت نہیں چھوڑی؟ خوات کہتے ہیں کہ مجھے شرم آگئی اور چُپ ہو رہا، اور اس کے بعد جہاں کہیں حضرت (ﷺ) کو دیکھتا شرم کے مارے بھاگ جاتا، یہاں تک کہ مدینہ میں آکر میں مشرف با اسلام ہو گیا۔ ایک روز میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور میری طرف بیٹھ گئے، میں نے لمبی رکعتیں پڑھنی شروع کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: طویل نماز مت پڑھو میں تمہارا منتظر ہوں! جب میں نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹ نے اب تک شرارت نہیں چھوڑی؟ میں مارے شرم کے کچھ نہ کہہ سکا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے، مگر میرا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ سے بھاگتا پھرتا تھا، ایک روز آپ ﷺ گدھے پر سوار مجھے ملے، آپ ﷺ نے دونوں پاؤں ایک

Marfat.com

ہی طرف کو رکھے ہوئے تھے، فرمایا کہ: اے ابو عبداللہ! اب تک اونٹ نے شرارت چھوڑی کہ نہیں؟ میں نے عرض کیا! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو رسول برحق کیا ہے، جس روز سے مسلمان ہوا ہوں اس روز سے کبھی بدذاتی نہیں کی. آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! الٰہی اس شخص کو ہدایت عطاء فرما. اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی اور بڑے اچھے مسلمان ثابت ہوئے (۱۷)۔

(٦) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوکر درخواست کی کہ اُسے کوئی سواری کا جانور عطاءَ فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم تمہیں اونٹنی کا بچہ دیں گے! اس نے کہا حضرت ﷺ! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ (کیونکہ سواری کے لئے بچہ تو کام نہیں دے سکتا) آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے؟ (۵۸)

اہل خانہ و اہل بیت کے ساتھ مذاق :

(۱) حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ تمام بیویوں سے کم عمر تھیں تو آپ ﷺ ان کی عمر کے موافق ان سے دل لگی، دل جوئی فرمایا کرتے تھے. چنانچہ حضور ﷺ ان کے ساتھ دوڑے بھی ہیں، چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچی اور چھریرے بدن (ہلکے جسم) کی تھیں اور حضور اکرم ﷺ بڑی عمر کے تھے، آپ ﷺ کا جسم بھاری ہو چکا تھا. اس لئے اس دوڑ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورِ اکرم ﷺ سے آگے نکل گئیں. کچھ عرصہ کے بعد حضور اُقدس ﷺ پھر ایک مرتبہ ان کے ساتھ دوڑے، اس مرتبہ حضورِ اُقدس ﷺ آگے نکل گئے، کیونکہ اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بدن بھاری ہو گیا تھا اس وقت حضورِ اکرم ﷺ سے آگے نہ نکل سکیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم پہلے آگے نکل گئیں تھیں۔ (٦٢)

Marfat.com

اسی طرح حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ (اسی اثناء میں) انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بلند آواز سنی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارنے لگ گئے، اور کہا کہ (آئندہ) میں نبی اُقدس ﷺ کے سامنے تیری بلند آواز نہ سنوں! حضور ﷺ حضرت ابوبکر کو روکتے رہے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے گئے تو حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: کیا خیال ہے تیرا میرے بارے میں؟ کیسے میں نے تجھے مرد (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بچایا؟ کچھ دنوں بعد دوبارہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضری کی اجازت چاہی تو دونوں (حضور ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو رضامند اور خوش دیکھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کریں، جس طرح آپ ﷺ نے مجھے اپنی جنگ میں شامل کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک ہم نے (ایسا) کر دیا، بے شک ہم نے (ایسا) کر دیا۔ (۵۸)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ایک روز آپ ﷺ میرے گھر میں تھے اور (اُم المومنین) حضرتِ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھیں. میں نے قلیہ تیار کیا، اور سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ کھاؤ! انہوں نے کہا کہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا، میں نے کہا کھاؤ تو کھاؤ؟ ورنہ تمہارے منہ پر مل دوں گی. انہوں نے کہا میں تو نہیں کھاؤں گی! میں نے پیالہ میں سے لے کر ان کے منہ پر مل دیا. آنحضرت ﷺ ہم دونوں کے بیچ میں بیٹھے تھے، اپنا پاؤں ہٹا لیا تاکہ وہ بھی اپنا بدلہ مجھ سے لیں۔ انہوں نے

Marfat.com

بھی پیالے میں ہاتھ ڈال کر میرے منہ پر پھیر دیا آپ ﷺ بیٹھے ہنستے رہے۔(۱۷)

(۳) ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ نبی اُقدس ﷺ مزاح بھی کیا کرتے تھے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کیا کرتے تھے! اس نے پوچھا کس طرح کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ایک روز آپ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کسی کو ایک (کپڑے کا) تھان دیا، اور ارشاد فرمایا کہ اس کو پہنو اور خدا کا شکر ادا کرو، اور اس میں سے دلہن کے دامن بناؤ۔(۱۷)

(۴) کسی دعوت کی محفل میں نبی اُقدس ﷺ مع دیگر صحابہ کرامؓ، چھوہارے کھا رہے تھے اور گٹھلیاں حضرت علیؓ کے سامنے پھینکتے جاتے تھے. کھا چکنے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اُف! آپ اتنے چھوہارے کھا گئے کہ گٹھلیوں کا انبار لگا پڑا؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور ﷺ ہی کی آغوش کے تربیت یافتہ تھے۔ انہوں نے برجستہ کہا کہ دیکھنے والا یہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ میں نے گٹھلیاں چھوڑ دی ہیں۔ جن کے سامنے گٹھلیاں نہیں ہیں وہ شاید گٹھلیوں سمیت ہی کھا گئے ہیں۔

احباب واصحاب رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کے ساتھ مذاق کرنا:

حضرت نعیمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خوش مزاج صحابی تھے، مدینہ منورہ میں جب کبھی دودھ یا کوئی چیز آتی تو اس میں سے خرید کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لاتے اور کہتے کہ حضرت یہ چیز میں نے آپ ہی کے لئے مول لی ہے، اور ہدیہ لایا ہوں. جب اس چیز کا مالک دام مانگتا تو اس کو بھی آپ ﷺ کی خدمت میں لاتا اور عرض کرتا کہ حضرت! فلاں چیز کے دام اس کو عنایت فرما دیجئے! آپ ﷺ فرماتے، تو نے تو ہدیہ دی تھی؟ عرض کرتا میرے پاس دام نہ تھے مگر میرا دل یوں چاہتا کہ آپ ﷺ اس کو کھائیں، اس لئے

Marfat.com

خرید کر کے لے آیا تھا، آپ ﷺ ہنس کر دام دلوا دیتے۔(۵۷)

واضح رہے کہ، اس طرح کے مطالبات کبھی کبھار تو جائز ہو سکتے ہیں، مگر ان پر دوام بُرا ہے۔ اس لئے احتیاط کرنی چاہیئے۔

نبی اُقدس ﷺ کی مبارک ہنسی !

(۱) حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں کہ اس کو دربارِ الٰہی میں حاضر کیا جائے گا، اس کے لئے حکم ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کئے جائیں، اور بڑے بڑے گناہ مخفی رکھے جائیں. جب اس پر چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے کہ تونے فلاں دن فلاں گناہ کئے ہیں......تو وہ اقرار کرے گا، کیونکہ انکار کی تو گنجائش ہی نہ ہوگی. اور اپنے دل میں وہ نہایت خوف زدہ ہوگا کہ ابھی تو صغائر ہی کا نمبر ہے، کبائر پر دیکھیں کیا گزرے گی؟ اس دوران میں یہ حکم ہوگا کہ اس کو ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جائے! تو وہ شخص حکم سنتے ہی خود بولے گا کہ میرے تو ابھی بہت سے گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں آتے. حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اس کا مقولہ نقل فرما کر ہنسے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے۔ ہنسی اس بات پر تھی کہ جن گناہوں کے اظہار سے ڈر رہا تھا اِن کے اِظہار کا خود طالب بن گیا۔(۵۸)

(۲) حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اُقدس ﷺ غزوۂ خندق کے دن ہنسے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے. حضرتِ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ، کس بات پر ہنسے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ایک کافر ڈھال لئے ہوئے تھا اور سعدؓ،

Marfat.com

گو بڑے تیر انداز تھے، لیکن وہ اپنی ڈھال کو اِدھر اُدھر کر لیتا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی پیشانی کا بچاؤ کر رہا تھا. گویا مقابلہ میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تیر لگنے نہیں دیتا تھا۔ (حالانکہ حضرتِ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور تیر انداز تھے) سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ تیر نکالا اور اس کو کمان میں کھینچ کر انتظار میں رہے، جس وقت اس نے ڈھال سے سر اٹھایا فوراً ایسا تیر لگایا کہ پیشانی سے چوکا نہیں، اور وہ فوراً گر گیا، ٹانگ بھی اوپر کو اُٹھ گئی۔ بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ پر ہنسے۔ (۵۸)

نبیٔ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسی مزاح فرمانے کی حکمتیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسی مزاح فرماتے تھے، اس میں بہت سی حکمتیں تھیں، ذیل میں چند ایک کا تذکرہ پیشِ خدمت ہے:

۱۔ ایک حکمت تو تطیبِ قلبِ اصحاب تھی، کیونکہ جائز طریقوں کے تحت دوستوںؓ کا دل خوش کرنا بھی عبادت میں شامل ہے۔

حضرت مولانا فتح محمدؒ، ایک مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ کی خدمت میں بڑی دیر تک بیٹھے اور باتیں کرتے رہے، آخر میں حضرت سے عرض کیا کہ آج تو میں نے حضرت کا بہت وقت ضائع کیا؟ حضرت کی عبادت میں خلل ڈالا؟ حاجی صاحبؒ نے فرمایا: تو کیا نفلیں پڑھنا ہی عبادت ہے؟ دوستوں سے باتیں کرنا عبادت نہیں؟ یہ تم نے کیا کہا کہ وقت ضائع کیا؟ نہیں! بلکہ یہ سارا وقت عبادت میں گزرا۔

اسی طرح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صبح کی نماز کے بعد بعض دفعہ مصلے پر بیٹھے رہتے اور اشراق کے وقت تک دوستوں سے باتیں کرنے میں مشغول رہتے تھے، عامی تو یہ سمجھتا ہوگا کہ یہ وقت عبادت سے خالی گزرا، مگر مولاناؒ اس کو بھی عبادت ہی میں شمار فرماتے

Marfat.com

تھے، کیونکہ تطییبِ قلبِ مؤمن بھی عبادت ہے. اسی لئے ایک حکمت تو آپ ﷺ کے مزاح میں صحابہ کرامؓ کی دلداری کی تھی۔

۲ ۔ دوسری حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اقدس ﷺ کو رعب وجلال اس درجہ عطاً فرمایا تھا کہ شاہِ ہرقل وکسریٰ اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے آپ ﷺ کے نام سے تھرتھراتے تھے. چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نصرت بالرعب میسرۃ شھر" اللہ تعالیٰ نے میری مدد رعب سے بھی کی ہے، جو ایک مہینہ کی مسافت تک پہنچا ہوا ہے. یعنی اس مخلوق پر بھی آپ ﷺ کا رعب طاری تھا جو بقدر ایک مہینہ کی مسافت تک آپ ﷺ سے دُور تھے، پاس والوں کا تو ذکر ہی کیا، اور حضور ﷺ تو بڑی چیز ہیں۔ آپ ﷺ کے تو غلاموں (صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ناموں سے بھی سلاطین کانپتے تھے۔

۳ ۔ مگر چونکہ آپ ﷺ صرف سلطان ہی نہ تھے بلکہ رسول بھی تھے، اور رسول کا کام ہے، امت کی ظاہری اور باطنی اصلاح کرنا، جس کے لئے افادہ واستفادہ کی ضرورت ہے، اس طرح کہ مستفدین کا دل مربی سے کھلا ہوا ہو، تاکہ وہ بے تکلف اپنی حالت کو ظاہر کر کے اصلاح کر سکیں، اور جس قدر رعب وجلال اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطاً فرمایا تھا وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو استفادہ سے مانع ہوتا تھا، اس لئے حضور ﷺ کبھی کبھار اسی مصلحت کے پیشِ نظر مزاح فرماتے تھے کہ صحابہ کرامؓ کے دل کھل جائیں اور وہ ہر وقت مرعوب رہ کر اپنے دل کی باتوں کو بیان کرنے سے نہ رکیں۔ اور یہ بات قطعاً غیر صحیح ہے کہ ہر مزاح خلافِ وقار ہوتا ہے۔ خلافِ وقار صرف وہ مزاح ہے جس میں کوئی مصلحت وحکمت نہ ہو. اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کے مزاح سے آپ کے وقار وعظمت میں کمی نہ آتی تھی، بلکہ صرف اس کا اثر یہ تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب میں انشراح پیدا ہوتا اور وہ انقباض جاتا رہتا تھا جو غایتِ رعب کی وجہ سے قلوب میں عادتاً پیدا

Marfat.com

ہوتا ہے، جس کا ثمرہ یہ تھا کہ قلوب میں آپ ﷺ کی محبت جاگزیں ہوتی تھی۔ اگر آپ ﷺ مزاح نہ فرماتے تو صحابہ کرامؓ کے اوپر قائم، آپ ﷺ کے وقار وعظمت میں کچھ بھی کمی نہ ہوتی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اس میں اضافہ ہوجاتا۔ کیونکہ پہلے وقار وعظمت کا منشأ صرف خوف تھا، اب محبت اور خوف دونوں مل کر کام کرنے لگے۔ اگر کوئی یوں کہے کہ مزاح سے تو خوف زائل ہوجاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا وہاں ہوتا ہے، جہاں مزاح کرنے والے میں شانِ رعب کم ہو اور وہ مزاح کثرت سے کرے، اور اگر شانِ رعب بہت زیادہ ہو جیسا کہ نبی اُقدس ﷺ کے بارے میں احادیثِ طیبات میں وارد ہے، اور مزاح بھی کثرت سے نہ ہو تو اس صورت میں مخاطب بے خوف نہیں ہوسکتا ہے۔ حضراتِ صحابہ کرامؓ کے قلوب میں حضورِ اُقدس ﷺ کی عظمت کس درجہ تھی؟ اور جب کبھی کسی بات پر آپ ﷺ کو غصہ آجاتا تو صحابہ کرامؓ کی کیا حالت ہوتی تھی؟ یہاں تک کہ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے قوی القلب، شجاع بھی تھرتھرا جاتے تھے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عاجزانہ التجأ کرنے لگتے تھے، یہ بات دنیا کا ہر ہر شخص بخوبی جانتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باہم مذاق!

(۱) حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرب کے ایک رئیس نے درخواست کی کہ مجھے بصرہ میں مکان بنوانا ہے، اس لئے مجھے سالم کھجور کے بیس ہزار درخت تعمیرِ مکان کے سلسلے میں درکار ہیں، ان کی بہم رسانی میں میری مدد فرمائی جائے. آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی پشت پر لکھوایا، کیا تم بصرہ میں گھر بنانا چاہتے ہو یا بصرہ کو اپنے گھر میں بسانا چاہتے ہو؟ ۔

(۲) امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی کہ حضورؓ مجھے فلاں شخص نے دھوکہ دیا ہے. لہٰذا میری حق رسی فرمائیں؟

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جا بھاگ جا! کیونکہ نبی اَقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ چھوٹے قد کے آدمی کسی سے دھوکہ نہیں کھاتے، چونکہ تو بھی چھوٹے قد کا ہے، اس لئے تو ہرگز دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ اس آدمی نے کہا نبی کریم ﷺ کا فرمان سر آنکھوں پر، اور حضور کا ارشاد بھی اپنی جگہ صحیح، لیکن حضور جس شخص نے مجھے دھوکہ دیا ہے وہ مجھ سے بھی چھوٹے قد کا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسکرائے اور جانبین کے درمیان مناسب فیصلہ بھی کر دیا۔ (۶۳)

علمائے حق، اور بزرگانِ دین کا مذاق

بھول اور یاد ؟

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ نے حضرت ہشام کلبیؒ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار حافظہ کی تیزی کا ثبوت بھی ایسا دیا کہ شاید ہی کسی نے دیا ہو؟ اور ایک مرتبہ مجھ سے بھول بھی ایسی ہوئی کہ شاید کسی سے نہ ہوئی ہو؟ میرے حافظہ کی تیزی کا عالم تو یہ ہے کہ میں نے قرآنِ حکیم صرف تین دنوں میں یاد کر لیا تھا۔ اور بھول ہوئی تو ایسی کہ ایک دن میں خط بنانے بیٹھا، داڑھی کو مٹھی میں لے کر نیچے کے بال کاٹنا چاہتا تھا، مگر بدحواسی میں مٹھی سے اوپر کے بال کاٹ ڈالے، اور پوری داڑھی ہاتھ میں آ گئی۔ (۴۶)

صبر و شکر کے مناظر:

عمران بن حطان خارجی فرقے کا ایک مشہور و معروف فصیح و بلیغ شاعر گزرا ہے، اس کی ذہانت و ذکاوت کے بہت سے واقعات مشہور ہیں، ان میں سے ایک علامہ زمخشریؒ نے نقل کیا ہے کہ: وہ بے انتہا سیاہ فام اور بدصورت شخص تھا، اور وہ جتنا بدصورت تھا اس کی بیوی اتنی ہی خوبصورت تھی۔ ایک دن وہ بہت دیر تک اس کے چہرے کو بیٹھی دیکھتی رہی اور پھر

Marfat.com

اچانک اس نے کہا، الحمد للہ! عمران نے پوچھا: کیا بات ہے؟ تم نے کس بات پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہی ہے؟ بیوی نے کہا: میں نے اس بات پر خدا کا شکر ادا کیا ہے کہ ہم دونوں جنتی ہیں۔ عمران نے پوچھا: وہ کیسے؟ کہنے لگی: اس لئے کہ تمہیں مجھ جیسی بیوی ملی، تم نے اس پر شکر ادا کیا، اور مجھے تم جیسا شوہر ملا، میں نے اس پر صبر کیا، اور اللہ تعالیٰ نے صابر وشاکر دونوں کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (۵۹)

(۱) حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک قاری صاحب ساڈھورہ کے رہنے والے مجھ سے بیان کرتے ہیں کہ منیۃ المصلی پڑھنے کے زمانہ میں، میں جماعت میں شریک تھا، امام کو قاعدہ میں دیر ہوگئی تو قاری صاحب کیا کہتے ہیں؟ قُم یعنی: کھڑے ہو جاؤ! حالانکہ جب امام بھول جائے تو مقتدی کو صرف لفظ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا چاہیئے۔ امام صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ قاری صاحب بڑے خوش، کہ جناب! عربی زبان پڑھنے سے فائدہ ہوگیا کہ بات بھی کہہ دی اور نماز بھی فاسد نہ ہوئی۔ سلام کے بعد اُن امام صاحب نے کہا کہ یہ کون تھا؟ قُم کہنے والا! اس نے بڑے فخر کے ساتھ کہا کہ جی! میں تھا! سمجھے کہ بڑی تعریف ہوگی؟

امام صاحب نے ڈانٹا کہ بولنے سے تو نماز فاسد ہوگئی۔ اس نے کہا کہ جی میں بولا کہاں؟ میں نے تو عربی میں کہا! اس کے نزدیک عربی میں بولنا تو بولنا ہی نہیں۔ (۶۴)

دُم دار آدمی:

(۲) ایک مرتبہ ایک طالبِ علم عیال دار تھے، یعنی، اِن کی شادی نہیں ہوئی تھی، لیکن بہت سے متعلقین اِن کے ذمہ تھے، ایک شخص نے عرض کیا، حضرت! وہ عیال دار بھی ہیں؟ مزاح میں فرمایا کہ: عیال دار تو ہیں! مگر دُم دار نہیں ہیں، (یعنی: بیوی نہیں ہے)۔ (۶۴)

Marfat.com

بہشتی عمامہ :

(۳) ایک صاحب نے کہا کہ عورتیں بہشتی زیور کو اس لئے اور بھی پسند کرتی ہیں کہ اس کی عبارت بہت آسان ہے. فرمایا : جی ہاں! اگر عبارت مشکل ہوتی تو وہ بہشتی زیور کیا ہوتا؟ بہشتی عمامہ ہوتا! پیچ در پیچ۔(۶۴)

عقل مند نحوست :

(۴) ایک مرتبہ فرمایا کہ بعض لوگ مُردوں کی چیزوں کا استعمال کرنا نحوست سمجھتے ہیں مگر مُردے کی جائیداد کسی کو نہیں دیتے، اس میں نحوست نہیں آتی؟ کپڑے اگر نئے بھی مُردے کے ہوں تو وہ بھی دے ہی ڈالتے ہیں۔ مزاح میں فرمایا کہ: نحوست بھی عقل مند ہے کہ کم قیمت کی چیزوں میں گھستی ہے۔(۶۴)

باپ اور پاپ :

(۵) فرمایا کہ (اولاد کو) آزاد چھوڑ دینے والے بے پرواہ کو باپ کہتے ہیں۔ درحقیقت ایسا شخص باپ نہیں بلکہ بیٹے کے حق میں پاپ ہے۔(۶۵)

کھانسی کو جھانسی ......!

(۶) ایک مرتبہ حضرت مولانا حاجی محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ (خلیفۂ ارشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) نے دریافت فرمایا کہ حضرت کو کھانسی تھی؟ اب کیا حال ہے۔ تو جواباً تحریر فرمایا کہ اس کو جھانسی بھیج دیا ہے۔(۶۵)

کھٹمل اور جھٹمل :

(۷) پاس بیٹھے ہوئے کسی شخص نے گریبان پر کھٹمل چلتا ہوا دیکھ کر کہا، حضرت!

Marfat.com

کھٹمل؟ ارشاد فرمایا: جھٹ مل! (٦٥)

تَولیہ، تُولیا:

(٨) اسی طرح ایک مرتبہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد خادم سے فرمایا: رومال لے آؤ! اس نے کہا، حضرت رومال نہیں تَولیہ ہے؟ فرمایا: تَولیہ، تُولیا! (٦٥)

خطرہ اور قطرہ:

(٩) ایک طالبِ علم نے غلبۂ خشیت میں لکھا کہ مجھے سخت خطرہ ہے. تو جواباً تحریر فرمایا کہ یہ خطرہ تو بحرِ معرفت کا قطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دریا کردے۔ آمین! (٦٥)

تہذیب اور تعذیب:

(١٠) فرمایا کہ نئی تہذیب، تہذیب نہیں تعذیب ہے، اور آج کل تو قومی ہمدردی، ہمدردی نہیں، ہمہ دردی ہے۔ (٦٥)

شوخیِ مزاج، روح کے زندہ ہونے کی دلیل ہے:

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں امداد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مزاج میں شوخی دلیل ہے روح کے زندہ ہونے، اور نفس کے مُردہ ہونے کی، اور متانت دلیل ہے روح کے مُردہ ہونے، اور نفس کے زندہ ہونے کی۔ اس لئے اکثر اہل اللہ شوخ مزاج، یعنی زندہ دل ہوتے ہیں۔ (٦٥)

اسلام میں تفریح کا حکم:

اسلام نے انسانی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر احکامات نازل کئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے تفریح کا سامان بھی مہیا کیا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ

Marfat.com

اس تفریح میں کسی کی دل آزاری مقصود نہ ہو۔ پھر یہ حکم بھی دیا کہ انسان مستعد ہو اور اپنی صحت پر بھی توجہ دے اور ماحول پر بھی۔ صحت کے حوالے سے چست رہنے کا حکم ہے اور ماحول کو بہتر بنانے کے لئے ایک طرف تو اخلاقیات کی تعلیم دی ہے تو دوسری جانب ان تمام مشاغل کو جاری رکھنے کا حکم دیا ہے جو صحت مند ماحول کے لئے ضروری ہیں،

مثلاً : تیراندازی اور گھڑ سواری۔ اسی طرح مزاح کی بھی اجازت ہے، بشرطیکہ اس میں کسی کی دل آزاری نہ ہو، اور بات خلافِ واقعہ نہ ہو۔ (٦٦)

ان تمام واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ایک دین فطرت ہے، جو انسان کو معتدل مزاج رکھتا ہے۔ جہاں پر عبادت کا حکم ہے وہاں زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر بھی بھر پور توجہ دی گئی ہے۔

آپ ﷺ کے (محمدیؐ) ہونے کا طریقہ

نبی اقدس ﷺ کا ہونے کے لئے، خالص محمدیؐ بننے کے لئے، سچا عاشقِ رسولؐ بننے کے لئے، آپ ﷺ کی سنتوں، آپ ﷺ کی اداؤں، اور آپ کی عاداتِ طیبات سے دلی محبت ضروری ہے۔ خود نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ. (١٨)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی آدمی بھی اس وقت تک کامل ایمان دار نہیں بن سکتا، جب تک کہ اس کی تمام خواہشات اس دین کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لے کر آیا ہوں''۔

مگر افسوس ہم آج دین کے تابع نہیں رہے، بلکہ اپنی نفسی خواہشات کے تابع ہیں۔ اسلام کی خواہشات پر کوئی عمل نہیں کرتا، سب اپنی خواہشات پوری کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اے میرے بیٹے (انس بن

Marfat.com

مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اگر تجھ سے ہو سکے تو) صبح و شام اس حالت میں بسر کیا کر کہ، تمہارے دل میں کسی شخص کے متعلق کینہ نہ ہو، تو ایسا ہی کیا کر"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہی میری سنت ہے۔ اور جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا"۔ (۱۹)

ایک غلام، ایک عاشقِ رسول کو نبی اُقدس ﷺ کی ہمراہی، اور وہ بھی جنت میں نصیب ہو جائے تو اس سے بڑھ کر کیا سعادت اور کامیابی ہوگی؟ مگر اس کے لئے صرف زبانی محبت ہی کافی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی سنتوں سے قلبی محبت اور دل و جان سے ان پر عمل پیرا ہونا لازم ہے، جو پوری طرح ہمارے اختیار میں ہے۔

لہٰذا! نبی اُقدس ﷺ کی اتباع اور تابعداری کا ہار گلے میں ڈالیں، اور آپ ﷺ کی محبت دل میں بسائیں، پھر دیکھیں کہ راہِ سنت پر چلنا کس قدر آسان ہوتا ہے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ نے فرمایا ہے کہ:

محبت کی کشش اب راہبر معلوم ہوتی ہے
جدھر جاتا ہوں ان کی راہ گزر معلوم ہوتی ہے
رگ و پئے میں ہے ساری لذتِ دردِ جگر پھر بھی
طبیعت تشنۂ دردِ جگر معلوم ہوتی ہے
جہاں تک بھی نظر جاتی ہے جلوہ گاہِ ہستی میں
محبت ہی محبت جلوہ گر معلوم ہوتی ہے

اصل زندگی کیا ہے؟

یقین کیجیئے! اصل زندگی وہی ہے جو سنت کے مطابق ہو، نبی اُقدس ﷺ کی اداؤں

Marfat.com

سے آراستہ ہو۔اس مقصد کے لئے نبی کریم ﷺ کے خصائلِ حمیدہ کا مطالعہ کیجیے !اور آپ ﷺ کی ایک ایک عادتِ طیبہ کو اختیار کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کو اپنا بنا لیجیے !اور ان اشعار کا بھی استحضار رکھیے:

یہ حقیقت ہے کہ جینا وہی جینا ہوگا
جب میرے پیشِ نظر نبیؐ کا مدینہ ہوگا
آنکھ جب روضۂ اُقدس کی جھلک دیکھے گی
اے خدا ! کیا مبارک وہ مہینہ ہوگا
چومتا ''نقش قدم'' ان کے پھروں گا ہر سو
کیسا ''پُر کیف ''یہ جینے کا'' قرینہ'' ہوگا
نغمہ'' صلِّ علیٰ ''ہوگا لبوں پر جاری
اور ماتھے پہ ندامت کا '' پسینہ '' ہوگا

اتباع میں کوتاہی ہو جائے، کہیں غلطی ہو جائے، کوئی سنت چھوٹ جائے، تو مایوس نہ ہوں بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، اپنا عہد تازہ کریں اور عمل شروع کر دیں۔

دعاء کریں، اور زندگی بھر یہی کرتے رہیں، اس طرح ایک نہ ایک دن اللہ کی معرفت اور نبی کریم ﷺ کی محبت حاصل ہو جائے گی، انشاءاللہ! کام بن جائے گا۔

قرآن کریم کا عملی نمونہ:

نبی کریم ﷺ قرآن حکیم کا چلتا پھرتا عملی نمونہ ہیں، آپ ﷺ کا نقش قدم تھامنا، قرآن کریم پر عمل کرنا ہے، اور نمونہ دیکھ کر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس نے قرآن حکیم کے مطابق زندگی گزارنے کا ایک محبوب نمونہ بھی عطاء فرمایا ہے۔اسی لئے اقبال کہتا ہے :

Marfat.com

؎ کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح وقلم تیرے ہیں

نبی کریم ﷺ کے معجزات :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اندھے کوڑھی کو تندرست کرنے، اور مُردوں کو زندہ کرنے کا جو معجزہ عطا فرمایا تھا، یہ اتنا حیرت انگیز نہیں، جتنا کہ نبی کریم ﷺ کے معجزات ہیں :

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ آنکھ جو باہر نکل پڑی تھی، وہ دوبارہ اپنی جگہ لوٹائی، تو وہ پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ہوگئی۔

اسی طرح حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی برص میں مبتلا تھیں، وہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس کی شکایت لائیں، حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کی لکڑی سے برص کے مقام پر ملا، اس کی برکت سے حق تعالیٰ نے برص کو دور فرمادیا۔

مواہب الدنیہ میں علامہ فخر الدین رازیؒ سے اور بیہقی دلائل النبوۃ میں یہ قصہ منقول ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اس وقت ایمان لاؤں گا جب میری مری ہوئی لڑکی کو آپ دوبارہ زندہ فرمادیں گے؟ آپ ﷺ نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر آواز دی "اے فلاں بنت فلاں" اسی وقت لڑکی قبر سے نکل کر کہنے لگی : لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. (الیٰ آخرہٖ)

نبی اَقدس ﷺ کا مُردوں کو زندہ فرمانا متعدد مرتبہ واقع ہوا ہے۔ نیز پتھروں اور کنکریوں کا آپ ﷺ کے دستِ اَقدس پر تسبیح کرنا اور حجر اسود کا آپ ﷺ کو سلام کرنا اور استین حنانہ کا آپ ﷺ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا مُردوں کے کلام سے زیادہ اتم وابلغ ہے۔ رہا حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا؟ تو ہمارے نبی کریم ﷺ

Marfat.com

کو شبِ معراج میں اس سے کہیں زیادہ بلند و بالا مقامات پر لے جایا گیا، جہاں تک کسی کو بھی نہیں لے جایا گیا۔

علاوہ ازیں! آپ ﷺ کو مزید درجاتِ عالیہ سے مخصوص فرمایا گیا، مثلاً: خلوتِ مقدسہ میں مناجات کا سننا، اور قسم قسم کے مشاہدات و کرامات سے سرفراز ہونا وغیرہ۔ الحاصل تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو جتنے بھی فضائل و کمالات اور معجزات عطا کئے گئے تھے وہ تمام نبی اقدس ﷺ کی ذات ستودہ صفات میں بدرجۂ اتم موجود ہیں، جیسا کہ شاعر کا شعر ہے:

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات . آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۔(۶۸)

نبی کریم ﷺ کا اندازِ گفتگو :

حضرتِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ہند بنت ابی ہالہ سے دریافت کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے کلام فرمانے، سکوت فرمانے اور قوت گویائی کے بارے میں بتایئے؟ تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ فکرمند اور غمزدہ رہتے تھے۔ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے، آپ کی خاموشی دراز ہوتی۔ کلام کی ابتدا اور اختتام کنج دہن سے فرماتے۔ یعنی لفظوں کو اپنے دہن مبارک سے تمام و کمال اور درست نکالتے، اور شکستہ و ناقص کلام نہ فرماتے، اور آپ کا تکلم "جوامع الکلم" یعنی لفظ مختصر اور معانی بکثرت رکھتے تھے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَاُخْتُصِرَ لِیَ الْکَلَامُ.(۶۸)

ترجمہ: "مجھے جوامع الکلم دیا گیا اور کلام کو میرے لئے مختصر رکھا گیا ہے"۔

آپ ﷺ جب غصہ فرماتے تو اپنا چہرۂ انور اور پہلوئے مبارک اس طرف سے پھیر لیتے، اور جب خوشی و مسرت کا اظہار فرماتے اور کسی چیز سے محظوظ ہوتے، تو آنکھوں کو بند فرما لیتے۔ آپ کی اکثر ہنسی تبسم سے ہوتی، اور تبسم میں دندان مبارک، صفا لطافت اور

Marfat.com

آب وتاب میں اولے کی مانند چمکنے لگتے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْزَنُ لِسَانَهُ اِلَّا فِيْمَا يَعْنِيْهِ. (٦٨)

یعنی، نبی کریم ﷺ اپنی زبان مبارک بند رکھتے اور اس کی حفاظت فرماتے، مگر اس چیز میں اور اس بات میں جو مفید و سود مند ہوتی۔

نبی اقدس ﷺ کے اخلاقِ عالیہ اور شمائل

نبی اقدس ﷺ کے اخلاقِ عالیہ، اوصافِ حمیدہ اور خصائل شریفہ کا ذکر حضرت ہند ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی پیارے اور جامع انداز میں اس طرح بیان فرمایا ہے :

''نبی اکرم ﷺ ہر وقت آخرت کی فکر میں اور آخرت کی سوچ میں رہتے، اس کا ایک تسلسل قائم تھا کہ کسی وقت آپ ﷺ کو چین نہیں ہوتا تھا۔ اکثر طویل سکوت اختیار فرماتے، بلاضرورت کلام نہ فرماتے۔ گفتگو کا آغاز فرماتے تو دہن مبارک سے اچھی طرح الفاظ ادا فرماتے، (یعنی: متکبروں کی طرح بے توجہی و بے نیازی کے ساتھ ادھورے الفاظ استعمال نہ فرماتے) اور اسی طرح اختتام فرماتے۔ آپ ﷺ کی گفتگو اور بیان بہت صاف، واضح اور دوٹوک ہوتا، نہ اس میں غیر ضروری طوالت ہوتی نہ زیادہ اختصار۔

آپ ﷺ نرم مزاج و نرم گفتار تھے، درشت خو اور بے مروّت نہ تھے، نہ کسی کی اہانت کرتے، نہ ہی اپنے لئے پسند فرماتے۔ نعمت کی بڑی قدر کرتے اور اس کو بہت زیادہ جانتے، خواہ وہ کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہوتی؟ اس کی بُرائی نہ فرماتے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی برائی کرتے نہ تعریف۔ دنیا اور دنیا سے متعلق جو بھی چیز ہوتی، اس پر آپ ﷺ کو کبھی غصہ نہ آتا، لیکن جب اللہ تعالیٰ کے حق کو پامال کیا جاتا تو اس وقت آپ ﷺ کے جلال

Marfat.com

کے سامنے کوئی چیز نہ ٹھہر سکتی تھی، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کا بدلہ لے لیتے۔آپ ﷺ کو اپنی ذات کے لئے نہ غصہ آتا نہ اس کے لئے انتقام لیتے۔جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ کے ساتھ اشارہ فرماتے۔ جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو اس کو پلٹ دیتے۔گفتگو کرتے وقت داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ملاتے۔غصہ اور ناگواری کی بات ہوتی تو رُوئے انور اس طرف سے بالکل پھیر لیتے اور اعراض فرمالیتے۔خوش ہوتے تو نظریں جھکا لیتے،آپ ﷺ کا ہنسنا زیادہ تر تبسم تھا جس سے آپ ﷺ کے دندان مبارک جو بارش کے اولوں کی طرح پاک و شفاف تھے ظاہر ہوتے''(٦٩)۔

نبی کریم ﷺ کا خلقِ عظیم :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں : کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ قرآن حکیم سارا آپ ﷺ کے اخلاق سے بھرا ہوا ہے۔

حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ:آپ ﷺ طبعاً بد کلامی اور بے حیائی و بے شرمی سے دور رہتے تھے،اور تکلفاً بھی ایسی کوئی بات آپ ﷺ سے سرزد نہیں ہوتی تھی، بازاروں میں آپ ﷺ کبھی آواز بلند نہ فرماتے۔برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے، بلکہ عفو و درگزر کا معاملہ فرماتے۔

آپ ﷺ نے زندگی بھر کسی پر کبھی دست درازی نہ فرمائی،سوائے اس کے کہ جہاد فی سبیل اللہ کا موقع ہو۔کسی خادم یا عورت پر آپ ﷺ نے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔میں نے آپ ﷺ کو کسی ظلم و زیادتی کا انتقام لیتے کبھی نہیں دیکھا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی خلاف ورزی نہ ہو،اور اس کی حرمت و ناموس پر آنچ نہ آئے۔

ہاں!اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو پامال کیا جاتا اور اس کے ناموس پر حرف آتا تو آپ

Marfat.com

ﷺ اس کے لئے ہر شخص سے زیادہ غصہ ہوتے۔ دو چیزیں سامنے ہوتیں تو ہمیشہ آسان چیز کا انتخاب فرماتے۔ جب اپنے دولت خانہ پر تشریف لے جاتے تو عام انسانوں کی طرح نظر آتے۔ اپنے کپڑوں کو صاف کرتے، بکری کا دودھ دوہتے اور اپنی سب ضرورتیں خود انجام دیتے۔

اپنی مبارک زبان محفوظ رکھتے! اور صرف اسی چیز کے لئے کھولتے جس سے آپ ﷺ کو کچھ سروکار ہوتا۔ لوگوں کی دلداری فرماتے اور ان کو متنفر نہ کرتے۔ کسی قوم و برادری کا کوئی معزز شخص آتا تو اس کے ساتھ اکرام و اعزاز کا معاملہ فرماتے اور اس کو اچھے اور اعلیٰ عہدہ پر مقرر کرتے۔ لوگوں کے بارے میں محتاط تبصرہ کرتے، بغیر اس کے کہ اپنی بشاشت اور اخلاق سے ان کو محروم فرمائیں۔

اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے حالات کی برابر خبر رکھتے۔ لوگوں سے لوگوں کے معاملات کے بارے میں دریافت کرتے رہتے۔ اچھی بات اور اچھائی بیان کرتے اور اس کو قوت پہنچاتے، بری بات کی برائی کرتے اور اس کو کمزور کرتے، آپ ﷺ کا معاملہ عدل پر مبنی اور یکساں ہوتا تھا، اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کسی بات سے غفلت نہ فرماتے تھے، اس ڈر سے کہ کہیں دوسرے لوگ بھی غافل ہونے لگیں، اور اکتا جائیں؟ ہر حال اور ہر موقع کے لئے آپ ﷺ کے پاس اس حال کے مطابق ضروری سامان تھا۔ آپ ﷺ نہ حق کے معاملہ میں کوتاہی فرماتے، نہ حد سے آگے بڑھتے۔ آپ ﷺ کے قریب جو لوگ رہتے تھے وہ سب سے اچھے اور منتخب ہوتے تھے، آپ ﷺ کی نگاہ میں سب سے زیادہ افضل وہ تھا جس کی خیر خواہی اور اخلاق عام ہو۔ سب سے زیادہ قدر و منزلت اس کی تھی جو غم خواری اور ہمدردی اور دوسروں کی مدد اور معاونت میں سب سے آگے ہو۔ خدا کا ذکر کرتے ہوئے کھڑے ہوتے اور خدا کا ذکر کرتے بیٹھتے''۔ (۶۹)

Marfat.com

شانِ تواضع :

''جب کہیں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی اس جگہ تشریف رکھتے اور اس کا حکم بھی فرماتے۔ اپنے حاضرین مجلس اور ہم نشینوں میں ہر شخص کو (اپنی توجہ اور التفات میں) پورا حصہ دیتے۔ آپ ﷺ کا ہر شریک مجلس یہ سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی نگاہ میں کوئی اور نہیں ہے۔ اور کوئی شخص آپ ﷺ کو کسی غرض سے بٹھا لیتا یا کسی ضرورت میں آپ ﷺ سے گفتگو کرتا تو نہایت صبر وسکون سے اس کی پوری بات سنتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنی بات پوری کر کے رخصت ہوتا۔ اگر کوئی شخص آپ ﷺ سے کچھ سوال کرتا اور کچھ مدد چاہتا تو بغیر اس کی ضرورت پوری کئے واپس نہ فرماتے، یا کم از کم نرم وشیریں لہجہ میں جواب دیتے۔ آپ ﷺ کا حسن اخلاق تمام لوگوں کے لئے وسیع اور عام تھا، تمام لوگ حق کے معاملہ میں، آپ ﷺ کی نظر میں برابر تھے۔ آپ ﷺ کی مجلس علم ومعرفت، حیاء وشرم اور صبر امانت داری کی مجلس تھی۔ نہ اس میں آوازیں بلند ہوتی تھیں نہ کسی کے عیوب بیان کئے جاتے تھے، نہ کسی کی عزت وناموس پر حملہ ہوتا، نہ کمزوریوں کی تشہیر کی جاتی تھی۔ فرماتے کہ سب ایک دوسرے کے مساوی ہیں اور صرف تقویٰ کے لحاظ سے ان کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہوتی تھی۔ اس میں لوگ، بڑوں کا احترام اور چھوٹوں کے ساتھ رحمدلی اور شفقت کا معاملہ کرتے تھے۔ حاجت مند کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے، مسافر اور نووارد کی حفاظت کرتے اور اس کا خیال رکھتے تھے''۔ (۶۹)

انبساط اور کشادہ روئی :

''آپ ﷺ ہمہ وقت کشادہ رو اور انبساط وبشاشت کے ساتھ رہتے تھے۔ بہت نرم اخلاق اور نرم پہلو تھے (یعنی جلد مہربان ہو جانے والے اور بہت آسانی سے درگزر

Marfat.com

کرنے والے تھے) نہ سخت طبیعت کے مالک تھے نہ سخت بات کہنے کے عادی، نہ چلا کر بولنے والے نہ عامیانہ اور متبذل (گھٹیا) بات کرنے والے، نہ کسی کو عیب لگانے والے، نہ تنگ دل بخیل۔ جو بات آپ ﷺ کو پسند نہ ہوتی اس سے تغافل فرماتے (یعنی اس کو نظر انداز کر دیتے اور گرفت نہ فرماتے) اور اس سے مایوسی بھی نہ فرماتے اور اس کا جواب بھی نہ دیتے۔ تین باتوں سے آپ ﷺ نے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا............ایک جھگڑا............دوسرے تکبر............اور تیسرے غیر ضروری اور لایعنی کام۔

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ : مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ. (۱۸)

انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار، اور فضول کاموں کو چھوڑ دے۔ نیز لوگوں کو بھی تین باتوں سے آپ ﷺ نے بچا رکھا تھا۔ نہ کسی کی برائی کرتے تھے، نہ کسی کو عیب لگاتے، اور صرف وہ کلام فرماتے تھے جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی، جب گفتگو کرتے تھے تو شرکاء مجلس ادب سے اس طرح سر جھکا لیتے تھے، معلوم ہوتا تھا کہ ان سب کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں (یعنی بے حس و حرکت کہ کہیں جنبش سے چڑیاں اڑ نہ جائیں) جب آپ ﷺ خاموش ہوتے تب یہ لوگ بات کرتے آپ ﷺ کے سامنے کبھی جھگڑا، بحث مباحثہ نہ کرتے۔ اگر آپ ﷺ کی مجلس میں کوئی شخص گفتگو کرتا تو بقیہ سب لوگ خاموشی سے سنتے، یہاں تک کہ وہ اپنی بات ختم کر لیتا۔ آپ ﷺ کے سامنے ہر شخص کی گفتگو کا وہی درجہ ہوتا جو ان کے پہلے آدمی کا ہوتا (کہ پورے اطمینان کے ساتھ اپنی بات کہنے کا موقع ملتا اور اطمینان کے ساتھ اسے سنا جاتا) جس بات سے سب لوگ ہنستے، اس پر آپ ﷺ بھی ہنستے، جس سے سب تعجب کرتے آپ ﷺ بھی تعجب فرماتے۔ مسافر اور پردیسی کی بے تمیزی اور ہر طرح کے سوال کو صبر و تحمل کے ساتھ سنتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے (تاکہ آپ ﷺ

Marfat.com

پر کوئی بار نہ ہو) آپ ﷺ فرماتے تھے کہ : ''تم کسی حاجت مند کو پاؤ تو اس کی مدد کرو''۔ آپ ﷺ مدح وتعریف اسی شخص کی قبول فرماتے جو حد اعتدال میں رہتا۔ کسی کی گفتگو کے دوران کلام نہ فرماتے، اور اس کی بات کبھی نہ کاٹتے، ہاں اگر وہ حد سے بڑھنے لگتا تو اس کو منع فرمادیتے یا مجلس سے اٹھ کر اس کی بات قطع فرمادیتے''۔ (٦٩)

فراخ دلی اور نرمی :

آپ ﷺ سب سے زیادہ فراخ دل، کشادہ قلب، راست گفتار، نرم طبیعت اور معاشرت ومعاملات میں نہایت درجہ کریم تھے۔ جو پہلی بار آپ ﷺ کو دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا، اور جو آپ ﷺ کی صحبت میں رہتا اور جان پہچان حاصل ہوتی تو آپ ﷺ کا فریفتہ اور دلدار ہو جاتا۔ آپ ﷺ کا ذکر خیر کرنے والا کہتا ہے کہ نہ آپ ﷺ سے قبل میں نے آپ جیسا کوئی شخص دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد۔ (٦٩)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو لباس جمال وکمال سے آراستہ فرمایا تھا، اور آپ کو محبت ودلکشی اور رعب وہیبت کا حسین وجمیل پیکر بنایا تھا۔

اتباع سنت کا ثواب :

یہ ہیں محبوب کائنات، جنابِ حضرتِ محمد الرسول اللہ ﷺ کے مبارک شمائل و اخلاق۔ ان کو اپنانا اور اختیار کرنا سیرت کا اہم مقصد ہے اور باعث فلاح ہے۔

پھر احادیث میں ان اخلاق وشمائل اور آپ ﷺ کی دیگر سنتوں پر عمل کرنے کا اجر وثواب بھی بے حد بیان کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے :

مَنْ تَمَسک بِسُنتیُ عنُد فسادُ امتیُ فَله اجر مأةَ شهيُدِ. (٦٩)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : ''جب میری امت میں بدعات غالب آجائیں اور

Marfat.com

جہالت عام ہو جائے تو اس وقت جو شخص میری سنت پر عمل کرے گا اس کو (۱۰۰) شہیدوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا''۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : ''جس شخص نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا، یعنی اس پر عمل کیا، جو میرے بعد چھوڑ دی گئی تھی، تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس سنت پر عمل کرنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے۔ اور جس شخص نے گمراہی کی کوئی ایسی نئی بدعت نکالی جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوش نہیں ہیں تو اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس بدعت پر عمل کرنے والوں کو گناہ ہوگا، بغیر اس کے ان کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے''۔(۱۹)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : ''میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا اور سرکشی کی (وہ جنت میں نہ جائے گا)............ پوچھا گیا وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟............ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار اور سرکشی کی''۔(۲۰)

لہٰذا آنحضرت ﷺ کے مذکورہ بالا اخلاق حسنہ کو اختیار کریں اور آپ کی دیگر سنتوں کو عمل میں لائیں اور ثواب عظیم حاصل کریں۔ اس کے نتیجہ میں جو آپ ﷺ کی سچی اور پکی محبت دل میں پیدا ہوگی وہ ساری نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی، اس وقت دل کا حال یہ ہوگا :

اس لئے آرزو ہے جینے کی — پھر زمیں دیکھ لوں مدینہ کی
مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں — الٰہی عمر اسی میں تمام ہو جائے
جس کی جاں کو تمنا ہے دل کو طلب — وہ سکوں بخش محفل مدینہ میں ہے
یوں تو جینے کو ہم جی رہے ہیں مگر — جان مدینہ میں ہے دل مدینہ میں ہے

Marfat.com

نا امیدو ! تم اتنے پریشان نہ ہو آرزوؤں کا حاصل مدینہ میں ہے

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کیا خوب رباعی ہے :

دل تڑپتا ہے میرا سینہ میں ہائے پہنچوں گا کب مدینہ میں
قلب جس کا نہ ہو مدینہ میں اس کا جینا ہے کوئی جینے میں

جناب وکیل احمد قدوائی صاحب نے بڑا ہی پر حکمت شعر کہا ہے، شاید کوئی اس سے بڑھ کر نہ کہہ سکے :

غم مصطفیٰ جس کے سینہ میں ہے جہاں بھی رہے وہ مدینہ میں ہے (۶۹)

لہٰذا آپ ﷺ کے اتباع کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے اور زبان پر کثرت سے درودِ پاک جاری رکھنا چاہیئے۔

کرامات و برکات

نبی کریم ﷺ نے جن چیزوں کو چھوا، یا شرفِ قرب بخشا، انہیں کرامات و برکات حاصل ہونے کے سلسلے میں صحیح احادیث میں مروی ہے کہ: (برکت کے طور پر چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:)

(۱) سیدہ اسماءؓ (بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے ایک اطلسی جبہ نکالا، اور فرمایا کہ اس جبہ شریف کو نبی کریم ﷺ نے زیب تن فرمایا ہے، اور ہم بیماروں کے لئے اس کا دامن مبارک دھو کر پلاتے ہیں تو انہیں فی الفور شفاءٔ حاصل ہو جاتی ہے۔

(۲) اور نبی کریم ﷺ کا ایک پیالہ تھا اس میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو انہیں شفا حاصل ہو جاتی۔

(۳) اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں، نبی کریم ﷺ کے

Marfat.com

چند موئے مبارک تھے، وہ اسے پہن کر جس جنگ میں شریک ہوتے تو انہیں فتح و نصرت حاصل ہوتی۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے کنوئیں میں، نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا تو بعد میں مدینہ میں اس سے زیادہ شریں پانی کسی کنوئیں کا نہ تھا۔(۵)

(۵) اور نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی زمزم شریف کا ایک ڈال پانی نکال کر لایا آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا تو وہ مشک سے زیادہ خشبودار ہو گیا۔

(۶) اور نبی کریم ﷺ نے سیدنا حضرتِ حسین کے منہ میں (جب وہ چھوٹے بچے تھے) اپنی زبان مبارک دی، انہوں نے اسے چوسا تو وہ خاموش ہو گئے، حالانکہ اس سے پہلے پیاس سے وہ رو رہے تھے۔(۷۲)

(۷) آپ ﷺ جن شیر خوار بچوں کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالتے تو یہ انہیں رات تک کافی ہوتا، اور وہ بھوک سے نہ بلکتے۔

(۸) ایک صحابیہ عورت (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس (چمڑے کی بنی ہوئی) گھی کی ایک کپی تھی، جس میں وہ حضور ﷺ کی خدمت میں گھی بھیجا کرتی تھیں، تو جب تک انہوں نے اسے نچوڑا انہیں اس میں سے گھی برابر نکالتی رہیں اور وہ کم نہ ہوتا تھا۔(۷۳)

(۹) اور اسی دست مبارک اور اس کے چھونے کی برکتوں میں سے یہ ہے کہ، ایک یہودی کے لئے آپ ﷺ نے کھجور کا پودا بو دیا، تو وہ اسی سال پھل لے آیا۔

(۱۰) اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے قصے میں ہے کہ یہودی مالک نے چالیس اوقیہ سونا اور تین سو کھجوروں کے درخت اگانے اور اس سے پھل

Marfat.com

لانے پر انہیں مکاتب کیا ان تین سو درختوں میں سے ایک کے سوا سب نے پھل دیئے اور وہ درخت بھی حضور ﷺ کے سوا کسی اور نے بویا تھا۔ ابن عبدالبر بیان کرتے ہیں کہ غالباً اسی ایک درخت کو شاید حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بویا تھا، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی بویا تھا ممکن ہے کہ دونوں نے اسے مل کر بویا ہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے اکھیڑ کر دوبارہ بویا، تو وہ اسی سال پھل لے آیا، اور مرغی کے انڈے کے برابر سونا لے کر زبان مبارک سے مس فرما کر اس یہودی کو چالیس اوقیہ دے دیا۔ اس کے بعد اس سونے کی ڈلی سے چالیس اوقیہ کے برابر سونا رہ گیا۔ اس طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکاتبت سے آزاد ہوئے۔ (۷۲)

(۱۱) اور حنش بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ستو کا شربت پلایا۔ اس میں سے کچھ پہلے آپ ﷺ نے پی لیا تھا، اور آخر کار مجھے عنایت فرمایا تھا، اور میں نے پیا۔ اس کے بعد ہمیشہ جب کبھی بھوک لگتی اپنے میں سیرابی پاتا رہا اور جب گرمی معلوم ہوتی اور پیاس کی شدت ہوتی تو خنکی و ٹھنڈک محسوس کرتا۔

(۱۲) آپ ﷺ کی انہی برکات میں سے بکریوں کے دودھ کے واقعات ہیں، مثلاً: ام معبد اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بکریوں کا قصہ اور دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ نبی کریم ﷺ کی مرضعہ (دودھ پلانے والی) ہیں، ان کی بکری، اور ان کے اونٹ کا قصہ یا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس بکری کا قصہ وغیرہ۔

(۱۳) آپ ﷺ کی انہی برکات میں سے یہ ہے کہ آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ایک مشکیزہ کا منہ باندھ کر سفر کے لئے توشہ دیا اور دعاً فرمائی۔ جب نماز کا وقت آیا تو وہ اترے اور اس مشکیزہ کو کھولا تو دیکھا اس میں نہایت شیریں دودھ ہے، اور

Marfat.com

با قاعدہ اس کا جھاگ دہانے پر موجود ہے۔ (۷۲)

(۱۴) اور حضرت عمر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر، نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا، اور برکت کی دعاء کی، تو ان کی اسی سال کی عمر ہوگئی، تاہم وہ جوان تھے، اور بحالتِ جوانی ہی اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔

(۱۵) اور حضرت قیس بن زید جذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر آپ ﷺ نے دعاء فرمائی، چنانچہ سو سال کی عمر کو پہنچے، جب کہ ان کا تمام سر سفید تھا، تاہم وہ حصہ جہاں نبی کریم ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا، سیاہ تھا۔

(۱۶) اور حضرت عابد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ حنین میں زخمی ہو گئے تھے، تو حضور ﷺ نے ان کے چہرے کو صاف فرما کر دعاء فرمائی، تو ان کا چہرہ ہمیشہ چمکا کرتا تھا۔

(۱۷) اور ایک شخص کے چہرے پر نبی کریم ﷺ نے دست مبارک پھیرا تو اس کا چہرہ ہمیشہ نورانی رہتا تھا۔

(۱۸) اور عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر، دست مبارک پھیرا، وہ کوتاہ قد تھے، حالانکہ ان کے والد طویل القامت تھے۔ پھر حضور ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعاء مانگی، تو لوگوں میں ان کا سر طویل، حسین، جمیل اور خوبصورت ہو گیا۔

(۱۹) سیدہ زینب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر آپ ﷺ نے پانی کے چھینٹے دیئے، تو ان کا چہرہ ایسا حسین و جمیل ہو گیا کہ کوئی اور عورت ایسے حسن و جمال کی دیکھی نہ گئی، کہتے ہیں کہ یہ پانی کے چھینٹے مارنا ازروئے مزاح و ہزل تھا۔ جب آپ ﷺ کے مزاح و ہزل کا یہ حال ہے تو عزم و کوشش اور قصد و ارادہ کی کیا تاثیر ہوگی؟۔

(۲۰) اور حضرت حنظلہ بن جذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر حضور ﷺ نے اپنا

Marfat.com

دست مبارک رکھا اور برکت کی دعاء فرمائی، تو ان کا یہ حال تھا کہ وہ لوگ جن کے چہرے متورم ہوتے آتے، یا ان کی ایسی بکریوں کو لایا جاتا، جن کے تھن متورم ہو جاتے، تو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام سے مس کراتے، جہاں نبی کریم ﷺ نے دست مبارک رکھا تھا اور اسی وقت ان کا ورم جاتا رہتا۔

(۲۱) ایک اور بچے کے سر پر دست مبارک پھیرا۔ اس کے سر میں گنج تھا وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا، اور اس کے بال برابر ہو گئے۔

(۲۲) اور دوسرے بچے جو بیمار و دیوانہ لائے جاتے، نبی کریم ﷺ کے مس کرنے سے ان کی دیوانگی اور آسیب، جاتا رہتا۔

اور عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی کئی بیویاں تھیں، اور وہ سب ایک دوسرے سے بڑھ کر خوشبوئیں ملا کرتی تھیں، تاہم عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو ان سب پر غالب رہتی، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے عارضۂ نملہ کی وجہ سے ان کے پیٹ اور پیٹھ پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔

(۲۳) اور آپ کے دست مبارک کی عظیم ترین برکات میں ''روز حنین'' ایک مٹھی خاک لے کر کفار کے چہروں کی طرف پھینکنا، اور ان شیریروں کی آنکھوں میں ڈالنا ہے۔

(۲۴) اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے پر حضور ﷺ کے سواری کرنے کے بعد آپ کی برکت سے اس میں تیزی و سبک رفتاری پیدا ہو گئی باوجودیکہ آپ کی سواری سے پہلے وہ گھوڑا انتہائی تنگ گام اور سست رفتار تھا۔ پھر وہ ایسا ہوا کہ چلنے اور مقابلہ کرنے میں کوئی گھوڑا بھی اس جیسا نہ تھا۔

(۲۵) اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹ میں تیزی اور سبکی کا، بعد سستی و ماندگی کے پیدا ہونا، بایں وجہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے سبز ٹہنی کھلائی

Marfat.com

تھی۔ پھر اس کی یہ حالت ہوئی کہ لگام سے اس کو روکا نہ جا سکتا تھا۔

(۲۶) اسی طرح حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سست رفتار دراز گوش (گدھے) پر سوار ہونا، پھر واپسی کے وقت تر کی گھوڑے کی مانند اس میں تیزی کا پیدا ہونا ہے، یہاں تک کہ کوئی جانور اس کی رفتار کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔

(۲۷) حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی پشت پر بیٹھ نہیں سکتے تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر دست مبارک مارا، تو وہ عرب میں سب سے بڑھ کر گھوڑ سوار، اور جم کر بیٹھنے والے بن گئے۔

(۲۸) انہیں برکتوں میں سے یہ ہے کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ جانے کے بعد درخت کی ٹہنی دے دی گئی، تو وہ ٹہنی شمشیر براں بن گئی۔ پھر اس سے عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ ہر مواقف و مشاہد میں قتال کرتے رہے یہاں تک کہ وہ مرتدین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے، انہوں نے اس تلوار کا نام عون یعنی مدد رکھا تھا۔

(۲۹) اسی طرح جب روزِ اُحد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی ٹہنی دی گئی، تو وہ نہ صرف یہ کہ تلوار ہی بن گئی، بلکہ وہ اس سے ان لوگوں کو قتل کرتے رہے جن کے ہاتھوں میں تلوار تھی۔

(۳۰) اور حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اندھیری رات میں کھجور کی ٹہنی دینا، اور اس کا راستہ میں روشن ہو جانا اور انہیں یہ خبر دینا کہ جب تم گھر پہنچو گے تو اس میں سیاہی دیکھو گے، تو اس سے سیاہی کو جھاڑ دینا کیونکہ وہ شیطان ہے۔ چنانچہ جب وہ گھر پہنچے تو اس سیاہی کو جھاڑ کر پھینک دیا۔

(۳۱) اور یہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیث کو بھول جانے کی شکایت

Marfat.com

کرنا اور انہیں چادر پھیلانے کا حکم فرمانا پھر اپنا دست مبارک اس چادر پر رکھنا اور ملا کر اٹھانے اور سینے سے لگانے کا حکم فرمانا اور انہیں دست مبارک کی برکت سے حفظ علوم کا حاصل ہونا مشہور ہے۔ (۷۴)

(۳۲) ایک مرتبہ حضرت عمرو ابن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو پیالے میں پانی پلایا، انہوں نے دیکھا کہ پانی میں بال پڑا ہے، بال نکال کر پھینک دیا، اس پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی : اَللّٰھُمَّ جَمِّلْهُ اے اللہ! انہیں صاحبِ جمال بنا، اور انہیں خوبصورتی عطا فرما، تو ان کی عمر ننانوے سال کی ہوگئی، تاہم ان کے سر اور ڈاڑھی کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔

(۳۳) بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک سے کوئی چیز نکالی جو ڈاڑھی مبارک میں تھی، مثلاً: تنکا وغیرہ۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا : اَللّٰھُمَّ جَمِّلْهُ تو اس یہودی کے ڈاڑھی کے بال باوجود یکہ سفید تھے، سیاہ ہوگئے۔

(۳۴) ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کے لئے اونٹنی کا دودھ دوہا، اس پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی :اَللّٰھُمَّ جَمِّلْهُ تو اس کے بال سیاہ ہوگئے، اور وہ نوے سال تک زندہ رہا مگر بوڑھا نہ ہوا۔

(۳۵) ایک اور شخص کے لئے فرمایا : اَللّٰھُمَّ مَتِّعْهُ بِشَبَابِهٖ اے اللہ! اسے جوانی نصیب فرما۔ اس پر اسی سال گزر گئے، مگر ایک بال بھی سفید نہ نکلا۔

(۳۶) مروی ہے کہ ایک دن حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس حال میں آئیں کہ ان کے چہرے پر بھوک کی زردی پھیلی ہوئی تھی، جب آپ ﷺ نے ان کی طرف نظر اٹھائی، تو اپنا دست مبارک ان کے سینہ پر رکھ کر دعا دی: اے اللہ! بھوکوں کو سیر

Marfat.com

فرما۔ اے اللہ! فاطمہ بنت محمد (ﷺ) کو بھوکا نہ رکھ۔ فوراً ان کے چہرے پر سرخی دوڑ آئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ، اس کے بعد میں کبھی بھوکی نہ رہی۔

(۳۷) ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَهٗ فِیْ صَفْقَتِهٖ یا اللہ! ان کی خرید و فروخت میں برکت عطا فرمادے۔ تو وہ جو چیز خریدتے اس میں انہیں نفع ہوتا۔

(۳۸) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اموال میں غناو برکت کی دعا فرمائی، تو وہ تونگری کے اس مقام پر پہنچ گئے، کہ وہ خود فرماتے ہیں اگر میں پتھر کو بھی اٹھاتا تھا، تو امید رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سونا چاندی ہوگا۔ (۷۵)

اس قسم کے بے شمار قصص و حکایت روایت کی گئی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جنہیں علماء نے بیان کیا ہے اور یہ سب آپ کے دریائے کرامات و برکات کا ایک قطرہ ہے، ان کے علاوہ بھی بے شمار مثالیں ہیں۔ اور دعا کی اجابت و قبولیت تو نبی اکرم ﷺ کے متبعین اور پیروکاروں میں سے اولیاؤ صلحاء امت کو بھی حاصل ہے تو نبی کریم ﷺ کی کیا کیفیت ہوگی؟

نبی اَقدس ﷺ کی شجاعت، اور قوت وطاقت

شجاعت، خوف کے وقت دل کو مضبوط رکھنے کا نام ہے۔ نبی کریم ﷺ میں یہ صفت، صفت سخاوت کے کمال کی مانند تھی۔ بسا اوقات ایسے سختی اور شدت کے موقعوں میں جہاں دلاوروں اور دلیروں کے قدم اکھڑ گئے تھے، وہاں نبی کریم ﷺ ثابت وقائم رہتے تھے، اور اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی تھی، بلکہ بڑھ بڑھ کر آگے آتے تھے، اور پیچھے نہ ہٹتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہم میں ایک قسم کا ہیجان، پریشانی، تزلزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہوگئی تھی، مگر نبی کریم ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی، حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے، اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے، اور نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ حملہ کریں، چنانچہ آپ ﷺ گھوڑے سے اترے، اور اللہ سے دعا مانگی اور زمین میں سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی، تو کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اس خاک سے بھر نہ گئی ہو۔ نبی کریم نے اس وقت یہ رجز پڑھا :

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۔ اَنَا ابْنُ عَبدِالْمُطَّلِبِ

''میں نبی ہوں اس میں کذب نہیں ۔ میں عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں''

اس روز آپ سے زیادہ بہادر، شجاع اور دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔ منقول ہے کہ جب مسلمان اور کافر باہم گتھم گتھا ہوئے اور مسلمانوں نے ہزیمت کھائی، تو نبی کریم ﷺ نے اس وقت حملہ کیا، اسی وقت انصار کو ندا دی گئی، اور مسلمان واپس ہو کر نبی کریم ﷺ کے گرد جمع ہونے لگے، بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ (۷۵)

حضرتِ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر میں نے کسی کو بہادر، دلیر، سخی اور اللہ سے زیادہ راضی نہ دیکھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ: جب گرم ہوگئی جنگ کی آگ، اور سرخ ہوگئیں اس کی آنکھیں (یہ کنایہ جنگ کی سختی وشدت کی طرف ہے) تو ہم نبی کریم ﷺ کی پناہ ڈھونڈتے تھے، یعنی: نبی کریم ﷺ کی پناہ میں آجاتے تھے۔ دشمنوں کے قریب نبی کریم ﷺ سے زیادہ کوئی نہ تھا، اور جنگ میں آپ سخت ترین شخص ہوتے تھے۔ (۷۶)

اربابِ سیر فرماتے ہیں کہ: لوگ اسے شجاع و بہادر شمار کرتے تھے جو دشمنوں سے

Marfat.com

نزدیکی کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا لشکر ایسا نہ آیا مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اس لشکر پر حملہ نہ کیا ہو۔ (۷۶)

نبی کریم ﷺ قوت، زور بازو، اور مضبوطی میں ایسے تھے کہ جہان بھر کے کشتی گیر (پہلوان) آپ کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں ''رکانہ'' نامی ایک پہلوان تھا جو شدید القوت اور فن پہلوانی میں بے مثل و منفرد تھا۔ دور دور سے لوگ اس کے مقابلے کے لئے آتے تھے وہ سب کو پچھاڑ دیتا تھا۔ اچانک مکہ کی کسی گھاٹی سے وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اے رکانہ! اللہ سے کیوں نہیں ڈرتا، اور میری دعوت کو کیوں قبول نہیں کرتا؟ رکانہ نے کہا اے محمد (ﷺ) اپنی صداقت پر کوئی شہادت لاؤ؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں کشتی میں تجھے پچھاڑ دوں، تو کیا تو ایمان لے آئے گا؟ اس نے کہا ہاں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر کشتی کے لیے تیار ہو جا۔ چنانچہ رکانہ کشتی کے لئے تیار ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ اپنے عام لباس چادر و تہبند ہی میں رہے۔ نبی کریم ﷺ اس کے قریب آئے اور اسے پکڑ کر زمین پر گرا دیا۔ پھر تو رکانہ تعجب کے ساتھ کہنے لگا آپ کی شان عجیب ہے آپ اتنی قوت و طاقت کے حامل ہیں (۷۶)۔

حدیث میں یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایمان لایا کہ نہیں۔ واللہ اعلم!

نبی کریم ﷺ سے رکانہ کے علاوہ اور لوگوں نے بھی کشتی لڑی ہے اور آپ ان سب پر غالب رہے ہیں۔ چنانچہ ابوالاسد جحمی ایک شخص بڑا شہ زور تھا۔ وہ گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا، اور لوگ اس کے نیچے سے کھال کھینچنے کی پوری قوت صرف کرتے، کھال پھٹ جاتی مگر اس کے نیچے سے نکال نہ سکتے تھے۔ وہ اپنی جگہ سے ہٹتا تک نہ تھا۔ ایک روز اس نے نبی کریم ﷺ کو پکارا کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ کشتی لڑیں۔ چنانچہ اس نے کہا: اگر آپ

Marfat.com

مجھے زمین پر گرا دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے زمین پر چت کر دیا، تاہم وہ ایمان پھر بھی نہ لایا۔ (۷۶)

معاشرہ کی اصلاح میں نبی کریم ﷺ کا کردار

نبی کریم ﷺ نے تیئیس سال کی مختصر سی مدت میں جو حیرت انگیز انقلاب برپا کیا، اس برق رفتاری اور اس کے ہمہ گیر اثرات نے ان لوگوں کو بھی انگشت بدنداں کر دیا جو نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے مشن کے سخت مخالف رہے۔ یہ آپ ﷺ کی حکمتِ ابلاغ کا حیرت انگیز کرشمہ تھا کہ تیئیس سال کی مختصر سی مدت میں صحرائے عرب کے وحشی جو علم و معرفت اور تہذیب و تمدن سے بالکل کورے تھے، وہ پوری دنیا میں علم و حکمت اور تہذیب و شائستگی کے چراغ روشن کرتے رہے۔ جو لوگ کل تک ایک دوسرے کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے تھے وہ آپس میں بھائی بھائی بن گئے، جہاں ہر طرف قتل و غارت گری کی آگ بھڑک رہی تھی، وہاں امن و آشتی کے گلاب کھل اٹھے۔ جہاں ظلم و ستم کا دور دورہ تھا وہاں عدل و انصاف کی شمعیں روشن ہو گئیں، جہاں پتھر کے بتوں کو سجدے کیے جا رہے تھے، وہاں توحید کا پرچم لہرانے لگا اور بالآخر عرب کے صحرا نشین جو اپنی جہالت کی وجہ سے کبھی دنیا بھر میں ذلیل و خوار تھے، ایران و روم کی عظیم سلطنتوں کے وارث بن گئے اور ساری دنیا ان کے عدل و انصاف، ان کی رحم دلی اور ان کی شرافتِ نفس کے گن گانے پر مجبور ہو گئی۔

اس طرح نبی کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت کا جو نتیجہ دنیا نے دیکھا، تاریخِ انسانیت کے کسی اور معلم کے یہاں اس کی نظیر نہیں ملتی، آج ہم اسی بات کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں کہ نبی اُقدس ﷺ کے ابلاغ کی وہ کیا بنیادی خصوصیات تھیں جنہوں نے دنیا بھر میں یہ حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ نبی اُقدس ﷺ کے انداز ابلاغ کی تمام خصوصیات کا احاطہ کسی

Marfat.com

بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے، تاہم میں ذیل کی سطور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو خصوصیات کا تذکرہ ضرور کروں گا :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی خصوصیت شفقت ورحم دلی، دلسوزی وخیر خواہی اور نرم خوئی ہے، چنانچہ خود قرآنِ حکیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا ذکر فرما کر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا بہت بڑا سبب قرار دیا ہے، ارشاد فرمایا :

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ. (۸۴)

ترجمہ: پس یہ اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے نرم خو ہو گئے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم درشت مزاج، اور سخت دل ہوتے، تو یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

جس شخص نے بھی سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ مطالعہ کیا ہے، وہ جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے اذیت پہنچائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت اس بات کی گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غضب ناک ہونے کے بجائے ان پر ترس کھاتے تھے کہ یہ لوگ کیسی سنگین گمراہی میں مبتلا ہیں؟ اور ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فکر دامن گھیر رہتی تھی کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے، جس سے حق بات ان کے دل میں اتر جائے، اور یہ لوگ ہدایت کے راستے پر آ جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے معلم نہ تھے کہ محض کوئی کتاب پڑھا کر، یا درس دے کر فارغ

Marfat.com

ہو بیٹھتے ہوں، اور یہ سمجھتے ہوں کہ میں نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ اس کے بجائے آپ ﷺ اپنے زیر تربیت افراد کی نگرانی کے ہر ایک شعبے میں دخیل تھے، آپ ﷺ ان کے ہر دکھ میں شریک اور ہر لمحے کی فلاح و بہبود کے لئے فکر مند رہتے تھے، آپ ﷺ کے اسی وصف کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

لَقَدْ جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ. (۸۸)

ترجمہ : بلاشبہ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک ایسا رسول (ﷺ) آیا ہے جس پر تمہاری مشقت گراں گزرتی ہے اور تمہاری بھلائی کا بے حد حریص ہے اور مسلمانوں پر بے حد شفیق و مہربان ہے۔

علامہ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد میں مسند احمد اور معجم طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آ کر عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بدکاری کی اجازت دیجئے!

ذرا تصور تو کیجئے! کہ کیا فرمائش کی جارہی ہے؟ ایک ایسے گھناؤنے گناہ کو حلال قرار دینے کی فرمائش؟ جس کی قباحت و شناعت پر دنیا بھر کے مذاہب وادیان متفق ہیں، اور یہ فرمائش کس سے کی جارہی ہے؟ اُس برگزیدہ ہستی ﷺ سے، جس کی عصمت و عفت کے سامنے فرشتوں کا بھی سر جھک جاتا ہے، کوئی اور ہوتا تو اس نوجوان کو مار پیٹ کر یا کم از کم ڈانٹ ڈپٹ کر باہر نکلوا دیتا، لیکن یہ آپ ﷺ تھے جن کا کام برائی پر خفگی کا اظہار کر کے پورا نہیں ہو جاتا تھا، بلکہ جو اس برائی کے علاج کو بھی اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس پر ناراض ہونے کے بجائے اسے پیار سے اپنے پاس بلایا، اپنے قریب بٹھایا، اس کے کندھے پر مشفقانہ ہاتھ رکھا اور محبت بھرے لہجے میں فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ جو عمل تم کسی

Marfat.com

اجنبی خاتون کے ساتھ کرنا چاہتے ہو، اگر کوئی دوسرا شخص تمہاری ماں کے ساتھ کرنا چاہے تو کیا تم اس کو گوارا کرلو گے؟ نوجوان کے ذہن وفکر کے بند دریچے کھلنے لگے، اس نے کہا" نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ!" آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے یہ بات پسند نہیں کرتے۔ اچھا یہ بتاؤ! کہ اگر کوئی شخص تمہاری بہن کے ساتھ یہی معاملہ کرے تو کیا تم اس کو گوارا کرلو گے؟ نوجوان نے عرض کیا، نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا، کہ جو بات تمہیں اپنی بہن کے لئے گوارا نہیں، دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے ساتھ اسے پسند نہیں کرتے۔ نبی کریم ﷺ مسلسل اس نوجوان کو مثالیں دے دے کر سمجھاتے رہے اور آخر میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعاً بھی فرمائی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ. (۸۹)

ترجمہ: "اے اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما، اور اس کے قلب کو پاک فرما، اور اس کی شرمگاہ کو عفت عطا فرمادے"۔

آپ ﷺ اس نوجوان پر غیظ وغضب کا اظہار کر کے اپنے مشتعل جذبات کی تسکین کر سکتے تھے، لیکن اس صورت میں آپ ﷺ کو اس نوجوان کی زندگی تباہ ہوتی نظر آ رہی تھی، یہ آپ ﷺ کی نرم خوئی، حکمت اور تدبر وتحمل ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ نوجوان ہلاکت کے گڑھے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا۔

کاش کہ آج کے مصلحین، اساتذہ اور واعظین نبی کریم ﷺ کی اس سنت پر عمل پیرا ہو جائیں تو آج انہیں اپنے نوجوانوں سے بے راہ روی کی شکایت نہ رہے۔

نبی کریم ﷺ کے اندازِ تبلیغ کی دوسری اہم خصوصیت جو اندازِ تربیت کی سب سے زیادہ مؤثر خصوصیت ہے، وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو جس جس بات کی تعلیم دی اس کا بذاتِ خود عملی نمونہ بن کر دکھایا، آپ ﷺ کے وعظ ونصائح اور آپ ﷺ

Marfat.com

کی تعلیم وتربیت دوسروں کے لئے نہ تھی۔ بلکہ سب سے پہلے اپنی ذات کے لئے تھی، اللہ تعالیٰ نے بہت سے معاملات میں آپ ﷺ کو رخصت وسہولت عطا فرمائی، لیکن آپ ﷺ نے اس رخصت وسہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اپنے آپ کو دوسرے تمام مسلمانوں کی صف میں رکھنا پسند فرمایا۔ مثلاً :

آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز کی تلقین فرمائی، تو خود اپنا یہ عالم تھا کہ دوسرے اگر پانچ وقت نماز پڑھتے تھے، تو آپ ﷺ آٹھ وقت نماز ادا فرماتے تھے، جس میں چاشت، اشراق اور تہجد کی نمازیں شامل ہیں، تہجد عام مسلمانوں کے لئے واجب نہ تھی لیکن آپ ﷺ پر واجب تھی اور تہجد بھی ایسی کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آجاتا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ''اے اللہ کے رسول ﷺ ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف نہیں فرمادیں؟ پھر آپ ﷺ کو اتنی محنت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ نے مجھ پر یہ کرم فرمایا ہے لیکن اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْداً شَکُوْرًا. کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

آپ ﷺ نے دوسروں کو نماز باجماعت کی تعلیم دی تو خود یہ عمل کر کے دکھایا کہ ساری زندگی نماز باجماعت کی جو پابندی فرمائی وہ تو اپنی جگہ ہے، عین مرضِ وفات میں بھی آپ ﷺ نے مسجد کی جماعت کو نہیں چھوڑا، بلکہ دو بندوں کے کندھوں کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

آپ ﷺ نے دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تو خود آپ ﷺ کا عمل یہ تھا کہ عام مسلمان اگر رمضان کے روزے رکھتے تھے تو آپ ﷺ کا کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تاکید فرمائی تو سب سے پہلے خود اپنی عملی زندگی میں ایک بے مثال نمونہ پیش کیا، عام مسلمانوں کو

Marfat.com

اپنے مال کا چالیسواں حصہ فریضے کے طور پر دینے کا حکم تھا، اور اس سے زیادہ حسبِ توفیق خرچ کرنے کی تلقین کی جاتی تھی۔ لیکن خود نبی کریم ﷺ کا عمل یہ تھا کہ اپنی فوری ضرورت کو نہایت سادہ طریقے سے پورا کرنے کے بعد اپنی بقیہ ساری آمدنی ضرورت مند افراد میں تقسیم فرما دیتے تھے، آپ ﷺ کو یہ تک گوارا نہ تھا کہ آپ ﷺ کی وقتی ضرورت سے زائد ایک دینار بھی گھر میں باقی رہے، ایک مرتبہ عصر کی نماز کے بعد خلافِ معمول فوراً گھر تشریف لے گئے اور جلد ہی باہر واپس آئے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وجہ پوچھی تو فرمایا:

''مجھے نماز میں یاد آیا کہ سونے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا گھر میں پڑا رہ گیا ہے، مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ رات آجائے اور وہ محمد ﷺ کے گھر میں پڑا رہ جائے''۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ رنجیدہ، گھر میں تشریف لائے، میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: ''ام سلمہ! کل جو سات دینار آئے تھے شام ہوگئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے''۔

حد یہ ہے کہ مرضِ وفات کی حالت میں جب کہ بیماری کی تکلیف نے سخت بے چین کیا ہوا ہے، آپ ﷺ کو یاد آتا ہے کہ کچھ اشرفیاں گھر میں پڑی ہیں، فوراً حکم دیتے ہیں کہ انہیں خیرات کردو، کیا محمد (ﷺ) اپنے رب سے اس طرح ملے گا کہ اس کے پیچھے اس کے گھر میں اشرفیاں پڑی ہوں''۔

عام مسلمانوں کے لئے آپ ﷺ کی تعلیم یہ تھی، کہ جوش میں آکر اپنی ساری جمع پونجی کی خیرات کر دینا بھی مناسب نہیں، بلکہ اپنی ضرورت کے مطابق مال اپنے پاس رکھ کر باقی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو، لیکن مسلمانوں کو اس کی تعلیم کا عادی بنانے کے لئے خود آپ ﷺ نے اپنے عمل کا نمونہ پیش فرمایا کہ گھر میں کوئی نقدی باقی نہ چھوڑی، تاکہ لوگ اس مثالی طرزِ عمل کو دیکھ کر کم از کم اس حد تک آسکیں جو اسلام کو عام مسلمانوں سے مطلوب ہے۔

Marfat.com

چنانچہ انسانیت کے اس معلم اعظم ﷺ کی اسی عملی تربیت کا نتیجہ تھا کہ جب قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا : لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ. (۱۱۲)

ترجمہ : تم نیکی کا مقام ہرگز اس وقت تک حاصل نہ سکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس آیت پر عمل کرنے کے لئے مسابقت کا جو غیر معمولی مظاہرہ فرمایا وہ تاریخِ انسانیت میں اپنی مثال آپ ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنی پسندیدہ ترین اشیاء خیرات کر دیں اور ایسی ایسی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جنہیں وہ سال ہا سال سے حرزِ جان بنائے ہوئے تھے۔

آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو زہد وقناعت کی تعلیم دی، تو خود اپنی زندگی میں اس کا عملی نمونہ پیش کر کے دکھایا، غزوۂ احزاب کے موقع پر جب بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ ﷺ سے بھوک کی شدت کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھایا کہ اس پر پتھر باندھا ہوا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں اپنا بطن مبارک کھول کر دکھایا جس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ نے لوگوں کو مساوات اور بھائی چارے کی تعلیم دی، تو سب سے پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھایا کہ اگر دوسرے مسلمان عام مجاہد کی حیثیت سے مدینہ طیبہ کے دفاع میں کندق کھودنے کی مشقت برداشت کر رہے تھے، تو ان کا کمانڈر اور امیر (ﷺ) صرف قیادت ونگرانی کا فریضہ انجام نہیں دے رہا تھا، بلکہ بہ نفسِ نفیس کدال ہاتھ میں لے کر خندق کھودنے میں شریک تھا، اور زمین کا جتنا ٹکڑا ایک عام مجاہد کو کھودنے کے لئے دیا گیا تھا اتنا ہی ٹکڑا انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا۔

ایثار کی تعلیم ہر معلم اخلاق نے دی ہے، لیکن عموماً یہ تعلیم معلم کے الفاظ اور فلسفے سے آگے نہیں بڑھتی، اس کے برخلاف انسانیت کے معلم اعظم ﷺ نے اپنی زبان سے ایثار

Marfat.com

کے الفاظ کم استعمال کیے اور عمل سے اس کی تعلیم زیادہ دی، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ ﷺ کی صاحبزادی ہیں، اور مرتبے کے لحاظ سے صرف عرب کی نہیں بلکہ دونوں جہانوں کی قابلِ احترام شہزادی ہیں، لیکن چکی پیستے پیستے ان کی ہتھیلیاں گھس گئی ہیں، وہ آکر درخواست کرتی ہیں کہ مجھے کوئی خادمہ دلوا دی جائے؟ لیکن مشفق باپ ﷺ کی زبان سے یہ جواب ملتا ہے کہ ''فاطمہ ابھی بدر کے یتیموں کا انتظام نہیں ہوا، اس لئے تمہاری خواہش پر عمل ممکن نہیں''۔ (۸۳)

آپ ﷺ نے لوگوں کو صبر وتحمل اور عفوو درگزر کا درس دیا تو خود اس پر عمل پیرا ہو کر دکھلایا، ایک مرتبہ کسی شخص کا کچھ قرضہ نبی کریم ﷺ پر واجب تھا، اس شخص نے آپ ﷺ سے قرض کا مطالبہ کیا، اور اس غرض کے لئے کچھ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے، ساری دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو حقوق العباد کی ادائیگی کا کس قدر اہتمام تھا، اور آپ ﷺ اس شخص کے تقاضے کے بغیر ہی اس کا قرض ضرور چکا دیتے، اس لئے اس شخص کے پاس اس تلخ کلامی کا کوئی جواز نہ تھا، چنانچہ جب آپ ﷺ کے جانثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شخص کا یہ گستاخانہ انداز دیکھا تو اسے اس گستاخی کا مزہ چکھانا چاہا، تاہم نبی کریم، ﷺ اس کے تمام تر اشتعال انگریز اور تکلیف دہ رویئے کو دیکھنے کے باوجود صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرماتے ہیں: اسے رہنے دو، وہ صاحبِ حق ہے اور صاحبِ حق کو بات کہنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ عفوو درگزر کا جو معاملہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا، وہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ جن لوگوں نے آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کے لئے ظلم وستم کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا تھا، انہی لوگوں پر فتح پانے کے بعد یہ اعلان فرمادیا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَاذْهَبُ اَنْتُمُ الطُّلَقَاءِ.

''آج کے دن تم پر کچھ ملامت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو''۔

Marfat.com

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کی وہ تعلیم وتربیت، جس نے دشمنوں کے دل جیتے اور جس نے ایک وحشی کو تہذیب وشائستگی کے بام عروج تک پہنچایا، اس کی سب سے بنیادی خصوصیت یہ تھی کہ وہ تعلیم محض ایک فکر وفلسفہ نہیں تھی، جسے خوبصورت الفاظ کا خول چڑھا کر آپ ﷺ نے پیروکاروں کے سامنے پیش کر دیا، بلکہ وہ ایک متواتر اور پیہم عمل سے عبارت تھی، آپ ﷺ کی مبارک زندگی کی ہر ہر ادا مجسم تعلیم تھی، چنانچہ اگر احادیث نبوی ﷺ کا استقراء کر کے دیکھا جائے تو اس میں قولی احادیث کی تعداد کم ہے اور عملی احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔

علامہ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''کنز العمال'' اب تک احادیث نبوی ﷺ کا سب سے جامع ذخیرہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب میں علامہ موصوف نے ہر عنوان کے تحت قولی احادیث اور فعلی احادیث کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ اگر اس کتاب ہی کا جائزہ لے لیا جائے تو بیشتر عنوانات کے تحت قولی احادیث کا حصہ مختصر اور فعلی احادیث کا حصہ زیادہ طویل نظر آتا ہے جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات نے روئے زمین پر جو حسین ودل کش انقلاب برپا فرمایا، اس میں زبانی تعلیم کا حصہ کم اور عملی تعلیم کا حصہ زیادہ ہے۔ (۸۳)

اگر آج ہم میں، اساتذہ کی تعلیم، واعظوں کی واعظ اور خطیبوں کی تقریریں نتائج کے اعتبار سے بے جان اور اصلاح معاشرہ کے عظیم کام کے لئے بے اثر نظر آتی ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آج ہمارے معلموں، واعظوں اور خطیبوں کے پاس صرف دل کش الفاظ اور خوش نما فلسفے تو ضرور ہیں لیکن ہماری عملی زندگی ان دل کش الفاظ اور خوشنما فلسفوں سے یکسر متضاد ہے۔ اور ایسی تعلیم وتربیت نہ صرف یہ کہ کوئی مفید اثر نہیں چھوڑتی بلکہ بسا اوقات اس کا الٹا اثر یہ ہوتا ہے کہ مخاطب ایک شدید ذہنی کش مکش اور فکری انتشار کا شکار ہو کر

Marfat.com

رہ جاتا ہے۔ استاد کا بیان کیا ہوا بیانی فلسفہ اور مقرر کی شعلہ بیان تقریریں ایک محدود وقت کے لئے انسانوں کو اپنی طرف متوجہ ضرور کر لیتی ہیں، لیکن جب تک اس کے ساتھ عملی نمونہ نہ ہو تو ان تقریروں سے صرف کان متاثر ہوتے ہیں، اور بہت زیادہ ہوا تو عقل ان کی صحت کو تسلیم کر لیتی ہے، لیکن دلوں کو متاثر کرنے اور زندگیوں کی کایا پلٹنے کا کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک معلم کی تعلیم اور واعظ خود اس کی اپنی زندگی میں عملی طور پر رچا بسا ہوا نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ کی سنت سے ماخوذ کامیاب زندگی کے اصول

کامیاب زندگی کے لئے چند آسان اور قابل عمل اصولوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کریم ﷺ کی صورت میں ایک ایسے انسان کامل ﷺ عطا فرمائے جنہوں نے دینی اور دنیوی نقطہ نظر سے کامیابی کے طریقے نہ صرف زبانی بتائے بلکہ عملاً کر کے دکھائے۔ آپ ﷺ نے ہمیں اس دنیا کی زندگی میں کامیاب ترین راستہ بھی بتایا ہے۔ آج اگر ہم آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں تو وہ اصول اخذ کر سکتے ہیں جن پر نبی کریم ﷺ نے عمل کیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ ﷺ حقیقی معنوں میں اللہ کے فرستادہ، اصلاحی مفکرِ اعظم ﷺ تھے۔ آپ ﷺ کے تمام کام نتیجہ خیز تھے۔ آپ ﷺ نے ایسے تمام اقدامات سے گریز کیا جن کا کچھ مقصد نہ ہو۔

آیئے نبی کریم ﷺ کی زندگی کے چند ایسے اصول دیکھتے ہیں جن کی روشنی میں ہم ایک کامیاب زندگی گزارنے میں کامیاب ہو سکیں:

حسن کلام:

نبی کریم ﷺ نے جن قیامت خیز گھڑیوں میں دعوتِ اسلام کا آغاز کیا وہ انتہائی حکمت و دانائی سے ہی ممکن تھا۔ اپنے خاندان والوں نے ہی شدید مخالفت کر دی تھی لیکن نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کی نرم کلامی اور خلقِ عظیم سے بدترین شخص بھی راہ راست پر آجاتا۔ نبی کریم ﷺ کا طریقہ سختی کی بجائے استقامت اور حلم کا تھا۔ بعض ہٹ دھرم لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے اور صبر سے اپنا کام جاری رکھتے۔ اکثر ایسا ہوا کہ آپ ﷺ کے حسن اخلاق سے لوگ بغیر کسی بحث و تمحیص کے اسلام قبول کر لیتے، جیسے کوڑا کرکٹ پھینکنے والی بڑھیا، اور آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کے ارادے سے بیٹھنے والے شخص کے قبول اسلام کا واقعہ ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں۔

تدریجی مراحل :

نبی کریم ﷺ کا طریقہ یکدم بوجھ ڈالنے یا اچانک انقلاب لانے والا نہ تھا، بلکہ آپ ﷺ ہر کام کو ایک صبر و تسلی سے کرنے کے عادی تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ قرآنِ حکیم کی ابتدائی آیات جنت و جہنم سے متعلق نازل ہوئیں اور ایک طویل عرصہ بعد جب لوگوں کے قلوب نرم ہو گئے تو شراب نوشی اور بدکاری کی مخالفت سے متعلق قرآنِ حکیم کے قوانین واحکام نازل ہوئے۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انسانی مزاج میں تبدیلی کے لئے قرآن حکیم نے تدریجی طریقے کی حمایت کی ہے، اور انقلابی راہ کو مسترد کیا ہے۔ چنانچہ یہی راہ راہِ حق ہے۔

ذاتی (Discipline) نظم وضبط :

ذاتی و معاشرتی نظم وضبط اختیار کرنے سے انسان کو ہر کسی کے سامنے جھکنا نہیں پڑتا۔ آپ اسلامی عبادات کا نظام دیکھئے جن میں واضح طور پر آپ کو ایک نظم و نسق نظر آئے گا۔ باجماعت نماز ادا کیجئے اور صرف ایک آقا و مالک کے سامنے جھک کر، ان گنت دنیاوی آقاؤں کے سامنے جھکنے سے آزاد ہو جایئے۔ ایک اللہ، ایک رسول ﷺ، ایک قبلہ، ایک

Marfat.com

کتاب اور ایک نظریئے کی پیروی آپ کو ہزار سجدوں سے نہ صرف یہ کہ نجات ہی دے گی، بلکہ آپ کو ایک روحانی تسکین فراہم کرے گی۔ بقول اقبالؒ

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات

سادہ زندگی :

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلاِ قْتِصَادُ فِی النَّفْقَۃِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ .

ارشاد نبوی ﷺ ہے : سادگی آدھی گزران ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ایک انتہائی سادہ اور سلیس زندگی کا نمونہ پیش فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْفَقْرُ فَخْرِ یْ یعنی: قناعت پسندی میرا فخر ہے۔ آپ ﷺ کے وضع کردہ نظام میں کسی خاص طبقے یا گروہ کو فوقیت یا برتری حاصل نہیں، بلکہ تمام انسان برابر ہیں۔

ہاں البتہ! اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ . (۹۰)

اللہ کے نزدیک سب سے برتر اور مقبول وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے بہتر اور آگے ہے۔ آپ ﷺ نے مال و دولت جمع کرنے کی سخت حوصلہ شکنی فرمائی (۸۱)

کیونکہ اسلامی معاشرے کی کامیابی کا راز اسی میں تھا کہ ارتکازِ دولت کی ہوس لوگوں کے دل و دماغ سے دور رہے۔

رجائیت پسندی :

مکی زندگی کے ابتدائی ایام میں بہت سی مشکلات اور مسائل پیش آئے، اس موقع پر قرآن حکیم کی ایک آیت حکیمہ نازل ہوئی۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً. (۹۱)

ترجمہ : بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے، یقیناً ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

Marfat.com

اس کا مطلب ہے کہ اگر کچھ مشکلات پیدا ہوں گی تو اس کے ساتھ ہی کچھ فائدے بھی ہوں گے۔ پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔ اس لئے مشکلات کو نظر انداز کر کے کامیابی کے لئے کوشش جاری رکھنی چاہیئے۔ اس کا عملی نمونہ ہم نے صلح حدیبیہ کی اس شرط میں دیکھا کہ:

''اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ آئے تو اسے واپس کر دیا جائے''۔ اور ایسا کیا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے صبر اور استقامت سے کئی دوسرے لوگ متأثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ (۸۱)

آسانی سے مشکل تک:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو دو کاموں کا انتخاب کرنا ہوتا تو آپ ﷺ آسان راہ کا انتخاب کرتے۔ (۲۰)

اور آسان راستے کے انتخاب کے معنی ''ممکن'' سے آغاز کرنا ہے، اور جو شخص ممکن کام سے ''شروع'' کرتا ہے ضرور اپنا مقصد پانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ (۸۱)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ. کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ صرف اس پر ہمیں یقین کی ضرورت ہے۔

متنازعہ امور میں میانہ روی:

نبی کریم ﷺ انتہائی مدبرانہ حکمتِ عملی اور صبر سے متنازعہ امور پر مخالف کی بات سنتے، اور صبر و تحمل والا روّیہ اختیار فرماتے تھے۔ معاہدۂ حدیبیہ کی دستاویز کی تیاری کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ محمد ﷺ پیغمبر اسلام کی طرف سے ہے''۔ قریش کے وفد نے ان الفاظ پر اعتراض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فوراً یہ الفاظ تبدیل کئے اور فرمایا کہ: ''محمد بن عبداللہ'' لکھا جائے۔ (۸۱)

Marfat.com

ان اصولوں کی پیروی سے پیغمبر اسلام ﷺ نے وہ کامیابی حاصل کی، جسے مؤرخین حضرات نے بے مثال کامیابی سے تعبیر کیا ہے۔

انتہاء پسندی سے اجتناب :

نبی کریم ﷺ نے میانہ روی، اعتدال پسندی اور رواداری کا طریقہ اپنایا اور حکمت عملی اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ ﷺ جلد بازی اور جذباتیت کے حق میں نہ تھے۔ مشہورِ زمانہ، جنگ موتہ میں، محض جنگی چال کے پیش نظر، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلم لشکر کی میدان جنگ سے پسپائی کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جب لشکر اسلام مدینہ پہنچا تو کچھ مسلمانوں نے انہیں بھاگنے والے کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں وہ ''کرار'' یعنی پیش قدمی کرنے والے ہیں۔

اہل مدینہ انتہاء پسندی کی سوچ کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ لڑو یا مرو، لیکن نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا۔ ایک تیسرا بھی راستہ ہے کہ جنگ کو ٹال کر اس دوران اپنی طاقت از سر نو منظم کی جائے۔ (۸۱)

تاریخ شاہد ہے کہ تین برسوں کی تیاری کے بعد مسلمانوں نے دوبارہ رومی سرحدوں پر پیش قدمی کی اور انہیں ایک بے مثال فتح حاصل ہوئی۔

مشاورت :

نبی کریم ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا کہ (شُوریٰ بَیۡنَهُمۡ) آپ ﷺ اپنے رفقاء میں شامل تمام لوگوں سے مشاورت فرماتے تھے۔ اس رائے دہی میں منافقین تک کو نظر انداز نہیں کیا جاتا تھا۔ بعض اوقات آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے پر فیصلے بھی تبدیل کیے، جیسے جنگ بدر کے سلسلے میں فوج کے پڑاؤ کا فیصلہ حضرت حبیب ابن

Marfat.com

المناظر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر تبدیل فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل پر قیدیوں کو فدیہ کے عوض آزاد کرنے کے احکام صادر فرمائے۔ اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر غزوۂ احزاب میں خندق کھود کر مدینہ کا دفاع فرمایا۔ (۸۱) ان حالات وحادثات اور مثالوں سے ہمیں سبق لینا چاہیئے۔

میدانِ جنگ کو اپنی مرضی پر تبدیل کرنا:

یہ اصول غزوۂ حدیبیہ سے ثابت ہوا ہے۔ اس موقع پر مخالفین اسلام مسلمانوں کو جنگ میں الجھانا چاہتے تھے کیونکہ مخالفین اسلام فتح حاصل کرنے کی پوزیشن میں تھے، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کی یک طرفہ شرائط مان کر معاہدہ قبول کرلیا۔ یہ دس سالہ امن معاہدہ تھا، جو اپنے مثبت نتائج صرف ابتدائی دو تین سال میں ہی دکھا گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں اور کافروں کا آمنا سامنا میدانِ جنگ میں ہوا۔ اب فریقین کے مابین تنازعہ نظریاتی بحث میں تبدیل ہو چکا تھا۔ صرف دو سال میں اسلام غالب ہو گیا جس کی وجہ محض یہ تھی کہ اسے نظریاتی برتری حاصل تھی۔ (۸۱)

دور اندیشی، اور دنیاوی علوم کا حصول:

نبی کریم ﷺ کی منصوبہ بندی، دور اندیشی اور طویل المیعاد فوائد کا پیش خیمہ ہوتی تھی۔ اکثر فیصلے بظاہر معمولی نوعیت کے یا گھاٹے والے نظر آتے، لیکن ان کے دور رس نتائج آج بھی تاریخ کے سنہری ابواب میں رقم ہیں۔

جنگ بدر کے بعد تقریباً ۷۰ غیر مسلموں کو جنگی قیدی بنایا گیا۔ وہ خواندہ لوگ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ: اگر کوئی شخص ان میں سے دس مسلمانوں کو تعلیم دے، لکھنا، پڑھنا سکھائے، تو اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ یہ تاریخِ اسلام کا پہلا ایسا مدرسہ تھا جس میں

Marfat.com

تمام طلبا مسلمان اور اساتذہ مخالفین اسلام تھے، ظاہر ہے وہ مسلمانوں کو دنیا ہی کی تعلیم دے سکتے تھے، ورنہ دین تو ان کے پاس نہیں تھا۔(۸۱)

عفوودرگزر :

جب مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ کے تمام بدترین مخالفین آپ ﷺ کے سامنے لائے گئے۔ وہ ہر انداز میں جنگی مجرم تھے، لیکن نبی کریم ﷺ نے انہیں قتل کرنے کے بجائے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ آج کے دن تم سے کوئی مواخذہ نہیں، تم آزاد ہو۔ اس عفوودرگزر کا معجزانہ اثر ہوا، اور وہ فوراً مشرف با اسلام ہو گئے۔(۸۱)

عدل وانصاف :

انصاف قطعاً غیر جانبدار ہوتا ہے، چنانچہ قرآنِ حکیم میں واضح ارشاد ہے :

لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۔(۹۲)

ترجمہ : کسی قسم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، عدل کرو۔ یہ بات تقویٰ سے زیادہ نزدیک ہے۔

آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابو جندل اور دیگر مہاجرین مکہ کو سیاسی پناہ نہ دے کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ عدل وانصاف کی علمبرداری قائم کرنے کے لئے اپنوں کی قربانی دے سکتے ہیں۔

ایک اور موقع پر عرب کے باوقار قبیلے بنو مخزوم کی ایک فاطمہ نامی خاتون کی چوری کی سزا منسوخ کرنے سے آپ ﷺ نے انکار کر دیا، اور فرمایا کہ :

"اگر میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی ایسے جرم کا ارتکاب کرتی تو میں اسے بھی معاف نہ کرتا"۔(۸۱)

Marfat.com

مخالفت کو دوستی میں تبدیل کرنا :

مخالفینِ اسلام ہمیشہ نبی کریم ﷺ کو تکلیف اور اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اس موقع پر قرآنِ حکیم میں آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ: اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ . بدی کا جواب نیکی سے دیں۔ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ. تم دیکھو گے کہ آپ ﷺ کا جانی دشمن آپ ﷺ کا گرم جوش دوست بن گیا ہے۔ (۹۳)

اس کا مطلب ہے کہ بدی کے جواب میں نیکی کا برتاؤ، آپ ﷺ کے دشمنوں کو مفتوح کردے گا۔ (۸۱)

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں میثاق مدینہ کی مثال اس حقیقت کا تاریخی ثبوت ہے۔

عملی اقدام کے لئے جگہ کی تبدیلی :

یہ اصول، ہجرتِ نبی ﷺ سے ماخوذ ہے۔ ہجرت نبوی ﷺ محض مکہ سے مدینہ روانگی نہیں تھی، بلکہ اس کا مقصد اسلامی جدوجہد کے لئے موزوں جگہ کی تلاش تھا، جسے بعد میں تاریخ نے درست ثابت کیا۔

معاشرتی اخوت :

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (۹۴) تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں عملی اخوت قائم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمانوں میں بلا امتیاز رنگ و نسل، مالک و غلام، امیر و غریب اور عربی و عجمی سب لوگ حقوق کے لحاظ سے برابر ہیں، اور سب کی ذمہ داریاں بھی مشترک ہیں۔ (۸۱)

آپ ﷺ کا قائم کردہ بھائی چارہ، خونی رشتے سے بھی سبقت لے گیا، جس کے

Marfat.com

نتیجے میں مسلمان کامیابی کی منازل طے کرتے چلے گئے۔

استقامت اور حسن معاشرت :

اسلام سے پہلے دنیا کی حالت بہت ابتر تھی، کسی جگہ کوئی ضابطۂ حیات نہیں تھا۔ غرض یہ کہ پوری دنیا جہالت اور گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں ڈوبی ہوئی تھی۔ غریب اور بے بس کا کوئی سہارا نہیں تھا۔ ظالموں کو ظلم سے کوئی روکنے والا نہیں تھا۔ یہ لوگ لڑکیوں کو زندہ دفن کر ڈالتے تھے۔ معمولی معمولی باتوں پر جھگڑ پڑتے تھے، بقولِ شاعر :

ع کبھی ہوتا پانی پلانے پہ جھگڑا کبھی گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا

اس پر میں نے کہا ہے :

یہاں بھی ہے جھگڑا وہاں بھی ہے جھگڑا جہاں ہوں گے ''جاہل'' وہاں ہوگا جھگڑا

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اس کے اصول وضوابط واضح اور حقیقت پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار انبیائے کرام علیہم السلام بھیجے جنہوں نے بھٹکی ہوئی اقوام وملل کو سیدھے راستے پر لانے کی بھرپور کوشش کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا، اور آپ ﷺ کی مبارک ومطہر زندگی کو ہمارے لئے نمونہ بنایا ہے۔ آپ ﷺ نے جہاں جہاں جہاد کا حکم دیا وہاں ثابت قدم رہنے اور دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے کی تعلیم بھی دی۔

استقامت :

''استقامت'' کا مطلب ہے، ثابت قدمی اور ڈٹے رہنا۔ یہ ایک ایسی لازمی وصف ہے جو ہر مسلمان میں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

Marfat.com

تُفۡلِحُوۡنَ. (۹۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! دشمنوں کے مقابلے میں تکلیفوں اور مشقتوں میں صبر کرو اور دوسروں کو ثابت قدم رکھنے کی کوشش کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پوری طرح کامیاب ہو جاؤ۔ اس آیتِ حکیمہ میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ اگر کسی وقت کوئی تکلیف یا مصیبت تمہارے گلے آن پڑے تو مسلمانوں کو ان پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دے کر ان کا حوصلہ بڑھانا چاہیئے۔ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی استقامت کا عملی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا رہے اور اپنے صحیح مؤقف پر ڈٹے رہے حتیٰ کہ زندگی بھر آپ ﷺ نے کہیں بھی، اور کبھی بھی کسی قسم کی بزدلی یا غیر مستقل مزاجی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ غزوۂ اُحد میں جب کفارِ مکہ کے حملے کے باعث مسلمانوں کی تنظیم کا شیرازہ بکھر گیا تو اس وقت حالات انتہائی ناساز تھے اور اس وقت نبی کریم ﷺ کے دو دانت مبارک بھی شہید ہو گئے تھے، آپ ﷺ کی پیشانی مبارک خون آلود ہو گئی تھی۔ کفار آپ ﷺ کی جان کے درپے تھے، تاہم آپ ﷺ ایک مضبوط چٹان کی طرح ان کے سامنے کھڑے رہے اور ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ مسلمان جن کے حوصلے پست ہو چکے تھے نبی اُقدس ﷺ کہ یہ حالت دیکھ کر اتنی بے جگری سے لڑے کہ شکست کو فتح میں تبدیل کر لیا۔ یہ فتح نبی کریم ﷺ کی استقامت کا نتیجہ ہے۔ اس کے بعد جب آپ ﷺ نے اہل طائف کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ پر اتنے پتھر برسائے کہ آپ ﷺ لہولہان ہو گئے اور حضرتِ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ، اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! آپ حکم دیں تو اہل طائف کو تباہ و برباد کر دیا جائے؟ انہیں ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! ہو سکتا ہے کہ ان کی اولاد میں سے ہی کوئی اللہ کو ماننے والا پیدا

Marfat.com

ہو جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استقامت کا عملی نمونہ پیش فرمایا اور اسلام کی تبلیغ جاری رکھی۔

حسن معاشرت :

''حسن معاشرت'' کا مطلب یہ ہے کہ اوروں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا والدین کی خدمت کی جائے۔ بڑوں کا ادب کیا جائے۔ چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔ پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔

والدین کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد روئے زمین پر سب سے اعلیٰ وَ افضل ترین عبادت، اور سب سے بڑی نیکی والدین ہی کی خدمت کرنا اور ان کا احترام بجا لانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ والدین سے ہمیشہ اچھا سلوک رکھو، یہاں تک کہ اگر وہ تمہارے ساتھ سختی بھی کریں تو بھی اُف تک نہ کہو۔ (۹۸)

نبی اُقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ. (۲۰)

جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ ماں کی شفقت، محبت اور تربیت و خدمت کا تقاضا ہے کہ ہم اس کے فرماں بردار بنیں، اور اس کی خدمت کر کے جنت کے مستحق بن جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں (نوکروں، اور ملازمین) کے لئے انتہائی مہربان تھے۔ وہ غلام جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲ سال خدمت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک دن بھی نہیں جھڑکا۔ ایک بار ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ غلام کو ایک دن میں کتنی بار تک معاف کیا جا سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلام کو ایک دن میں ۷۰ دفعہ معاف کرنا چاہیئے۔ پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا جس نے خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھالیا مگر اس کا پڑوسی بھوکا رہا۔ (۲۰)

Marfat.com

بہر حال! نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی استقامت کا عملی نمونہ ہے۔ یہاں تک کہ طائف والوں نے آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے ان سے بدلہ نہ لیا۔ آپ ﷺ ثابت قدم رہے، اور اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ جاری رکھی۔ اس طرح آپ ﷺ کی زندگی کے اور بھی واقعات ہیں جن سے ہمیں استقامت کا درس ملتا ہے۔ اس کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حسن معاشرت کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ آپ ﷺ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں فرمایا کہ:

''لعنت ہے اس شخص پر جس نے اپنے والدین کو پایا اور (ان کی خدمت کر کر کے) جنت حاصل نہ کی''۔ (۱۱۳)

نبی اُقدس ﷺ کی صورتِ مبارکہ

اب نبی کریم ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر پوری توجہ سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک پڑھیے اور اپنی آنکھوں کو نبی کریم ﷺ کے جمالِ جہاں آرا سے منور کیجیے اور دل و دماغ میں اس کو بسا لیجیے تاکہ کسی اور کی محبت دل میں باقی نہ رہے۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان واقعتاً نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے جسمِ مبارک کی اس طرح کیفیت بیان کی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ انہوں نے جسمِ اُقدس کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جس کا نقشہ نہ بیان کیا ہو۔

Marfat.com

ے چاند سے تشبیہ دینا بھی کوئی انصاف ہے؟
چاند میں ہیں جھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

وَاَحْسَنُ مِنکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیُ وَ اَجْمَلُ مِنکَ لَمْ تَلِدِالنِّسَاءُ
خَلَقْتَ مُبَرَّاً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ کَأَ نَکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاء

☆

Marfat.com

عن کعب ابن مالکؓ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَاسُرَّ اِسْتَنَا رَ وَجْھہ کَانَہ' قِطْعَۃُ قَمرٍ (۲۰)۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر جب شکن پڑتی تو آپ کا چہرۂ مبارک پارۂ قمر کی طرح چمکنے لگتا۔ اہل سیر کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے نیک بختی، سعادت مندی، اور نورانیت مترشح ہوتی رہتی تھی۔

صورتِ نبی کریم ﷺ

مؤلف

حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی، حفظہ اللہ

فاضل: وفاق المدارس العربیۃ ملتان (پاکستان)

ناشر

حنفی مجلس عمل آزاد کشمیر

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا حسن و جمال

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے، رات چٹکی ہوئی تھی، چودھویں رات کا چاند نکلا ہوا تھا، ہر طرف چاندنی پھیلی ہوئی تھی، میں کبھی چاند کو اور کبھی نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس ﷺ کو دیکھتی. آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! کیا کر رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں. میں کبھی چاند کو دیکھتی ہوں، اور کبھی آپ ﷺ کو، اللہ کی قسم! آپ ﷺ چودھویں رات کے چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

چاند سے تشبیہ دینا بھی کوئی انصاف ہے ؟

چاند میں ہیں جھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: زلیخا کی سہیلیاں اگر نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھوں کے قلوب کو چیر لیتیں۔

(کیونکہ حسن و جمال آپ ﷺ پر ختم ہے۔)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا پورا حسن و جمال ظاہر نہیں فرمایا. اگر ظاہر فرما دیتے تو لوگوں میں نبی کریم ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی، اس راز کو شاعرِ رسول سیدنا حضرتِ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب سمجھا، چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کی خوبصورتی اور حسن و جمال کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ آج تک

Marfat.com

کوئی اس طرح بیان نہیں کر سکا :

وَاَحۡسَنُ مِنکَ لَمۡ تَرَقَطُّ عَینِیۡ وَ اَجۡمَلُ مِنکَ لَمۡ تَلِدِالنِّسَاءُ

خَلَقۡتَ مُبَرَّأً مِنۡ کُلِّ عَیۡبٍ کَأَنَّکَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: اور آپ ﷺ سے بہتر ذات کبھی میری آنکھ نے نہیں دیکھی، اور آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت شخص کبھی عورتوں نے نہیں جنا، آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا، گویا جس طرح خود آپ ﷺ نے چاہا، اسی طرح آپ ﷺ کو بنایا گیا۔ (آپ ﷺ اپنی مثال آپ ہیں، آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے۔)

لیجیے اب نبی کریم ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر پوری توجہ سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک پڑھیے اور اپنی آنکھوں کو نبی کریم ﷺ کے جمالِ جہاں آرا سے منور کیجیے اور دل و دماغ میں اس کو بسا لیجیے تا کہ کسی اور کی محبت دل میں باقی نہ رہے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان واقعتاً نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے جسمِ مبارک کی اس طرح کیفیت بیان کی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ انہوں نے جسمِ اقدس کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جس کا نقشہ نہ بیان کیا ہو۔ حضرت ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی صورت و سیرت کے حافظ ہیں، انہی سے نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک سنئے:

نبی کریم ﷺ کا سر مبارک :

نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کی توصیف میں حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرقوم ہے کہ:

كَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَظِیۡمَ الۡهَامَةِ. (١٠)

نبی کریم ﷺ کا سر مبارک عظیم تھا۔ سر کی بزرگی، وفورِ عقل اور جودتِ فکر کی اس بنا پر

Marfat.com

دلیل ہے کہ سر، جو ہر دماغ کا حامل ہوتا ہے. یہاں پر سر کو عظیم کہنے سے کوتاہی اور اس کی چھوٹائی کی نفی کرنا مقصود ہے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اعضاً و جوارح میں وجودِ اعتدال کی رعایت کی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُوئے مبارک:

حضرتِ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ''رَجِل''یعنی، نرم، دراز اور گھنگھریالے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی لمبائی، کانوں کے درمیان تک، دوسری روایت میں کانوں تک، اور تیسری روایت کے بموجب کانوں کی لو تک تھی۔ان کے علاوہ کندھوں یا کندھوں کے قریب تک کی روایات بھی ہیں۔ان تمام روایات میں باہمی مطابقت اس طرح ہے کہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تیل لگاتے یا کنگھی فرماتے تو بال دراز ہو جاتے، ورنہ اس کے برعکس رہتے، یا پھر بال ترشوانے سے پہلے اور بعد ان میں اختصار و طول ہوتا رہتا تھا۔

بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔اگر باسہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے تھے، اور اگر کسی وجہ سے باسہولت نہ نکلتی تو اس وقت نہ نکالتے، کسی دوسرے وقت جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی نکال لیتے۔

جس زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کان کی لَو سے متجاوز ہو جاتے تھے. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نرم، سخت سیاہ، دراز اور گھونگھریالے تھے۔(۵۴)

مسئلۂ خضاب: علمأ کا اس میں اختلاف ہے کہ خضاب لگانا چاہیئے یا نہیں؟ تاہم اکثر کا خصوصاً ائمۂ محدثینؒ کا مذہب یہی ہے کہ یہ مکروہ ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا

Marfat.com

بڑھاپا آیا ہی نہیں جس میں خضاب کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس اور ریشِ مبارک میں چودہ یا سترہ یا اٹھارہ سفید بال تھے. اور جب بالوں میں تیل کی مالش کر لی جاتی تھی تو یہ سفیدی بھی روپوش ہو جاتی تھی. چنانچہ حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ریشِ مبارک اور سرِ اقدس میں صرف چند بال سفید تھے، اگر میں چاہتا تو شمار کر لیتا، اور فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا۔ (۵۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک، آئینۂ جمالِ الٰہی و مظہر انوارِ لامتناہی تھا۔ چنانچہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ:

مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۵۳)۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

اسی طرح حضرت ھند ابی ھالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک ذکر کرتے ہوئے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک ماہِ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک، بالکل متوسط قد والے آدمی سے، کسی قدر طویل تھا، تاہم لمبے قد والے سے پست تھا۔ سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ (۵۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبیں مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبینِ مبارک افسح الجبین (کشادہ پیشانی) تھی۔

عن کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَاسُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْھُہٗ کَاَنَّہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ (۲۰)

Marfat.com

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک پر جب شکن پڑتی تو آپ کا چہرۂ مبارک پارۂ قمر کی طرح چمکنے لگتا۔

حضرات اہلِ سیَر کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے نیک بختی، سعادت مندی، اور نورانیت مترشح ہوتی رہتی تھی۔

نبی کریم ﷺ کی ابرو مبارک:

اس بارے میں صحیح روایت یہ ہے کہ آپ غیر متصل ابرو رکھتے تھے۔ بظاہر یہ اتصال بہت گہرا نہ تھا جس سے دونوں ابرو کے بال باہم خوب پیوست ہو گئے ہوں اور نہ ہی درمیان میں اتنی خالی جگہ تھی جسے غیر متصل کہا جائے بلکہ چند ایک خفیف سے بالوں کا اتصال تھا۔ آپ ﷺ کے ابرو خم دار، باریک اور گنجان تھے، دونوں ابرو جدا جدا تھے. ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے. ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت اُبھر جاتی تھی۔ (۵۳)

نبی کریم ﷺ کا رنگ مبارک :

نبی کریم ﷺ کا رنگ مبارک نہایت چمک دار تھا، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ : اَبْیَضُ مُشْرَبٌ وَاَنَّهٗ شَرَابٌ خَلَطَ لَوْنٌ بِلَوْنٍ.

یعنی : آپ ﷺ کا رنگ سفید مشربی تھا۔ مشرب اس شراب کو کہتے ہیں جس میں ایک رنگ میں دوسرے رنگ کی آمیزش ہو، گویا کہ ایک رنگ پلا کر، دوسرا رنگ پلایا گیا ہو۔ اس جگہ مشرب سے مراد سرخی ہے۔ (۵۳)

نبی کریم ﷺ کی مبارک آنکھیں :

کَانَ اَشْهَلَ الْعَیْنَیْنِ وَ کَفتهٗ اَشْهَلُ حُمْرَةٌ فِیْ سَوَادٍ.

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی دونوں آنکھیں اشہل تھیں، اور سیاہی میں سرخی کو اشہل کہا جاتا ہے۔ ایک رویت میں اَدْعَجُ الْعَیْنَیْن بھی آیا ہے۔ ''ادعج'' گہری سیاہ آنکھ کو کہتے ہیں، اور قاموس نے اس کے معنیٰ فراخ وکشادگی کے بھی لئے ہیں، اور ایک روایت میں اَکْحَلُ الْعَیْنَیْنِ ہے۔ یعنی سرمگیں آنکھیں تھیں۔ گویا آپ کی چشمِ مبارک بغیر سرمہ لگائے سرمگیں نظر آتی تھیں۔ (۵۳) یہ بھی محبوبوں کے آنکھ کے حسن کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔ آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی، اور رخسارِ مبارک ہموار، ہلکے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی حیائے مبارکہ:

حیاٗ کے معنیٰ شرمیلا پن اور شرم رکھنے کے ہیں۔ اس کا مادہ حیات ہے۔ شریعت میں حیاٗ اس خوبی کا نام ہے جو برائی کے ارتکاب سے بچانے کا موجب اور حق دار کے حق میں کوتاہی سے محفوظ رکھنے کا باعث ہو۔ حیاٗ کو ایمان کا جزء بھی کہا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے: اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ حیاٗ ایمان کا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ میں دونوں قسم کی حیاٗ بدرجۂ کمال موجود تھی۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے قلبِ اطہر کی حیات اور اس کا مکروہاتِ شرعیہ سے اجتناب سب سے زیادہ قوی ''اتم'' اکمل اور افضل تھا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدُّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا. (۷۶)

یعنی: نبی کریم ﷺ زنِ دوشیزہ اور اس کے حجاب سے سخت تر حیاٗ فرماتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی ناک مبارک:

نبی کریم ﷺ کی ناک مبارک، بلندی مائل تھی، اور اس پر ایک چمک اور نور تھا۔ ابتداً دیکھنے والا آپ ﷺ کو بڑی ناک والا سمجھتا۔ (تاہم غور سے دیکھنے سے معلوم

Marfat.com

ہوتا کہ فی الواقع ایسا ہے نہیں بلکہ وہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے۔)

نبی کریم ﷺ کا دہن مبارک :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ.

نبی کریم ﷺ کا دہن اقدس اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ (یعنی: تنگ منہ نہیں تھا۔)

نبی کریم ﷺ کے دندانِ مبارک :

آپ ﷺ مُفْلِجُ الْاِسْنَانِ اور مُفْلِجُ الثَّنَايَا تھے۔

مطلب یہ کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک، باریک اور آبدار تھے۔ اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا فاصلہ بھی تھا۔

نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک :

نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک اور دہن اقدس کا مہرہ تمام لوگوں سے زیادہ حسین ولطیف تھا۔

نبی کریم ﷺ کی ڈاڑھی مبارک :

آپ ﷺ کی ڈاڑھی کیسی تھی؟ كَثُّ اللِّحْيَةِ گھنی ڈاڑھی، ایک مٹھ۔ مگر ''امتی'' وہ بھی عاشقِ رسول ڈاڑھی پر بلیڈ اور استرے گھماتا پھرے، پاک نبی کی پاک سنت کو گندی نالی میں ڈال کرنا پاک کرتا پھرے، پھر بھی اس کے عشقِ رسول میں کوئی فرق نہ آئے؟ پھر بھی وہ مسلمان ہی کہلائے؟

افسوس صد افسوس!.......... كَثُّ اللِّحْيَةِ نبی کریم ﷺ کی ڈاڑھی گھنی، اور

Marfat.com

سینے مبارک پر پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثَّ اللِّحْیَۃِ ۔ (۱۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک میں بال بکثرت تھے۔

ایک اور روایت میں ہے: اَللِّحْیَۃُ یَمْلَأُ صَدْرَہٗ. (۱۲)

یعنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کے بال اس کثرت سے تھے کہ جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک بھر گیا تھا. آپ کی ڈاڑھی مبارک طبعاً چار انگل تھی، اس سے کم نہ ہوتی تھی. تاہم ڈاڑھی کا لمبا کرنا موجبِ حُسن و جمال ہے، خصوصاً جب ڈاڑھی گھنی ہو۔ اسی لئے حنفی مسلک میں کم از کم چار انگل ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔

لیکن ایک روایت میں یہ ہے کہ اس سے زائد بالوں کو کاٹنا واجب ہے۔

جس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لے کر اس سے زائد بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ (۱۳)

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر علماء و مشائخ اس سے زائد بڑھائیں تو بھی درست ہے۔

ڈاڑھی کی شرعی حد :

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَأْخُذُ مِنْ لِحْیَتِہٖ مِنْ عَرْضِھَا وَ طُوْلِھَا . (۱۱۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی مبارک کے طول و عرض سے بال لیا کرتے تھے. اب طول و عرض سے کتنا لیتے تھے؟ اس کی تفصیل حضراتِ صحابہ کرامؓ ہی بتلا سکتے ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈاڑھی کے طول و عرض سے بال لیتے دیکھا! چنانچہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ خُذُوْا مَاتَحْتَ الْقَبْضَۃِ. (۲۱) مشت سے زائد جو بال ہیں ان کو کاٹ دو۔

اور حضرت عبداللہ ابنِ عمرؓ کا معمول داڑھی کے سلسلے میں یہی تھا :

Marfat.com

اَنَّه کَانَ یَقبِضُ عَلیٰ لِحیَتِہٖ ثُمَّ یَقُصُّ مَاتَحتَ القَبضَۃِ (۲۲)۔

اپنی ڈاڑھی کو مٹھی بھر لیتے تھے پھر اس مٹھی سے نچلا حصّہ کاٹ دیا کرتے۔

امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح میں حضرت ابن عمرؓ کا یہی طرزِ عمل نقل کیا ہے. حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی معمول تھا :

کَانَ یَقبِضُ عَلیٰ لِحیَتِہٖ فَیَأْخُذُ مَافَضَلَ عَنِ القَبضَۃِ (۲۲)۔

یعنی : وہ ڈاڑھی کو مٹھی میں لے کر جو اس سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے تھے۔

تو صحابۂ کرامؓ کے عمل، اور ارشادات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ حضرات ایک مٹھی سے زائد بال کاٹتے تھے۔ تو یہ ڈاڑھی کی حد ہوگئی. اسی لئے علمائے کرام ہمیشہ سے کہتے، اور لکھتے آئے ہیں کہ: شرعی مقدار کے مطابق ڈاڑھی رکھنا واجبات میں سے ہے. جتنی ضروری وتر کی نماز ہے، جتنی ضروری عیدین کی نماز پڑھنا ہے، جتنا ضروری قربانی کرنا ہے، اتنا ہی ضروری شرعی ڈاڑھی رکھنا ہے۔

آج لوگ اس دھوکہ میں ہیں کہ گناہ چھوٹتے نہیں تو ڈاڑھی کیوں رکھیں؟ بلاوجہ لوگ صوفی صوفی کہیں گے. ڈاڑھی رکھنے سے اگر آدمی صوفی بن جاتا ہے تو کیا ہوا؟ ڈاڑھی کاٹنے اور منڈانے والا تو صافی (سنتِ نبوی کا صفایا کرنے والا، سخت گناہ گار) ہوتا ہے۔

شیخ ابنِ ہمامؒ فرماتے ہیں کہ: ایک مشت سے کم ڈاڑھی کروانا ائمہ مجتہدینؒ میں سے کسی کے ہاں بھی مباح نہیں ہے۔ اور علامہ ابنِ عابدین شامیؒ فرماتے ہیں کہ: سنتِ رسولؐ ایک مٹھی کی ڈاڑھی ہے، وہ یوں کہ داڑھی کو مٹھی میں پکڑے جو مٹھی سے زائد ہو اسے کاٹ دے۔ اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی اپنی ڈاڑھی اپنی مٹھی میں پکڑ لے اور جو کچھ مٹھی سے زائد ہو اس کو کاٹ دے۔ ایک مشت ڈاڑھی ہو جانے کے بعد اسے بے ہنگم طریقے سے بڑھنے کے لئے چھوڑ دینا اصولِ شرع کے خلاف ہے۔ ایک مشت ہو جانے کے بعد

Marfat.com

بڑھے ہوئے بالوں کو کٹوانا یا کتروانا جائز ہے .احادیثِ نبویہ، عمل صحابہؓ اور طریقۂ سلف صالحینؒ سے ثابت ہے .ائمہ اربعہؒ میں سے کوئی بھی مطلق ارسال (ایک مشت سے زائد بے ہنگم طریقے سے ڈاڑھی بڑھانے) کا قائل نہیں ہے .حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ایک مشت سے زائد ہو جانے پر زائد ڈاڑھی کا کاٹ لینا جائز اور مستحب ہے .(۲۳)

ڈاڑھی فقہی نقطۂ نظر :

ڈاڑھی رکھنا چاروں ائمہ کرام (حضرتِ امام اعظمؒ ابو حنیفہ، حضرتِ امامِ مالکؒ، حضرتِ امامِ احمد بن حنبلؒ اور حضرتِ امام شافعیؒ) کے نزدیک واجب ہے، اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ڈاڑھی کا منڈانا یا شرعی مقدار سے کم کرنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے' ائمہ اربعہؒ کے نزدیک یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔اور حضرتِ امام اعظمؒ کے ہاں شرعی مقدار سے کم ڈاڑھی رکھنے والے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے' وہ فاسق و فاجر اور مردود الشہادت ہے۔ ہر مسلمان پر شرعی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، جو کہ سنت (یعنی: حدیث) سے ثابت ہے۔

حضراتِ فقہائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ : ڈاڑھی اپنے وقت میں جمال ہے اور اس کو منڈوا دینا زینت کو ختم کرنا ہے اور ملائکہ کی تسبیح ہے'

سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحىٰ وَالنِّسَآءَ بِالذَّوَائِبِ .

یعنی : پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے زینت بخشی اور عورتوں کو لٹوں اور چوٹیوں سے (۲۴) ۔

حضرتِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے۔(۲۵)

حضرتِ امام احمد ابنِ حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : یہ انتہائی مصدقہ رائے ہے کہ ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے .اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے انبیاءؑ میں سے ایک نبی کے پاس

Marfat.com

وحی بھیجی کہ: اپنی قوم سے کہہ دو کہ میرے دشمنوں کا کھانا (خنزیر وغیرہ) نہ کھائیں، اور میرے دشمنوں کا پانی (شراب) نہ پیئیں، اور میرے دشمنوں کی (ڈاڑھی مونڈ) شکل نہ بنائیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن تصور کئے جائیں گے۔ (۲۶)

حضرتِ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، اور اس طرح سے تراشنا کہ وہ قدرتی اور عمومی شکل وشباہت کھودے بھی حرام ہے۔ اور بلا شک وشبہ چاروں مذاہب اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ڈاڑھی بڑھائی جائے اور یہ کہ شیونگ (مونڈنا) حرام ہے۔ (۲۷)

علامہ ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ: ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے۔ (۲۸)

علامہ ابنِ حزم ظاہریؒ تو یہاں تک فرما گئے کہ:

"مونچھ کترنا اور ڈاڑھی بڑھانا فرض ہے"۔ (۲۹)

حضرت کعب بن احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ يَقُصُّونَ لِحَاهُمْ اُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ. (۳۰)

ترجمہ: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ڈاڑھیاں کترا کریں گے، وہ نرے بدنصیب ہوں گے، ان کے لئے آخرت میں کچھ نہیں ہوگا۔

حضرت محمد ابن الہمام اور علامہ زین بن نجیم مصری، حضرت محمد بن علی دمشقی اور علامہ سید احمد مصری رحمہم اللہ علیہم اجمعین یہ سب علمائے کرام فرماتے ہیں کہ: اَلْمَعْنیٰ لِلْكُلِّ وَاللَّفْظُ لِحَاشِيَةِ الدُّرِّ وَالْغُعْرِ الْاَخْذُ مِنَ اللِّحْيَةِ وَهِيَ دُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا

Marfat.com

یَفْعَلُہٗ بَعْضُ الْمُغَارِبَۃِ وَ مُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ وَاَخْذُ کُلِّھَا فِعْلُ مَجُوْسِ الْاَعَاجِمِ وَالْیَھُوْدِ وَ الْھُنُوْدِ وَبَعْضِ اَجْنَاسِ الْاِ فْرَنْجِ (۳۱)۔

یعنی: جب ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں سے کچھ لینا جیسا کہ بعض مغربی زنانے زنخے کرتے ہیں یہ کسی (بھی امام) کے نزدیک حلال (جائز) نہیں۔اور ساری مونڈ لینا تو ایرانی مجوسیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور انگریزوں کا کام ہے۔

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" حلق کردن لحیہ حرام است، وروش افرنج وہنود است، وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است" (۳۲)۔

ترجمہ : ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، یہ انگریزوں اور ہندوؤں کا طریقہ ہے، اور ایک مشت کے برابر ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ایک اور جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ :

اَلْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ .

" علت وحرمت مثلہ وحلق لحیہ وامثال آن نیز ہمین است (۳۳)۔

یعنی ڈاڑھی منڈانا و کاٹنا تغییر خلق اللہ ہی میں داخل اور حرام ہے۔

نیز قرآنِ حکیم میں ارشاد ربانی ہے کہ :

قَالَ یَا ابْنَ اُمَّ لَاتَاْ خُذْ بِلِحْیَتِیْ. (۳۴)

اس آیت کریمہ میں پیغمبرِ خدا حضرتِ ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی مبارکہ کا ہاتھ میں پکڑنا مذکور ہے .اور ڈاڑھی تب ہی ہاتھ میں آسکتی ہے جب وہ کم از کم ایک مشت ہو۔

دیکھیے قرآنِ حکیم سے ڈاڑھی کی شرعی حد ثابت ہوگئی .ایک قبضہ (مٹھی) سے کم ڈاڑھی ہاتھ میں نہیں آسکتی تو معلوم ہوا کہ حضرتِ ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی کم از کم ایک بالشت

Marfat.com

ضرور تھی۔اسی بات کی تائید میں اوراسی آیت کے ذیل میں مولانا احمد یار خان بدایونی کہتے ہیں کہ:اس سے پتہ چلا کہ ڈاڑھی ایک مشت ہونی چاہیئے۔

یعنی: چار انگل جو پکڑنے میں آسکے۔یہی سنت الانبیأ ہے۔

حضور (ﷺ) وضو میں ڈاڑھی کا خلال فرماتے تھے'اور ڈاڑھی میں خلال تب ہی ہوسکتا ہے کہ وہ بڑی (کم ازکم ایک بالشت) ہو۔(۳۵)

حضرت مولانا قاضی ثناءٔ اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

ڈاڑھی کوتراش کرایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔(۳۶)

ڈاڑھی بقدرِ مسنون یعنی ایک بالشت ہو۔(۳۴)

ڈاڑھی کی شرعی مقدار کم سے کم ایک قبضہ (مٹھی) ہے جوکم وبیش چار انگل ہوتی ہے' اس کو برقرار رکھنا واجب ہے۔حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔(۳۷)

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ :

قرآنِ حکیم میں ''وَلَآ مُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ''.سے مراد ڈاڑھی کٹوانا اور منڈوانا بھی ہے۔کتنے افسوس کی بات ہے !کہ جولوگ اس گناہ میں مبتلا ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنارہے ہیں۔ڈاڑھی منڈانا اپنی صورت کو بگاڑنا اور شیطان کی بات پر عمل کرنا ہے۔(۳۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں :

ڈاڑھی منڈوانا بھی اسی تغیر میں داخل ہے۔(۳۹)

Marfat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ثم المدنی فرماتے ہیں کہ: شیطان کے قول : وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ سے مراد ڈاڑھی منڈانا بھی ہے۔(۴۷)

آج مسلمانوں نے اعداللہ (اللہ کے دشمنوں) جیسی شکلیں بنائی ہوئی ہیں، روزانہ استرے سے داڑھی صاف کرتے ہیں۔ حالانکہ مرد کے لئے ڈاڑھی رکھنا ایسا ہے جیسا کہ عورت سر کے بال رکھتی ہے. سنت کے ترک پر جو مداومت کرتا ہے اسے شفاعتِ نبویؐ سے محرومی کا خوف درپیش ہے۔ چنانچہ دُرِّ مختار میں صاف لکھا ہے کہ:

''تارکِ سنت پر حرمانِ شفاعت کا خوف ہے''۔(۴۸)

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ ثم المدنی فرماتے ہیں کہ :

مسلمانوں کے لئے ڈاڑھی مصیبت بنی ہوئی ہے اور بے چاری پر طرح طرح کے ظلم ہوتے ہیں کوئی کاٹتا ہے، کوئی مونڈتا ہے، اور اس کا فیشن ایبل نام شیونگ رکھ رکھا ہے، کسی نے ساری ہی مونڈ رکھی ہے، کسی نے گال صاف کر رکھے ہیں، کسی نے جَو کے برابر رکھی ہے، کسی نے اس سے کچھ زیادہ اچھے خاصے نمازی دینداری کے دعویدار، ان بُری حرکتوں میں مبتلا ہیں، جو لوگ کافروں میں گھل مل کر رہتے ہیں ان کو تو یہ شرم کھائے جارہی ہے کہ ڈاڑھی رکھیں گے تو یہ لوگ ناراض ہو جائیں گے، فیشن والوں کی فہرست سے نکال دیں گے، دقیانوسی ہونے کا طعنہ دیں گے. بھلا کافر کی بھی کوئی حیثیت ہے؟ جو اس کی بات کو وزن دیا جائے؟ اور اسے راضی رکھنے کے لئے دینی احکام کو پامال کیا جائے؟ وہ لوگ تو اپنا کفریہ شِعار اور لباس اختیار کرنے میں ہم سے نہ شرمائیں! اور ہم رسول اللہ ﷺ کی جیسی شکل وصورت اور لباس اور پہناوا اختیار کرنے میں کافروں سے شرمائیں، یہ کیا سمجھداری؟ اور دینداری ہے؟ ایک مسلمان کو کیا مصیبت ہے کہ ڈاڑھی مونڈی ہوئی، پتلون کسی ہوئی اور ٹائی

Marfat.com

لگی ہوئی والی وضع اختیار کرے جو دیکھنے میں نصرانی معلوم ہو رہا ہو؟(۴۰)۔

لگتا ہے اقبال مرحوم نے صحیح ہی کہا ہے :

؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود ؟
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود ؟

حضرت امام ابو محمد الغزالیؒ نے احیاءَ العلوم میں بہت خوبصورت بات لکھی ہے فرماتے ہیں کہ: ڈاڑھی مردوں کی پوری خلقت میں داخل ہے اور اسی سے ظاہری صورت میں عورتوں اور مردوں کے درمیان امتیاز ہے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی تحریر کرتے ہیں کہ :

ڈاڑھی منڈوانے والے سب اسی فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ میں داخل اور شیطان کے محکوم اور اللہ ورسول (ﷺ) کے ملعون ہیں۔(۳۳)

ایک دوسری جگہ یوں کہتے ہیں کہ :

ڈاڑھی منڈوانے اور کتروانے والا فاسق (سخت گناہ گار) و معلِن (اور لعنتی) ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے، فرض ہوں یا تراویح کی نماز، حدیث میں اس پر غضب اور ارادۂ قتل کی وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اور قرآنِ عظیم میں اس پر لعنت ہے(۴۱) ۔

مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی لکھتے ہیں کہ:

ڈاڑھی منڈوانا بھی تغییر خلق اللہ ہے. جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو ڈاڑھی منڈانا حرام ہے(۴۲)۔اور ایک دوسری آیتِ کریمہ وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۴۳) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت لینی حرام ہے۔

Marfat.com

کیونکہ یہ مالِ حرام ہے جو حرام ذریعہ (کہ ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے) سے حاصل کی گئی ہے۔ یہ طریقہ باطلہ ہے (۴۴)۔

حضرت امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

فَسُبْحٰنَہٗ مَا اَسْخَفَ عُقُوْلَ قَوْمٍ طَوَّلُوْا الشَّارِبَ وَاحْفُوْا اللُّحیٰ عَکْسَ مَاعَلَیْہِ فِطْرَۃُ جَمِیْعِ الْاُمَمِ قَدْ بَدَّلُوْا فِطْرَتَھُمْ .نعوذ باللّٰہ.(۴۵)

سبحان اللہ؟ کس قدر گھٹیاپن ہے کہ ان لوگوں نے مونچھیں بڑھالیں اور ڈاڑھیاں پست کر ڈالیں. برعکس اس خصلت کے جس پر تمام امم اسلامیہ اور تمام سابقہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فطرت ہے. انہوں نے اپنی خلقت ہی بدل ڈالی. خدا کی پناہ!!....

ڈاڑھی مونڈنے والوں کو سزا دینے کا فتویٰ

کتبِ فقہ میں ایسے لوگوں کو سزا دینے کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ چنانچہ :

حضرتِ امامِ فرغانی' امام زیلعی' علامہ نجم الدین طوری' علامہ شرنبلانی ،علامہ سید ابو السعود ازہری' علامہ طحطاوی' اور علامہ محمد امین آفندی رحمہم اللہ علیہم اجمعین، یہ سب علمائے کرام اور اولیأ حضرات متفقہ طور پر فرماتے ہیں کہ :

یؤدت علیٰ ذٰلک لارتکاب المحرم ھذا ھو لفظ الکل الا الطرفین فلفظھما یؤدب علیٰ ارتکابہٖ مالا یحل. (۴۶)

''ڈاڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے' کیونکہ وہ فعلِ حرام کا مرتکب ہوا ہے''۔

ڈاڑھی مونڈنے والوں کے بارے میں قرآن وسنت کی وعیدیں :

ڈاڑھی کاٹنے' اور مونڈنے والے نافرمان لوگوں سے متعلق قرآن وسنت میں بے شمار

Marfat.com

وعیدیں موجود ہیں. چونکہ لوگوں کو ان سے متعلق آگاہی نہیں ہے۔

اس لئے نمونہ کے طور پر چند ایک اہم اور خطرناک وعیدیں نذرِ قارئین کئے دیتا ہوں :

۱ ۔ یہ ڈاڑھی کاٹنا' مونڈنا' اپنی شکل وصورت کو بگاڑنا شیطانی کام' شیطانی اتباع ہے، یہ شیطانی برادری نقصان ہی نقصان میں ہے۔

۲ ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ان سے بے زار ہیں۔ (۴۸)

۳ ۔ نبی اَقدس ﷺ کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔ (۴۹)

۴ ۔ یہ یہودی، فرنگی، ہندوؤں، مشرکوں، مجوسیوں، اور عیسائیوں والی صورت اور سیرت ہے۔ (۳۳)

۵ ۔ واجب التعزیر، اور شہر بدر کرنے کے قابل ہیں۔ (۴۶)

۶ ۔ یہ مردود الشہادت ہیں۔ (۱۷)

۷ ۔ سخت قابلِ نفرت ہیں۔ (۵۰)

۸ ۔ ہلاکت اور بربادی کے مستحق ہیں۔ (۳۳)

۹ ۔ اللہ تعالیٰ کے سخت دشمن اور مبغوض ہیں۔ (۳۳)

۱۰ ۔ یہ لوگ صبح وشام اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہیں۔ (۵۱)

۱۱ ۔ قیامت میں ان کی صورتیں بگاڑ دی جائیں گی۔ (۳۳)

۱۲ ۔ یہ لوگ بہشت میں نہیں جائیں گے۔ (۵۱)

۱۳ ۔ اللہ تعالیٰ اور نبی اَقدس ﷺ کی نظر میں ملعون (لعنتی) ہیں. دنیا وآخرت میں (بھی) ملعون ہیں. اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں' اور تمام انسانوں کی ان پر لعنت ہے۔ فرشتوں نے ان کے لعنتی ہونے پر آمین کہی ہے۔ (۱۹)

Marfat.com

۱۴۔ مسلمانوں کی جماعت سے بالکل خارج ہیں۔(۳۴)

لہٰذا ! بہت ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو فطرتِ اسلام، شِعائرِ اسلام، یونیفارم آف اسلام اور علامتِ اسلام (ڈاڑھی) کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حسین ترین صورت میں ڈاڑھی کاٹ، مونڈ کر بگاڑ پیدا کرے، اور ایسی بدترین صورت بنائے، جو اللہ تعالیٰ اور محبوبِ کائنات ﷺ کو سخت ناپسند ہے۔

مگر افسوس ! صد افسوس! یہ آنکھوں کے اندھے، عقل کے اوندھے ان تمام روشن ہدایات سے کبوتر کی طرح آنکھیں موندے ہوئے سمجھے کہ آزاد ہوئے، اور حقیقت دیکھو تو برباد ہوئے، اللہ واحد وقہار کی بندگی سے سر نکالا اور شیطان مردود وملعون، کی پیروی کا پٹہ گلے میں ڈالا، بندگی تو بہر حال رہی اللہ کی نہیں تو ابلیس لعین ہی کی سہی؟ گویا

؎ نام رہے اسلام کا، اور خوش رہے شیطان بھی ؟

ڈاڑھی طبّی نقطہ نظر :

یاد رکھئے کہ : میڈیکل سائنس کے ماہرین اور طبّ یونانی کے فاضل و ماہر اطباً کرام بھی ڈاڑھی رکھنے کے عمل کو انتہائی مستحسن اور مردانہ وقار اور وجاہت کی علامت قرار دیتے ہوئے، اسے حیرت انگیز طور پر قوتِ مردمی میں اضافہ کا اہم ترین سبب بتا رہے ہیں۔

چنانچہ : بہت سے ماہرین حکمأ کا کہنا ہے کہ :

۱۔ سلیم الطبع عورتوں کو داڑھی والا مرد زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

۲۔ ڈاڑھی والے مرد میں قوّتِ باہ زیادہ ہوتی ہے۔

۳۔ ڈاڑھی منڈانے کی مثال ایسی ہے جیسے مرغ اپنی کلغی کاٹ لے تو مرغی معلوم ہوتا ہے۔ یہی حال انسان کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مرد بنایا ہے تو تم مرد بن کر ہی

Marfat.com

رہو، عورتیں کیوں بنتے ہو ؟

۴ ۔ خواتین بھی ڈاڑھی والوں ہی کو مرد سمجھتی ہیں، تبھی ان سے پردہ بھی کرتی ہیں۔ ڈاڑھی مونڈ کو تو وہ اپنے ہی جیسا سمجھتی ہیں، اسی لئے اس سے پردہ نہیں کرتیں۔

۵ ۔ ڈاڑھی مردانہ علامات میں سے ایک اہم ترین علامت ہے۔ اس لئے بالغ مرد کو یہ طبعاً مرغوب ہے۔ جو ڈاڑھی نہیں رکھتا وہ طبعاً نابالغ ہے۔ میں رعایتاً انہیں نابالغ کہتا ہوں، ورنہ شرعی اصطلاح میں تو ڈاڑھی منڈانے، کٹانے والے کو بھی ''مخنّث'' کہا جاتا ہے. یعنی کہ: ایسا ہیجڑا جو حقیقت میں تو مرد ہی ہو مگر نسوانیت کی طرف طبعی میلان کی وجہ سے عورتوں سے مشابہت کرتا ہو.

٦ ۔ زمانہ قدیم سے یونانی اطباءً اس بات پر متفق ہیں کہ ڈاڑھی مردوں کی آرائش ہے. اور یہ گلے اور سینے کے امراض سے بچاؤ کا اہم ذریعہ بھی، مغربی ڈاکٹرز بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ چنانچہ ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ: لگا تار شیونگ سے نظر کی نسیں متاثر ہوتی ہیں، اور ضعفِ بصری لاحق ہو جاتا ہے. یہی وجہ ہے کہ ڈاڑھی والے مردوں کی بجائے ڈاڑھی مونڈ لوگ نظر کی کمزوریوں کے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

٧ ۔ ایک اور ڈاکٹر لکھتا ہے کہ :

لمبی ڈاڑھی مضر جراثیم کو حلق اور چھاتی تک پہنچنے سے روکتی ہے۔

٨ ۔ اگر سات نسلیں مسلسل شیو کرتی رہیں، تو آٹھویں نسل بغیر ڈاڑھی پیدا ہوگی۔ یعنی اس کو ڈاڑھی آئے گی ہی نہیں. اس کا مطلب یہ ہے کہ ''مادۂ تولیدِ بال'' ہر نسل میں کمزور ہوتا جاتا ہے، اور آٹھویں نسل میں یہ خوبی بالکل ختم ہو جاتی ہے. یہ کوئی پیشن گوئی، یا قیاسی باتیں نہیں بلکہ حقیقی طبی حقائق ہیں۔ اگر صاف آواز والا بچہ کسی ہکلے کی نقل کرتا ہے تو تھوڑے ہی دن بعد وہ بھی ویسا ہی ہو جاتا ہے، اور آئندہ کوئی لفظ صاف نہیں بول سکتا۔ اس ضمن میں ایک

Marfat.com

امریکی ماہر ڈاکٹر چارلس ہومر کی وضاحت حال ہی میں شائع ہوئی ہے، ملاحظہ فرمایئے:

''ایک نامہ نگار نے مجھ سے کہا کہ میں کوئی بجلی سے چلنے والا آلہ ایجاد کروں تا کہ روزانہ شیو کرنے کے وقت کو بچایا جاسکے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ ڈاڑھی رکھنے سے اتنے ڈرتے اور گھبراتے کیوں ہیں؟ جب لوگ سر پر بال رکھتے ہیں تو پھر اپنے چہرے پر بال رکھنے کو وہ کیوں نقص سمجھتے، غلط جانتے اور ناپسند کرتے ہیں؟ جب سر پر بال اُگنا بند ہو جاتے ہیں تو اس گنج کو نقص اور باعثِ شرم سمجھا جاتا ہے، اسے چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ آدمی روزانہ اپنے چہرے سے بال صاف کرتا ہے، اور مردانگی کی سب سے بڑی حقیقت کو چھپانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا۔ ڈاڑھی اور مونچھ انسان کی مردانگی کی قوت کو تقویت بخشتی ہے، کردار کو درست کرتی ہے، ذاتی استحکام بخشتی ہے، اور تشخصِ خصوصی عطاً کرتی ہے. اسی بہادرانہ شکل وشباہت ہی میں اس کی بقاً اور تحفظ مضمر ہے۔ یہی وہ بال ہیں، جو کہ مردوں کو عورتوں سے جدا کرتے ہیں، باقی بدن کے سب بال مردوں اور عورتوں میں یکساں ہوتے ہیں۔ ڈاڑھی مونچھوں والے مردوں کو سمجھ دار خواتین زیادہ پسند کرتی ہیں. خواتین بلا ڈاڑھی والے پر ڈاڑھی والے شخص کو بدرجہ غایت ترجیح دیتی ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ڈاڑھی مونچھ کو ناپسند کوتی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خود کو غیر حقیقی دوستوں کی متابعت کا پابند بنالیا ہے۔ اسی طرح لباس میں وہ جدید ترین فیشن کو اپناتی ہیں، اور بدقسمتی سے ان دنوں ڈاڑھی اور مونچھ فیشن میں نہیں ہے۔

نتھنوں یا منہ کے آگے تھوڑے بال منہ اور ناک میں مٹی اور جراثیم کو منہ کے اندر جانے سے روکتے ہیں؛ جبکہ لمبی اور گھنی ڈاڑھی حلق کو سردی سے بچاتی ہے''۔ (۲۷)

دیکھئے! اس پیراگراف میں امریکی (انگریز) ڈاکٹر ہومر نے ڈاڑھی مونڈنے کو چہرے پر گنج سے تشبیہ دی ہے اور اسے فیشن کی دنیاً کا غلام بن کر لیڈیز اطوار کو اپنانا کہا ہے. اس نے

Marfat.com

آزادی بہادری اور جرأت کو مردانہ خوبیاں بتایا ہے. اور کہا ہے کہ ڈاڑھی مردانہ خوبصورتی کی بنیاد ہے۔ اس نے ڈاڑھی مونڈنے کو نزلہ زکام وغیرہ کا شکار ہونا قرار دیا ہے۔

وہ مزید لکھتا ہے کہ :

''دنیا میں ڈاڑھی مونچھ پھر سے آرہی ہیں۔ اس سے وہ برتری پھر آجائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر عطا کی ہے۔ ڈاڑھی والا (عموماً) اپنی بیوی کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ڈاڑھی والے شخص کو ہمیشہ ڈاڑھی کی وجہ سے عزت حاصل ہوتی ہے، اور اس کی عزت کی جاتی ہے۔ یہ اسے وہ عزت و وقار عطا کرتی ہے جو کہ صرف مردوں کے لئے مخصوص ہے۔ یہ کتنی بچگانہ سی بات ہے کہ مکمل بالغ شخص یہ خواہش کرتا ہے کہ اس کا چہرہ بچوں جیسا نظر آئے؟ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ڈاڑھی مونچھ ان کی خوبصورتی کے لئے پیدا کی ہے، جو کوئی ڈاڑھی والوں پر طنز و تمسخر کرتا ہے دراصل وہ عیسیٰ مسیح پر ایسا کرتا ہے کیونکہ آپؑ کے بھی ڈاڑھی تھی''۔

اس معاملے پر طبی اور مذہبی تحقیق کے بعد ایک عیسائی محقق نے کہا ہے کہ :

'' اس کے مطابق ایک صحت مند نوجوان کی یہ خواہش کرنا کہ وہ نابالغ بچہ نظر آئے' قدرت کو الٹا چلانے کے مترادف ہے' اگر ایسا ہے تو پھر آدمی کو بندر بن جانے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے ؟ بیس صدیاں گزرنے کے بعد اس نے کہا ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ڈاڑھی تھی' لہٰذا! جو کوئی ڈاڑھی پر اعتراض کرتا ہے، وہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرتا ہے''۔

جو لوگ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کریں، جو کہ تمام انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سردار ہیں، اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت سے قبل آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں شامل ہو جائیں گے. ہم نے ماہر امریکی

Marfat.com

ڈاکٹر چارلس ہومر کے مضمون کو انتہائی ایمان داری کے ساتھ نقل کر دیا ہے کیونکہ اس میں تبدیلی کرنا بد دیانتی ہوتی۔

بہرکیف ! مونچھ کے بارے میں ان کے خیالات سے ہمیں اتفاق نہیں ہے۔

تاہم ڈاکٹر چارلس ہومر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی بڑی مونچھیں نہیں تھیں ورنہ وہ ان کا وہاں تذکرہ ضرور کرتے جہاں پر انہوں نے کہا کہ حضرتِ عیسیٰ مسیح کے ڈاڑھی تھی۔

شیو کے نقصانات

برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر مور نے شیو بلیڈ اور صابن پر برسوں تجربات کئے ہیں، اس کے بعد انہوں نے جو نتائج حاصل کئے، وہ یہ ہیں :

شیو سے جتنا نقصان انسانی جِلد کو پہنچتا ہے شاید ہی جسم کے کسی اور حصے کو پہنچتا ہو. دراصل شیو کا بلیڈ یا اُسترا جِلد کو مسلسل کھرچتا رہتا ہے اور ہر شیو کرانے والے کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ چہرے پر ذرا بھی بال محسوس نہ ہوں، تاکہ چہرے کے حسن اور نکھار میں کمی نہ ہو۔ اس کے لئے چہرے کی جِلد کو اُسترے سے بار بار چھیلا جاتا ہے۔ اس سے چہرے کی جِلد خراب ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے امراض قبول کرنے کے قابل ہو جاتی ہے. گندا اُسترا یا بلیڈ چہرے پر پھیرنے میں زیادہ طاقت خرچ کی جاتی ہے۔ اس طرح جِلد کو مزید نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ جِلد پر زخم بن جاتے ہیں یہ زخم اگرچہ آنکھوں سے نظر نہیں آتے، تاہم جلن کا احساس ہوتا رہتا ہے. جب جِلد پر خراش آجاتی ہے تو جراثیم کو اندر داخل ہونے کا موقع مل جاتا ہے. اس طرح ڈاڑھی مونڈنے والا طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ! چہرے پر پہلے معمول کی پھنسیاں نکلتی ہیں پھر اس کے علاوہ ایک جِلدی سوزش پیدا ہوتی ہے. نیز بعض چھوت کے امراض پہلے چہرے کو اور پھر پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں

Marfat.com

لے سکتے ہیں۔ ان امراض کے نام یہ ہیں :

۱ ۔ مہاسے۔

۲ ۔ جِلدی خشکی۔

۳ ۔ کیل چھائیاں۔

۴ ۔ ناک پردانے۔

۵ ۔ عام کیل نکلنا۔

۶ ۔ عام پھوڑے پھنسیاں نکلنا۔

۷ ۔ ایگزیما۔

۸ ۔ پتّی اچھلنا۔

۹ ۔ اورالرجی وغیرہ۔

شیو کا مسلسل عمل غدہ نخامیہ (ایک غدود) پر بُرا اثر ڈالتا ہے، جس سے جسم کمزور ہوتا ہے اور بینائی پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ یہ تو جان ہی چکے ہیں کہ کم از کم ایک مشت ڈاڑھی رکھنا اور مونچھوں کو کتر کر باریک کرنا شرعاً واجب ہے، اور ایسا نہ کرنے والا ہر شخص سخت گناہ گار ہے۔ اور یہ گناہ بھی ایسا گناہ ہے کہ جو کسی وقت بھی جان نہیں چھوڑتا، یہاں تک کہ عبادت کے دوران بھی ڈاڑھی کاٹنے کا گناہ اور وبال نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ڈاڑھی کی سنتِ واجبہ کو ترک کرنا ہر لحاظ سے نقصان دِہ ہے۔ اس دنیا کے لحاظ سے بھی اور آخرت کے اعتبار سے بھی۔

چنانچہ جو لوگ شرعی ڈاڑھی، مونچھ نہیں رکھتے، شیو کرتے ہیں، وہ نہ صرف یہ کہ ان مذکورہ بالا تمام بیماریوں کو ہی دعوت دے رہے ہیں، بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنتِ واجبہ کے تارک بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمان بھی۔ (۵۲)

Marfat.com

''سُنّی'' کے ہاتھوں ''سُنّت'' کی تذلیل ؟

ڈاڑھی منڈانے والے احباب دراصل دینِ اسلام سے بے نصیب ہیں. یہ لوگ صرف شیطان کے پیروکار ہی نہیں بلکہ "فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰه" کی رُو سے مُثلہ کرنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی سنتِ مطہرہ (واجبہ) پر عمل کرنا عینِ اسلام ہے، اور سنت کی کی مخالفت کرنا دراصل شعائر اللہ کی مخالفت ہے۔ آج کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہماری 95 فیصد آبادی ڈاڑھی جیسی عظیم سنتِ واجبہ پر اُسترا چلا رہی ہے؟ بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ڈاڑھی کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے' جبکہ سنت کا مذاق اُڑانا کفر ہے۔ ڈاڑھی کا بڑھانا واجب عمل ہے۔ اس پر کسی نے کیا خوب کہا ہے :

کچھ پاس نہیں شرع کا امت کو خدایا ! فرمانِ محمد (ﷺ) کو تہہ خاک ملایا !
فیشن نے عروج آج زمانے میں وہ پایا! بے خوف مسلمانوں نے داڑھی کو منڈایا!

آج اگر اقوامِ عالم میں دیکھیں تو مسلم اور غیر مسلم کے چہرے میں کوئی فرق نظر نہیں آئے گا. انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک کوئی بھی اسلامی ملک ایسا نہیں جس کے حکمران کے چہرے پر سنتِ رسولؐ (ڈاڑھی) شریعت کے مطابق ہو؟ اقوامِ متحدہ کے اجلاس کو دیکھیں تو مسلم اور غیر مسلم نمائندوں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا ہے کیونکہ سب کے چہرے عورتوں سے مشابہت میں صاف ہوتے ہیں. نصاریٰ کی پیروی میں تقریباً سب نے ٹائیاں گلے کے ساتھ باندھی ہوتی ہیں' سروں پر بال بھی انگریزی طرز کی پیروی پر رکھے ہوتے ہیں. یہ صورت حال اتنی خطرناک ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" (جو جس قوم سے مشابہت رکھے گا وہ قیامت کے دن انہیں میں شمار کیا جائے گا) کے مصداق ہماری غالب اکثریت گمراہی کی دلدل میں پھنس چکی ہے۔

Marfat.com

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ صبح سویرے جب اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اپنے رب کی تسبیح کر رہی ہوتی ہے، چرند، پرند غرضیکہ درخت اور حجر و شجر حمد و ثناء کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں مشغول ہوتے ہیں، عین اسی وقت ''اشرف المخلوقات'' ہونے کی دعویدار انسانیت کی اکثریت کے ہاتھ میں اُسترا اور بلیڈ ہوتا ہے تا کہ اپنے چہرے سے سنتِ مطہرہ (ڈاڑھی) کو رگڑ صاف کر دیں، اور اُسے گندی نالی میں بہا دیں. آج اس مرض میں 14 سالہ نوجوان سے لے کر 95 سالہ بوڑھے تک شامل ہیں۔

12 ربیع الاول کے دن جلوس نکالنے والے اکثر نام نہاد عاشقانِ رسولؐ کے چہرے اس عظیم سنتِ مطہرہ سے محروم ہوتے ہیں۔ اسٹیجوں سے حُبِّ رسولؐ میں حمد و نعت پیش کرنے والوں کی اکثریت بے ریش ہوتی ہے. نبی کریم ﷺ کے واضح فرمانِ ذی شان '' قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحیٰ'' کا قولی اور عملی انکار کیا جا رہا ہے؟ بعض روشن (درحقیقت انتہائی تاریک) خیال نام نہاد اسکالرز نہ صرف اس سنتِ مطہرہ کو کوئی اہمیت ہی دیتے ہیں بلکہ کہتے پھرتے ہیں کہ ''اسلام میں ڈاڑھی ہے، ڈاڑھی میں اسلام نہیں ہے''. سیرت کانفرنسوں اور عرسوں کا انعقاد کروانے والوں کے چہرے بھی 95 فیصد صاف ہیں۔

ڈاڑھی منڈوانا گناہِ کبیرہ، اور ایسا گناہ ہے کہ بندہ 24 گھنٹے اس کا مرتکب رہتا ہے. کل قیامت کے دن یہ لوگ کفِ افسوس ملتے ہوں گے، مگر اس وقت کوئی فائدہ نہیں ہوگا. آج ہی اس حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے کہ ڈاڑھی فطرتِ انسانی کا جزوِ لاینفک ہے۔

آج ہمارے ملک کی آبادی تقریباً 15 کروڑ ہے، اور مردوں کی تعداد تقریباً 07 کروڑ، ان 07 کروڑ میں سے تقریباً 04 کروڑ عاقل و بالغ ہیں. اگر 10 فیصد بھی باریش ہوں تو ڈاڑھی منڈوں کی تعداد تقریباً 03 کروڑ 60 لاکھ ہے. ایک آدمی کا دن کا اوسط شیو کا خرچہ اگر 02 روپے بھی لگایا جائے (کم از کم) تو روزانہ 07 کروڑ 20

Marfat.com

لاکھ روپے ڈیلی اس گناہِ عظیم پر خرچ ہو رہے ہیں. 30 دنوں کے مہینے کا کل خرچ 02 ارب 22 کروڑ روپے بنتا ہے. یوں پورے سال میں تقریباً 26 ارب 04 کروڑ روپے اس سنّتِ مطہّرہ کو رگڑنے میں صرف ہو رہا ہے' جبکہ ہماری 15 فیصد آبادی انتہائی غربت کی زندگی گزار رہی ہے،، اور نہ ہی ایسا چہرہ ایک سچے مسلمان کے شایانِ شان ہے۔

الغرض ! چہرے پر سنت کے مطابق ڈاڑھی محبتِ رسول ﷺ کی علامت ہے' مرد کا زیور ہے' قانونِ فطرت کی پابندی کی غمازی کرنے والا سنہری عمل ہے۔

تاہم واضح رہے کہ شرعی حدود سے کم ڈاڑھی' خشخشی داڑھی' یا صاف چٹ چہرہ ہرگز ہرگز سنّتِ رسول ﷺ کے مطابق نہیں ہوتا۔

نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک :

كَانَ عُنُقَهُ جِيْدُ دُمْيَةٌ فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ . نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک، ایسی خوبصورت اور باریک تھی، جیسا کہ مورتی کی گردن صاف اور تراشی ہوئی ہوتی ہے۔ اور رنگ میں، چاندی جیسی صاف وشفاف، پتلی اور خوبصورت تھی۔ (۵۴)

اور مواہب کی حدیث میں ہے:

قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ كَانَ جِيْدُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَبْيَضَ كَاَنَّمَا صِيْغَ مِنْ فِضَّةٍ.

حضرتِ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک سفید تھی گویا کہ چاندی سے بنائی گئی ہے۔ اور آپ ﷺ کے کان مبارک ہر اعتبار سے کامل ومکمل تھے۔

نبی کریم ﷺ کی کلائیاں مبارک :

نبی کریم ﷺ کی کلائیاں دراز تھیں، اور ہتھیلیاں اور دونوں قدم گداز اور پُر

Marfat.com

گوشت تھے. ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ قدرے لمبی تھیں ۔(۵۳)

نبی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک :

نبی کریم ﷺ کا ''طَوِیْلُ الزَّنْدَیْنِ'' پنجہ (مٹھی بند) دراز تھا۔

''سَبْطُ الْکَفَّیْنِ'' آپ کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں نرم تھیں۔

آپ ﷺ کا دستِ مبارک ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ سرد تھا۔

تاہم بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دستِ مبارک کی نرمی اور سختی کا انحصار وقت اور حالات پر موقوف تھا۔ چنانچہ آپ گھر میں دستِ مبارک سے یا جہاد میں اسلحہ استعمال کرتے یا کاروبار کرتے تو ہتھیلیاں سخت ہوتیں، جب چھوڑ دیتے تو وہ اپنی اصلی اور جبلی نرمی اور ملائمت کی حالت میں آجاتیں ۔آپ کے دستِ مبارک کی صفات، آثار، برکات اور معجزات اس قدر زائد ہیں کہ حیطۂ تحریر میں نہیں لائے جاسکتے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کرتا ہوں تو میرا ہاتھ آپ کے جسمِ اطہر سے مس ہوجانے کی وجہ سے ایسا معطر ہوجاتا کہ میں تمام دن اپنے ہاتھوں کو سونگھتا رہتا، اور اس میں سے مشکِ نافہ سے بہتر خوشبو پاتا رہتا۔ آپ کے دستِ مبارک کی ہتھیلیاں نرم اور پُر گوشت تھیں ۔(۵۶)

نبی کریم ﷺ کے اعضائے مبارک :

نبی کریم ﷺ کے تمام اعضا نہایت معتدل، اور پُر گوشت تھے، اور بدن گھٹا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہم وار، سَوَاءُ الْبَطْنِ وَ الصَّدْرِ، یعنی نہ سینہ شکم سے بلند اور نہ شکم سینہ سے بلند، دونوں ہموار تھے ۔تاہم سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی، اور کلاں تھیں، (جو

Marfat.com

قوت کی دلیل ہوتی ہے) آپ ﷺ کا تمام بدنِ اَقدس نرم، لطیف، فربہ اور قوی تھا۔ کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ ﷺ کا بدن مبارک، روشن و چمک دار نظر آتا تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان، ایک لکیر کی طرح سے بالوں کی باریک دھاری تھی۔ اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ مبارک بالوں سے خالی تھا۔

البتہ! دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے۔ ناخنوں کے کاٹنے کی ابتدا سبابہ، یعنی انگلی شہادت سے فرماتے، اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرتے تھے۔ (۵٦)

نبی کریم ﷺ کا پیٹ مبارک :

نبی کریم ﷺ کے پیٹ مبارک کے بارے میں احادیثِ طیبات میں ''سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ'' آیا ہے۔ یعنی، نہ سینہ شکم سے بلند اور نہ شکم سینہ سے، دونوں برابر اور ہموار تھے۔

حضرت ابن اُمِ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے بطن مبارک کی توصیف میں کہا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے شکمِ اطہر کو دیکھا ہے، وہ گویا کاغذ کا تھا، جنہیں لپیٹ کر تہہ کر کے ایک دوسرے پر رکھ دیا گیا ہے۔ (۵٦)

نبی کریم ﷺ کی بغل شریف :

آپ ﷺ کی بغلیں مبارک، سارے بدن مبارک کی طرح سفید تھیں۔

امامِ طبریؒ فرماتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ ورنہ آپ ﷺ کے علاوہ تمام لوگوں کی بغلوں کا رنگ جُدا اور اس میں سیاہی کی جھلک ہوتی ہے، مگر آپ کی بغل مبارک میں ایسی سرخی و سفیدی تھی کہ ''عَفَرَ اِبْطَیْہِ'' جس میں سرخی کی جھلک

Marfat.com

ہو۔آپ ﷺ کسی سے بغل گیر ہوتے تو بغل مبارک سے مشک کی مانند خوشبو مہکنے لگتی۔ ''نَتَفَ اِبْطَیْهِ'' نبی کریم ﷺ بغل کے بالوں کو اکھیڑا کرتے تھے۔(٥٦)

نبی کریم ﷺ کے پاؤں کے تلوے مبارک :

نبی کریم ﷺ کے تلوے قدرے گہرے، اور قدم ہموار تھے۔اسی لئے روایت میں ''مَسِیْحُ الْقَدَمَیْنِ'' آیا ہے۔یعنی آپ ﷺ کے دونوں قدم مبارک ہموار تھے، جن میں آلودگی اور شکستگی بالکل نہ تھی۔ ''یَنْبَعُ عَنْهُمَا الْمَآءُ'' اگران پر پانی ڈالا جائے تو اپنی لطافت و پاکیزگی کی وجہ سے بہہ جائے اور تیزی سے پانی گزر جائے۔جب آپ ﷺ زمین پر قدم مبارک رکھ کر چلتے تو پورے قدم رکھ کر چلتے، اور ''خمص'' یعنی ابھری ہوئی جگہ نہ تھی۔ابن عساکرؒ نے مسیح القدمین سے یہی مراد لیا ہے۔

البتہ! پاؤں کا نچلا حصہ ہموار نہ تھا، اور بہت بلند بھی نہ تھا۔حضرتِ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ الْبَشَرِ قَدَماً، رواه ابنُ سَعدٍ. (٧)

یعنی: نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کی ظاہری شکل بہت حسین تھی۔اور ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

نبی کریم ﷺ کی پنڈلیاں شریف :

''كَانَ فِیْ سَاقَیْهِ حُمُوْشَة'' یعنی، آپ ﷺ کی دونوں پنڈلیاں باریک ولطیف تھیں، پُرگوشت نہ تھیں۔اور ایک روایت میں ہے، نَظَرْتُ اِلیٰ سَاقَیْهِ كَاَنَّهَا جُمَّارَة'' ۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

میں نے آپ ﷺ کی پنڈلی کی طرف نظر ڈالی تو وہ گویا درختِ خرما تھا۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی رفتارِ مبارک :

نبی کریم ﷺ تیز رفتار تھے اور ذرا کشادہ قدم رکھتے تھے، چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی سے اتر رہے ہوں. جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر متوجہ ہوتے. آپ ﷺ کی نظر نیچی رہتی تھی۔ اور نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔

چنانچہ حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ. (۸)

یعنی: نبی کریم ﷺ جب چلتے تو جھک جھک کر چلتے تھے گویا کہ اوپر سے اتر رہے ہوں۔ بلا شبہ یہ تمثیل پورے قدم پاک اٹھانے کی قوت کے لئے ہے نہ کہ سبکی تحریک اور اضطراب کے لئے ہے۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو راہ میں نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز تر چلتے نہیں دیکھا گویا کہ زمین آپ کے قدموں کے نیچے پٹی جاتی تھی اور ہم آپ کی ہم راہی میں تھکان اور محنت محسوس کرتے تھے. آپ ﷺ کے ساتھ رہنے کے لئے ہمیں دوڑنا پڑتا تھا جس سے ہمارے سانس پھول جاتے تھے، لیکن آپ ﷺ کو کچھ بھی محسوس نہ ہوتا تھا اور آپ معمول کے مطابق بے تکلف چلتے تھے اور اصلاً اضطراب نہ فرماتے تھے۔ (۸)

یہ چلنا اولوالعزم، اہل ہمت اور شجاعت کا آئینہ دار ہے، اور یہ چلنا اقسامِ رفتار میں قوی و اعتدال پر ہے اس سے اعضاء کو راحت و آرام ملتا ہے. آپ ﷺ کبھی نعلین مبارک پہن کر چلتے اور کبھی بغیر نعلین کے. کبھی آپ پا پیادہ چلتے اور کبھی سوار ہو کر، خصوصاً غزوات

Marfat.com

میں: ؎ سرو پیادہ خوش بود اندر چمن بناز آں سرو من پیادہ خوش است وسوار خوش

اور جب آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چلتے تو صحابہ کو اپنے آگے آگے چلاتے اور خود ان کے پیچھے پیچھے رہتے ۔ فرماتے میری پشت کو فرشتوں کے لئے خالی چھوڑ دو. چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ: كَانَ يَسُوْقُ اَصْحَابَهُ آپ اپنے اصحاب کو آگے چلاتے تھے۔آپ سفر میں تمام صحابہ کو بھیجنے کے بعد روانہ ہوتے اور ناتواں وکمزوروں کو سہارا دیتے اور رہ جانے والوں کو سوار فرماتے ،کبھی اپنا ردیف یعنی پیچھے بٹھاتے ۔(۸)

چلنے کی رفتار کئی طرح کی ہوتی ہے.ایک تحادت، یہ افسردہ اور مریل قسم کے لوگوں کی چال ہے.دوسری ازعاج، یہ غصہ، پریشانی اور مضطرب لوگوں کی چال ہے. یہ دونوں رفتار کی مذموم اور قبیح قسمیں ہیں، جو مردہ دلی پر دلالت کرتی ہیں.تیسری چال ہے ''ھون''، جو مکمل حرکت اور قدرے سُرعت کی چال ہے.اور یہی نبی کریم ﷺ کی چال تھی.جو سکون ووقار اور بلا تکبر وتحادت کی علامت ہے.رفتار کی تمام اقسام میں سب سے اکمل وافضل ''ھون'' ہے.قرآنِ حکیم میں بھی اس رفتار کی مدح سرائی موجود ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے :

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا .(۹)

ترجمہ :اور اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو زمین پر ''ہون'' کی رفتار سے چلتے ہیں۔

آپ ﷺ کے چلنے کی رفتار بھی یہی ''ہون'' ہی تھی۔

پسینہ اور فضلات کی خوشبو :

نبی کریم ﷺ کی نرالی اور عجیب صفتوں میں سے ایک پاکیزہ وطیب خوشبو ہے، چنانچہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے گھر بھیجنے کے لئے خوشبو کی جستجو کی، مگر اسے نہ مل سکی۔تو اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کی کہ حضور

Marfat.com

ﷺ کوئی خوشبو عنایت فرمائیں؟ مگر اس وقت آپ ﷺ کے پاس کوئی خوشبو موجود نہیں تھی۔ تو نبی کریم ﷺ نے شیشی طلب فرمائی، اور آپ ﷺ نے اس میں اپنے جسم اُقدس سے پسینہ لے کر اس شیشی میں بھر دیا، اور فرمایا، جا کر اسے اپنی لڑکی کے جسم پر مل دو۔ جب اسے ملا گیا تو سارا مدینہ اس کی خوشبو سے مہک اٹھا، اور لوگوں نے اس کے گھر کا نام بھی بیت المطیبین خوشبوؤ کا گھر رکھ دیا۔ (۷۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر پسینہ مبارک، موتی کی مانند چمکتا، اور اس کی خوشبوؤ مشک سے زیادہ ہوتی تھی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ مجھ سے بغل گیر ہوئے تو آپ ﷺ کی بغل مبارک کے پسینہ سے مشک کی طرح کی خوشبو مہکنے لگی۔ یہ آپ ﷺ کی ذاتی تھی۔

مطلب یہ کہ کسی بھی قسم کی خوشبو استعمال کیے بغیر ہی دنیا کی کوئی خوشبو آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی خوشبو سے ہمسری نہ کر سکتی تھی۔ جب نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین میں شگاف پڑ جاتا اور زمین آپ ﷺ کا بول و براز اپنے اندر سمو لیتی اور اس جگہ ایک خوشبو پھیل جاتی تھی. یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے براز کو کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ :

نبی کریم ﷺ استنجا کر کے بیت الخلاء سے تشریف لاتے تو میں جا کر دیکھتی تو اس جگہ از قسم براز کچھ نہ دیکھتی۔ حضور اُقدس ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تم نہیں جانتیں، انبیاءِ کرام سے جو کچھ ان کے بطن اطہر سے نکلتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے، چنانچہ اسے دیکھا نہیں جاتا۔ نبی کریم ﷺ کا بول و دَم (خون) طیب و طاہر ہے اور اسی قیاس پر آپ کے تمام فضلات کا حکم ہے۔ اور علامہ عینی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔ اور شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے فضلات کی طہارت پر بہت زیادہ اور کثرت سے روشن دلائل ہیں اور ہمارے ائمہ کرام اسے نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں شمار کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک :

نبی کریم ﷺ کی آوازِ مبارک انتہائی پیاری تھی۔آپ کی آواز اور اس کی شیرینی تمام آوازوں سے حسین ودلکش تھی ،اور کوئی شخص بھی آپ سے بڑھ کر خوش آواز وشیریں کلام نہیں گزرا۔آپ کے کلام کی توصیف میں آیا ہے: ''اَصْدَقُ النَّاسِ لَھْجَةً ''یعنی کلام میں سب لوگوں سے سچے ، کیونکہ آپ کی زبان مبارک مخارج سے کلام فرمانے میں جیسا کہ اس کا حق ہے سب سے بڑھ کر راست ،درست تر اور بہتر تھی۔آج تک کوئی ایک بھی اس پر قادر نہ ہوگا۔فصاحت کے ساتھ کلام فرمانے کو''صدق لہجہ'' کہتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہ بھیجا مگر خوش آواز اور خوش رو،حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ ان اوصاف میں سب سے فائق تھے۔اسی مقام پر کسی نے کہا ہے کہ :

در دل ہر اُمتی گر حق مزہ است
رُوئے آوازِ پیغمبرؐ معجزہ است

جہاں تک کسی کی آواز پہنچ سکتی تھی وہاں تک آپ ﷺ کی آوازِ مبارک بے تکلف پہنچ جاتی تھی۔خصوصاً ایسے خطبوں کی آواز جس میں نصیحت ،تخویف یا اللہ تعالیٰ سے ڈرانا ہوتا تھا۔چنانچہ پردہ میں بیٹھی ہوئیں خواتین بھی آپ کی آواز سنتی تھیں (۵۵) ۔

نبی کریم ﷺ کا تبسم فرمانا :

نبی کریم ﷺ ہمیشہ متبسم رہا کرتے تھے،اور آپ کی ہنسی زیادہ تر مسکرانے تک

Marfat.com

تھی۔ اگر ہنسی کی یہ آواز قلقلہ کے ساتھ سنی جائے تو اسے قہقہہ کہیں گے، ورنہ وہ ضحک ہے، اور اگر آواز بالکل ہی نہ ہو تو اسے تبسم یا مسکرانا کہتے ہیں۔

اور صراح میں لبوں کے باہم ملنے، ملانے کو تبسم کہا گیا ہے۔

تاہم مشہور یہ ہے کہ دانتوں کی سفیدی ظاہر ہو جانے کا نام تبسم ہے۔ (۵۵)

دیکھنے کا پیارا انداز:

نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ عموماً گوشۂ چشم سے دیکھتے تھے۔

یعنی: انتہائی شرم و حیاء کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلنے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اپنے آگے کر دیتے تھے، اور آپ ﷺ پیچھے رہ جاتے تھے۔ جس سے ملتے سلام کرنے میں خود پہل کرتے۔ (٦٧)

بے مثال نمونہ:

واقعی نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہر لحاظ سے بے نظیر، بے مثال اور لاجواب ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے اور جتنا بھی کوئی آپ ﷺ کو سمجھے، آپ ﷺ اس سے بالا ہیں۔ بقولِ شاعر

ے جن و ملائک ہیں جن کے غلام، بعد از خدا ہے "انؐ" کا مقام
یٰسین و طٰہٰ بنے جن کے نام، اُس "نبی مکرمؐ" پہ بے حد سلام

قامتِ زیبا:

نبی اُقدس ﷺ کا قد مبارک، باغِ قدس اور بوستان انس کی شاخ تھا، یعنی: لطیف، درست اور چست تھا، نہ کوتاہ نہ بہت دراز۔ لیکن مائل بہ درازی تھا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ: كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ قوم میں متوسط القامت تھے۔ ایک اور حدیث میں

Marfat.com

اس طرح ہے کہ: اَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ پستہ قد سے طویل قامت، اور طویل قامت سے کوتاہ تھے۔ مطلب یہ کہ پستہ قد سے دراز تر اس بنا پر کہ مائل بجانب درازی تھے۔ چنانچہ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''آپ بہت خوددار و باوقار اور شان و شوکت کے حامل تھے، اور دوسروں کی نگاہ میں بھی نہایت پرشکوہ، لَمْ یَکُنِ الطَّوِیْلُ الْمُمَغَّطُ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ دراز قد نہ تھے۔ (۷۱) چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ سرخ قبا میں دیکھا، اس سے اچھی کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے، طول کی طرف کسی قدر مائل، رنگ نہایت گورا، ریش مبارک کے بال سیاہ، دہانہ نہایت متناسب اور حسین آنکھوں کی پلکیں دراز چوڑے شانے''۔ .... آخر میں کہتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نہیں دیکھا۔

مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۵۳)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ:

''میں نے حریر و دیباج کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو سونگھی''۔ (۷۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تنہا ہوتے تو متوسط القامت معلوم ہوتے، اور جب قوم کے درمیان ہوتے تو سب سے بلند و بالا معلوم ہوتے اور اس وقت منسوب بہ طویل القامت کہلاتے، اور اگر دو آدمی دائیں، بائیں ہوتے

Marfat.com

تو آپ دونوں میں بلند نظر آتے۔

اور جب ان کے درمیان سے جدا ہوتے تو پھر منسوب بہ متوسط القامت محسوس ہوتے، نیز مجلس میں آپ کے دونوں شانے مبارک بلند سے بلند تر ہوتے۔ (۶۷)

علم وعقل مبارک :

عوارف المعارف میں منقول ہے کہ پوری عقل کے سو حصے ہیں، ان میں سے ننانوے حصے حضور اکرم ﷺ میں ہیں، اور ایک حصہ تمام مسلمانوں میں۔

نبی کریم ﷺ کے اخلاق حمیدہ اعظم واتم اور کامل تر اخلاق ہیں اور ان اخلاق کی اصل ومنبع اور جائے نشو عقل ہے۔ کیونکہ عقل ہی سے علم ومعرفت کے سوتے پھوٹتے ہیں اور اسی سے رائے کی قوت، تدبیریں جودت، فکر ونظر میں اصابت، انجام کار پر صحیح نتیجہ کی برآمد، مصالح نفس، مجاہدۂ شہوت، حسن سیاست وتدبیر، خوبیوں کی اشاعت اور رذائل سے اجتناب جیسی صفات متفرع ہوتی ہیں۔ (۶۸)

نبی کریم ﷺ کی غذائے مبارکہ :

نبی کریم ﷺ ریاضت نفس، طعام کی جانب عدم التفات اور قضائے شہوت اور اس کی مقتضیات کو پورا نہ کرنے کے باوجود جنس نفس میں کسی بھی قسم کی مخصوص غذاؤں کا تکلف نہ فرماتے تھے، اور تکلیف کی روش اختیار نہ کرتے، اور امت پر وسعت ملحوظ رکھنے اور رہبانیت کی راہوں کو مسدود کرنے کی وجہ سے اہل مدینہ کی عادت کے موافق تنازل فرماتے تھے، اور جو کچھ موجود ہوتا گوشت، ترکاری، پھل اور کھجور وغیرہ میں سے جو کچھ آتا نوش فرماتے تھے۔ نیز علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کسی مخصوص غذا کو خاص کر لینا طبیعت کے لئے مضر ہے۔ اگرچہ وہ غذا کتنی ہی بہترین اور بھوک بڑھانے والی ہو، اسی بناء پر شیرینی اور شہد

Marfat.com

کونوش فرماتے، اور انہیں پسند کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے بکری کے گوشت کو تناول فرمایا۔ نیز قربانی کے موقع پر اپنی ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کی جانب سے ایک گائے بھی ذبح فرمائی۔ ظاہر ہے کہ اسے آپ نے بھی تناول فرمایا ہوگا۔ (واللہ اعلم)

گوشت کی تعریف :

گوشت کی تعریف میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً :

اَللَّحمُ سَیِّدُ الطَّعَامِ اَھلِ الجَنَّۃِ ۔ (۷۷)

جنتیوں کے لئے گوشت کھانے کا سردار ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے : اَللَّحمُ سَیِّدُ الطَّعَامِ اَھلِ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ.

دنیا وآخرت والوں کے لئے گوشت کھانے کا سردار ہے۔

نبی کریم ﷺ کے نزدیک کھانوں میں پسندیدہ تر گوشت تھا، فرمایا کرتے تھے، کھانا سماعت کو زیادہ کرتا ہے، اور دنیا میں گوشت تمام کھانوں میں بہترین ہے۔ اگر میں اپنے رب سے چاہوں کہ وہ گوشت کھلائے تو وہ روزانہ ضرور مجھے گوشت کھلائے۔ گوشت کھانا، عقل کو بڑھاتا ہے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ چنانچہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اَطیَبُ اللَّحمِ لَحمُ الظَّھرِ.

بہترین گوشت پیٹھ کا گوشت ہے۔

نبی کریم ﷺ ہڈی سے گوشت کو دانتوں سے چھڑا کر تناول فرماتے۔ (۷۷)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا گوشت کو چھری سے نہ کاٹو، کیونکہ یہ عجمیوں کا کام ہے۔ اور اسے دانتوں سے کھاؤ کیونکہ یہ بہت ہاضم اور زیادہ دل پسند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے

Marfat.com

بھنا ہوا جگر بھی تناول فرمایا، اور مرغی کا گوشت بھی تناول فرمایا ہے، اسے بخاری و مسلم اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے نیل گائے کا گوشت بھی تناول فرمایا، اور اونٹ کا گوشت تو سفر و حضر میں تناول کیا ہے۔ خرگوش کا گوشت بھی تناول کیا ہے۔ البتہ ! گردوں کو ناپسند فرماتے، کیونکہ وہ پیشاب کے قریب رہتے ہیں۔ فوطے اور کچا لہسن، اور پیاز نہیں کھاتے تھے۔ (۷۷)

ثرید :

نبی کریم ﷺ نے ثرید تناول فرمایا ہے۔ فارسی میں ثرید کو اشکنہ کہتے ہیں۔ ثرید : روٹی کو توڑ کر گوشت کے شوربے میں اور کبھی گوشت کے ساتھ بھی تیار کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ . (۶۱)

ترجمہ : تمام عورتوں پر عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی فضیلت ایسی ہے، جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تمام کھانوں میں پسندیدہ ثرید خبز اور ثرید حیس تھا۔ ثرید خبز تو روٹی اور شوربے سے بنایا جاتا ہے۔ اور ثرید حیس، کھجور، گھی اور روٹی سے بنایا جاتا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے گھی اور مکھن سے روٹی تر کر کے تناول فرمائی ہے، اور روغن زیتون چپڑ کر بھی روٹی تناول فرمائی ہے۔ پیٹ بھرنے سے پہلے ہاتھ کھینچ لینا چاہیئے۔ دستر خوان سے روٹی کے ٹکڑے چن چن کر کھالیں، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا اس کی روزی میں وسعت ہوگی، وہ ٹکڑے حورِ عین کا مہر ثابت ہوں گے۔ (۸۳)

Marfat.com

کدو :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں، نبی کریم ﷺ فرماتے کہ:

جو تم ہنڈیا پکاؤ تو کدّو بہت ڈالا کرو کیونکہ وہ غمگین دل کو تقویت دیتا ہے۔(۸۳)

نبی کریم ﷺ نے کدو کو تناول فرمایا، اور اسے پسند فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ کے اس فعل کو دیکھا ہے تو مجھے کدو سے محبت ہو گئی ہے(۶۰)۔

حضرتِ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مستحب ہے کہ کدو سے محبت رکھیں، اور ہر اس چیز سے محبت رکھیں جسے نبی کریم ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ''سلق'' یعنی چقندر کو جو کی روٹی کے ساتھ تناول فرمایا ہے(۷۷)۔

لیٹا (حلیم) :

نبی کریم ﷺ نے خزیرہ، یعنی: لیپٹے کو بھی نوش فرمایا ہے، جسے آٹے سے پتلا کر کے بنایا جاتا ہے۔ یہ امامِ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

اور علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بہت سا پانی ڈال کر پکایا جاتا ہے، جب پک کر نرم و ملائم ہو جاتا ہے تو آٹا ڈال کر تیار کرتے ہیں۔ اگر گوشت نہ ہو تو اسے عصید کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آٹے کو گھول کر چھانتے ہیں تاکہ بھوسی نکل جائے پھر پکاتے ہیں(۷۷)۔

نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ پھل :

نبی کریم ﷺ کو تر میووں میں خربوزہ اور انگور بہت محبوب تھے۔ آپ ﷺ خربوزہ روٹی کے ساتھ اور مصری کے ساتھ تناول فرماتے، اور کبھی خربوزہ، خرما تر کے ساتھ

Marfat.com

کھاتے۔کھانے میں دونوں ہاتھوں سے مدد لیتے۔آپ ﷺ دودھ اور خرما کو اطیبین فرماتے۔(۸۳)

اور نبی کریم ﷺ نے خشک کھجور، تر کھجور اور گدری کھجور بھی تناول فرمائی ہے۔نیز نبی کریم ﷺ نے کباث کو بھی نوش فرمایا ہے۔کباث اراک کا پھل ہے جو پکا ہو۔اور اراک مسواک کے درخت کو بھی کہتے ہیں جسے اردو اور ہندی میں پیلو کہتے ہیں۔اور کھجور کے گودے کو بہت پسند فرماتے تھے، جو کھجور کے درخت سے گوند کی مانند نکلتا ہے۔اسے شحمۃ النخل کہتے ہیں۔اور نبی کریم ﷺ نے جبن نوش فرمایا۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے پاس جبن لایا گیا، تو آپ ﷺ نے چھری منگا کر بسم اللہ کہہ کر اسے کاٹا(۶۱)۔

اور نبی کریم ﷺ نے خربوزے کو کھجور سے نوش فرمایا اور خربوزہ آپ ﷺ کے پسندیدہ ترین پھلوں میں سے تھا۔ایک روایت میں ککڑی نوش کرنا کھجور کے ساتھ، اس طرح آیا ہے کہ ایک دست مبارک میں ککڑی تھی اور دوسرے دست مبارک میں کھجور تھی۔کبھی اسے نوش فرماتے اور کبھی اسے۔اسی طرح خربوزے اور کھجور کو(۷۷)۔

موٹاپے کا بہترین علاج

سیدہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میری والدہ میرے موٹاپے کا علاج کرتی تھیں۔اور میری والدہ اس میں جلدی کرتی تھیں، تاکہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مجھے بھیجا جائے مگر کوئی علاج درست نہ بیٹھتا تھا یہاں تک کہ میں نے کھجور اور ککڑی ملا کر کھائی تو میرا موٹاپا ٹھیک ہوگیا۔نبی کریم ﷺ ککڑی کو، تر کھجور کے ساتھ، اس لئے نوش فرماتے تھے کہ ککڑی کی برودت کو کھجور کی گرمی سے، اور کھجور کی گرمی

Marfat.com

کو، ککڑی کی برودت سے، اعتدال پر لائیں۔

نبی کریم ﷺ نے کھجور کو مکھن کے ساتھ بھی نوش فرمایا، اور اسے پسند بھی فرمایا۔ آج بھی یہ غذا ہمارے شہروں میں رائج اور بازاروں میں فروخت ہوتی ہے۔ اور کھجور کے سرے پر مکھن رکھتے ہیں اکثر تر کھجور کے ساتھ کھاتے ہیں تاکہ مکھن کی چکناہٹ تر کھجور کی عفونت کو مار دے۔ اور نبی کریم ﷺ روٹی کو سالن کے ساتھ نوش فرماتے جو بھی موجود ہوتا کبھی گوشت کا سالن، کبھی ترکاری کا، اور کبھی کھجور کا، اور مروی ہے کہ کھجور اور جو کی روٹی کے ٹکڑے کو زبان پر رکھ کر فرمایا ''نانخورش'' یہ ہے۔ اور کبھی سرکہ سے نوش کرتے اور فرماتے:

نِعْمَ الْاَدِمُ الْخَل. سرکہ بہترین سالن ہے (۷۷)۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انگور کے خوشے تناول کرتے دیکھا ہے۔ یہ اس طرح کہ خوشہ منہ میں رکھ کر اس کے دانے توڑتے، اور تنکوں کو باہر خالی کر کے کھینچ لیتے۔ جبکہ متعارف یہ ہے کہ ہاتھ سے دانے توڑتے اور پھر منہ میں ڈالتے تھے (۷۷)۔

نبی کریم ﷺ کا کھانا، کھانا:

نبی کریم ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ ﷺ تین انگلیوں سے، یعنی: انگوٹھا، کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے کھانا تناول فرماتے تھے۔ کیونکہ ایک انگلی یا دو انگلیوں سے کھانا متکبروں کا کھانا ہے، نیز اس طرح کھانے میں لذت بھی حاصل نہیں ہوتی۔ اپنی انگلیوں سے رکابی کو چاٹتے تھے، اور فرماتے کہ جو شخص برتن پونچھ لیتا ہے، وہ اس کے حق میں دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس نے مجھے صاف کر کے جس طرح شیطان سے محفوظ رکھا اسی طرح تو بھی اسے جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔ اور کھانے کے بعد آپ ﷺ اپنی انگلیاں

Marfat.com

بھی چاٹ لیتے تھے، اور فرماتے کہ پچھلے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ ایک ایک انگلی کو زبان پر رکھ کر یا ہونٹوں پر رکھ کر چاٹنا کافی ہے۔

بعض اوقات نبی کریم ﷺ اپنی انگلیاں بچوں یا خادموں کو چٹایا کرتے تھے۔ مگر کھانے کے دوران انگلیوں کو چاٹنا مکروہ عمل ہے (۷۷)۔

البتہ ! کھانے کے دوران جو چیز دسترخوان یا برتن سے گر جائے تو اسے اٹھا کر کھالینا ثواب کا کام ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس میں محتاجی، برص اور کوڑھ سے حفاظت ہے۔ اور جو اسے کھاتا ہے اس کی اولاد حماقت سے محروم رہتی، اور باعافیت رہتی ہے۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جو دسترخوان پر گری ہوئی چیز اٹھا کر کھالیتا ہے اس کی اولاد حسین وجمیل پیدا ہوتی ہے، اور اس سے محتاجی دور کر دی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے، بلکہ ارشاد فرماتے، میں بندہ ہوں اور بندوں ہی کی طرح بیٹھتا ہوں اور ایسے کھانا کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں (۷۸)۔

نبی کریم ﷺ جب اپنے ہاتھ مبارک کھانے کی طرف بڑھاتے تو بسم اللہ کہتے، اور افضل یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا جائے۔ اور کھانے کے بعد آپ ﷺ حمدِ الٰہی کہتے۔ حمد کے متعدد کلمات ماثور ہیں۔ اتنا پڑھنا ہی کافی ہے کہ کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. اور آپ ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھویا کرتے تھے اور کھانے کے بعد بھی، اور فرماتے کہ:

بَرَکَةُ الطَّعَامِ فِی الْوَضُوْءِ قَبْلَهٗ وَالْوَضُوْءُ بَعْدَهٗ. (۸۳)

ہاتھوں کا دھونا، کھانے سے پہلے اور پیچھے مفلسی کو دور کرتا ہے۔

یعنی: کھانے سے پہلے بھی وضوء ہے اور کھانے کے بعد بھی وضوء۔ اور جن احادیث

Marfat.com

طیبات میں ہاتھ دھونے کو وضو کہا گیا ہے وہ لغوی معنیٰ میں ہے، جس کے معنیٰ نظافت وپاکیزگی کے ہیں اور آپ ﷺ گرم کھانا نوش نہیں فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ گرم کھانے اور داغ دینے کو مکروہ جانتے اور فرماتے کہ ٹھنڈا کر کے کھانا کھاؤ کیونکہ اس میں برکت ہے اور گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔ اور حضرتِ اسماءؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ اسے اس وقت تک ڈھانپ کے رکھتے جب تک کہ اس کا جوش ختم نہ ہو جاتا۔ اور فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے (۷۸)۔

نبی کریم ﷺ کا پانی پینا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ آبِ شیریں وسرد کو پسند فرماتے تھے، اور بیٹھ کر پانی پیتے۔ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا اور علی الصباح نوشِ جان فرماتے اور جب کچھ گھڑی گزر جاتی اور بھوک محسوس ہوتی تو جو کچھ بھی کھانے کو موجود ہوتا تناول فرماتے۔ اس لئے کہ شہد کا شربت، یا شہد کو ناشتے میں چاٹنا بلغم کو چھانٹتا، اور معدے کے حمولات کو دھوتا، اور اس کو لزوجت سے پاک وصاف کرتا ہے، اور اس کے فضلات کو دور کرتا، اور اعتدال کے ساتھ معدے کو گرم کرتا ہے اور جوڑوں کو کھولتا ہے۔ اور ٹھنڈا پانی، سرد تر ہے جو گرمی کو کاٹتا اور صحت کی حفاظت کرتا ہے۔

تاہم یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھانے کے بعد آخر میں پانی نہیں پیتے تھے، کیونکہ طبّی اعتبار سے یہ عمل مفسدِ ہضم ہے۔

لہٰذا جب تک کھانا ہضم ہونے کے قریب نہ ہو جائے پانی نہیں پینا چاہیئے۔ اور آپ

Marfat.com

ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ تین سانسوں میں پانی نوش فرماتے، اور ارشاد فرماتے کہ یہ سیراب کرنے والا، پسندیدہ تر اور شفا بخشنے والا ہے۔ ہر سانس میں منہ سے پیالہ جدا کرتے پھر سانس لیتے، اور پیالے میں پھونک مارنے سے منع فرماتے اور جب دہن مبارک کے قریب پیالہ کو لاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب جدا کرتے تو حمد بجالاتے، اس طرح تین مرتبہ کرتے۔ جب آپ ﷺ جماعت کو کھانا کھلاتے، پلاتے تو آپ ﷺ ان سب کے بعد تناول فرماتے۔ مطلب یہ کہ ابتدا میں تناول نہ فرماتے، آخر میں ان کے ساتھ موافقت فرماتے۔ جب دستر خوان بچھایا جائے تو چاہیئے کہ جب تک سب فارغ نہ ہوں نہ تو اٹھے اور نہ ہی کھانے سے ہاتھ کھینچے، اگرچہ سیر ہو چکا ہو، کیونکہ یہ ساتھی کی شرمندگی کا موجب ہے، اور ممکن ہے کہ ابھی اسے کھانے کی احتیاج باقی ہو، اور اگر کوئی نبی کریم ﷺ کی دعوت کرتا اور میزبانی کا شرف پاتا اور کوئی شخص آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آجاتا تو آپ ﷺ میزبان کو خبر کردیتے کہ یہ شخص میرے ساتھ چلا آیا ہے، اگر تم چاہو تو لوٹ جائے؟ اور آپ ﷺ جب کسی جماعت کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تو جب تک ان کے لئے دعائے خیر نہ فرماتے، باہر تشریف نہ لاتے اور فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ.

اور نبی کریم ﷺ دودھ پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے، سوائے دودھ کے۔ کھانے کے بعد دعا کرتے:

زِدْنَا خَیْراً مِنْہُ. اس سے ہماری بھلائی زیادہ کر"۔ اور دودھ پینے کے بعد فرماتے:

زِدْ نَامِنْہُ۔ "اس سے ہمیں زیادہ کر"۔

نیز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی دے تو منع نہیں کرنا چاہیئے، دودھ، تکیہ، اور خوشبو دار تیل۔ ایک اور حدیث میں تیل کی جگہ طیب یعنی: خوشبو آیا

Marfat.com

ہے، یہ اس سے زیادہ معروف ہے۔ اور آپ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا لیتے۔ یعنی: ''لسی'' اس لئے کہ دوہتے وقت دودھ گرم ہوتا ہے اور ان ممالک میں گرمی غالب ہے تو دودھ کی گرمی کو پانی کی سردی سے مارتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ٹھنڈا دودھ نبی کریم ﷺ کے مزاجِ لطیف کے مناسب و موافق تر آتا ہو (۷۸)۔

نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک :

نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ، لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف تھا۔ مطلب یہ کہ جو پاتے زیب تن فرما لیتے، اور تعیین کی تنگی اختیار نہ فرماتے، اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے۔ اور کسی حال میں عمدہ و نفیس کی خواہش نہ فرماتے، اور نہ ادنیٰ اور حقیر کا تکلف فرماتے، جو کچھ موجود و میسر ہوتا پہن لیتے۔ اور جو لباس، ضرورت کو پورا کردے اسی پر اکتفا فرماتے۔ اکثر حالتوں میں چادر پیرہن اور ازار ہوتا، جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے، اور پشمینہ بھی پہنتے۔ منقول ہے کہ آپ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے۔ جسے آپ اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَأْتَهٗ وَيُخْصِفُ نَعْلَهٗ.

نبی کریم ﷺ کپڑوں میں جوں تلاش کرتے، اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے، اور اپنے جوتے مبارک کو (بھی خود ہی) سیا کرتے تھے (۷۸)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا صاف ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا بہت پسند ہے۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطِرُ

Marfat.com

الُحَقَّ. بلاشبہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے، اور تکبر اللہ تعالیٰ سے سرکشی کرنا ہے۔ مطلب یہ کہ لباس وہیبت میں تجمل اور تحسین مستلزم تکبر نہیں ہے، تکبر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرکشی کرنا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ: اِنَّ اللّٰہَ نَظِیْفٌ یُحِبُ النِظَافَۃَ. بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک وصاف ہے اور وہ پاکی وصفائی کو پسند فرماتا ہے (۷۸)۔

عمامۂ نبوی ﷺ :

نبی کریم ﷺ کا عمامہ شریف نہ اتنا وزنی و بڑا ہوتا جس سے سر مبارک پر بار معلوم ہو، اور نہ اتنا چھوٹا اور ہلکا ہوتا کہ سر مبارک پر تنگ ہو۔ مروی ہے کہ عمامہ شریف چودہ گز شرعی سے متجاوز نہ ہوتا۔ اور کبھی سات گز شرعی ہوتا۔ شرعی گز ایک ہاتھ کا ہے جو بیچ کی انگلی سے کہنی تک ہے اس کی مقدار دو بالشت ہے یعنی چوبیس انگل۔ اور نبی کریم ﷺ کا ایک عمامہ تھا جس کا نام ''سحاب'' رکھا ہوا تھا، اور نبی کریم ﷺ کے پاس جتنے کپڑے، گھوڑے اور سواری کے جانور تھے، ہر ایک کے اپنے تجویز کردہ نام ہوتے تھے۔ عمامہ کے نیچے سر مبارک سے چمٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی۔ یہ ٹوپی سر سے پست و پیوست تھی بلند نہ تھی۔ طاقیہ (جسے آج کل کلاہ کہتے ہیں) کی مانند، اور نبی کریم ﷺ کی ٹوپی سفید تھی۔ مسلم نے اتنا زیادہ کیا کہ:

قَدْ اَرْخیٰ طَرْفَھَا بَیْنَ کَتِفَیْہِ. (۶۰)

بے شک عمامہ کے سروں کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے۔

حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرے سر پر نبی کریم ﷺ نے عمامہ باندھا تو میری پشت پر دونوں شانوں کے درمیان سرا لٹکایا۔ مروی ہے کہ بدر و حنین کے دن فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے۔ تو اسی طرح پر عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ: کم سے کم شملہ چار انگل ہے، اور زیادہ سے زیادہ

Marfat.com

نصف کمر تک۔ اس سے زیادہ اسبال میں داخل ہے جو مکروہ اور حرام ہے (۷۸)۔

نبی اقدس ﷺ کا پیرہن مبارک اور تہبند شریف :

نبی کریم ﷺ کے پیرہن اور چادر مبارک کا دامن نصف پنڈلیوں تک ہوتا تھا، اور تہبند کو گٹوں سے نیچے نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي الْاِزَارِ، مِنَ النَّارِ (۲۰) و (۴۸)۔

تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے یہ حکم مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کو لٹکانا اور لمبا رکھنا جائز ہے۔ (۷۹)۔

نبی کریم ﷺ کا محبوب ترین لباس قمیض مبارک تھی۔ اگرچہ تہبند اور چادر شریف بھی بہ کثرت زیب تن فرماتے تھے، لیکن قمیض کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا پیرہن مبارک سوتی، اور تنگ دامن و آستین والا تھا، اور آپ کی قمیض مبارک میں تکمے یعنی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ بلا شبہ ائمۂ محدثین رحمہم اللہ علیہم، اور دیار عرب کے تمام حصوں میں معروف ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قمیض مبارک میں سینہ کے مقام پر جیب تھی اور یہ قمیض سنت ہے (۷۹)۔

اور نبی کریم ﷺ کی چادر شریف کی لمبائی چار گز شرعی، اور اس کا عرض دو گز شرعی اور ایک بالشت تھے۔ نبی کریم ﷺ اپنے تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور عقب میں اونچا رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو زیر ناف تہبند باندھے دیکھا ہے اور آپ کی ناف ظاہر تھی۔

اور نبی کریم ﷺ سفید لباس پہننے کو پسند رکھتے تھے، اور فرماتے حسین ترین لباس، سفید کپڑوں کا ہے۔ تم میں سے اسے زندہ لوگ بھی پہنیں، اور اپنے مُردوں کو بھی اس کا کفن

Marfat.com

دیں، اور نبی کریم ﷺ کبھی کالی کملی اوڑھا کرتے تھے، اور کَانَ یُکْثِرُ التَّقَنُّعَ اکثر چادر لپیٹا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں میں اطیب والطف تھے، اس لئے کہ اس کی علامت آپ کے بدن شریف میں ظاہر تھی، اور وہ یہ کہ آپ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے میلے نہیں ہوتے تھے، اور نہ آپ کے لباس مبارک میں جوں پڑتی تھی، اور نہ کپڑوں پر اور نہ ہی آپ ﷺ کے جسمِ اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی۔ (۷۹)

نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی مبارکہ:

نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، وہ آپ ﷺ کے دست مبارک میں رہی۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں، اس کے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ وہ بیر اریس (کنویں) میں گر پڑی۔ اس انگوٹھی کو بہت تلاش کیا گیا، یہاں تک کہ کنویں کا سارا پانی تک نکال دیا گیا اور اسے صاف کیا گیا، تاہم وہ دستیاب نہ ہوسکی۔ نبی کریم ﷺ کی یہ انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی، اور اس میں حبشی نگینہ تھا۔ حبشی کے معنیٰ میں کئی قول ہیں: بعض کہتے ہیں کہ سنگ سیاہ تھا، بعض کہتے ہیں کہ: وہ پتھر تھا، جو حبشہ میں ہوتا ہے، جس کی کان حبشہ میں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا بنانے والا حبشی تھا۔ اور نبی کریم ﷺ انگوٹھی کے نگ کو ہتھیلی کی جانب رکھتے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی دیکھی تو فرمایا:

"کیا بات ہے! کہ میں تیرے پاس جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ اس کے بعد اس سے فرمایا چاندی کی انگوٹھی بنا اور اسے ایک مثقال یعنی ساڑھے تین ماشے سے زیادہ نہ کرو"۔

اور ایک روایت میں ہے کہ پورے ساڑھے تین ماشہ نہ کرنا، یعنی: اس سے کچھ کم رکھنا۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللّٰہ نقش کرایا، اور اسے اپنی انگوٹھیوں میں نقش کرنے سے لوگوں کو منع فرمایا۔ انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا۔ ایک سطر میں محمد، دوسری سطر میں رسول، اور تیسری سطر میں اللہ (۸۰)۔

انگوٹھی پہننا، اگرچہ بائیں ہاتھ میں بھی جائز ہے۔ تاہم آپ ﷺ سے اکثر داہنے ہاتھ میں پہننا ثابت ہے (۷۹)۔

نبی کریم ﷺ کے موزے مبارک :

نبی کریم ﷺ نے موزے پہنے ہیں، اور ان پر مسح کرنا بھی صحت کو پہنچا ہے۔ چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ: شاہِ حبش، نجاشی نے نبی کریم ﷺ کے لئے بطور نذرانہ، کالے اور سادہ موزوں کے دو جوڑے بھیجے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں پہنا اور ان کے اوپر مسح فرمایا (۱۹)۔

اسی طرح حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے لئے دو موزے بھیجے، اور نبی کریم ﷺ نے انہیں پہنا (۷۹)۔

نبی کریم ﷺ کے جوتے مبارک :

نبی کریم ﷺ نعلین شریفین پہنا کرتے تھے، اگر پاؤں کو بالکل ڈھانپ لے تو وہ موزہ کہلاتا ہے ورنہ نعلین کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں جو کوئی جوتی پہنے اسے چاہیئے کہ پہلے دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے (۷۹)۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا بستر مبارک :

نبی کریم ﷺ کا بستر مبارک، جس پر آپ ﷺ استراحت فرماتے تھے، چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے درخت کے ریشے کوٹ کر بھرے ہوئے تھے (۷۹)۔

شادی مبارک :

نبی کریم ﷺ کی صداقت، امانت، دیانت کا یہ عالم تھا کہ عرب کی نہایت مالدار خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مالِ تجارت فروخت کرنے کے لئے آپ ﷺ شام گئے۔ واپسی پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام نے شام کے واقعات مِنُ وُعَنُ اپنی مالکہ کے گوش گزار کیے تو انہوں نے شادی کا پیغام بھجوا دیا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ چار سو دینار سرخ مہر مقرر ہوا، جو کہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے اسی وقت ادا کر دیا۔ شادی کے وقت آپ ﷺ کی عمرِ مبارک پچیس سال، جبکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمرِ مبارک چالیس سال تھی۔ (۸۱)

جماع، حفظ صحت کے اسباب میں سے ہے، اور منی کا روکنا اور اس کے اخراج سے باز رہنا اور اس کی عادت بنالینا ضعف قویٰ اور ان کی رگوں میں خشکی اور قسم قسم کے امراض ردیہ کے پیدا ہونے کا موجب و باعث ہے۔ مثلاً وسواس، جنون اور مرگی وغیرہ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ قوت اور اعتدال مزاج کے ساتھ ہو اور اس میں زیادتی اور کثرت نہ ہو۔ جس کی قوت زیادہ ہے اسے ترک جماع بہت زیادہ مضر ہے اور نبی کریم ﷺ کی قوت تمام مردوں سے زیادہ تھی۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طاؤس و مجاہد سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کو چالیس مردوں کے جماع کی قوت دی گئی تھی۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زفاف فرمانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جس دن میں نبی کریم ﷺ کے کاشانۂ اقدس میں آئی تو نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے مردوزن کی ایک جماعت حلقہ بنائے بیٹھی ہوئی تھی۔ میری والدہ نے میرے بالوں میں کنگھی کی اور مانگ نکالی اور میرا منہ دھلایا اور مجھے لے کر وہاں آئیں جہاں نبی کریم ﷺ رونق افروز تھے۔ چونکہ میرا سانس پھول گیا تھا اس لئے کچھ دیر توقف کیا۔ اس کے بعد وہ مجھے لے کر نبی کریم ﷺ کے حجرے میں آئیں، میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ایک سریر پر تشریف فرما ہیں۔ میری والدہ نے مجھے نبی کریم ﷺ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ اور عرض کرنے لگیں، "اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ کی زوجۃ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں آپ کی وجہ سے اور آپ میں ان کی وجہ سے برکت دے"۔ اس کے بعد تمام لوگ گھر سے چلے گئے، اور نبی کریم ﷺ نے میرے ساتھ زفاف فرمایا۔ ام المؤمنین حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نبی کریم ﷺ سے نکاح مشہور قول کے مطابق چھے سال کی عمر میں اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی۔ (انعامات المنعم شرح المسلم، ص ۳۳۴)

جبکہ ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ نکاح سولہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں ہوا تھا اور رخصتی شوال سن ایک ہجری میں انیس برس کی عمر میں ہوئی۔ (۱۲۰)

حضرۃ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں، حضرت عائشہؓ کے زفاف کے دن موجود تھی۔ اللہ کی قسم اس دن کوئی ولیمہ کا کھانا موجود نہ تھا بجز دودھ کے ایک پیالہ کے جس میں سے کچھ تو نبی کریم ﷺ نے نوش فرمایا، اور بقیہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا، وہ پیالہ لینے سے شرما رہی تھیں۔ میں نے کہا کہ نبی اقدس ﷺ کے دست مبارک کو رد نہ کرو، پی لو۔ تب انہوں نے شرماتے ہوئے تھوڑا سا پیا۔ (۸۵)

Marfat.com

واضح رہے کہ عورتوں سے محبت اور متعدد نکاح کرنا نوعِ انسانی کے کمال اور افراد انسانی کے کامل ترین ہونے کی دلیل ہے۔ اور عورتوں سے جماع کی قوت انسانیت کا کمال ہے۔

اور نبی کریم ﷺ جماع کو بقدر کفایت اختیار فرماتے تھے، اور نبوت، عبودیت اور فقر کو اختیار کئے ہوئے تھے، اور یہ قوتِ جماع جو آپ ﷺ کو حاصل تھی، معجزے میں داخل ہے کہ ایک رات میں اپنی تمام ازواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) پر دورہ فرماتے تھے، اور وہ گیارہ تھیں، ایک روایت میں ہے کہ نو تھیں۔

آپ ﷺ کو مباح تھا کہ جتنی چاہیں عورتوں کو نکاح میں لائیں۔ اس میں کمال فضل وشرف اور تمام مردوں سے آپ کا امتیاز ہے۔ (۷۹)

اور نبی کریم ﷺ شب باشی میں، تمام ازواج مطہرات میں اور ادائے نفقہ وسکنیٰ اور ان کے حقوق ومعاملات میں برابری کا لحاظ فرماتے تھے، جن پر آپ ﷺ کو قدرت حاصل تھی۔ لیکن محبت کے بارے میں فرماتے، اے اللہ! یہ تقسیم وانصاف میرا، ان چیزوں میں ہے، جن میں مجھے قدرت واختیار حاصل ہے اور جن چیزوں میں مجھے مالک نہیں بنایا گیا، ان میں تو مجھے ملامت نہ فرمانا، یعنی: محبت اور مجامعت میں۔

نکاح وجماع کے فوائد ومنافع بہت ہیں، ان میں سے عمدہ ترین، سلسلہ تناسل اور نوع انسانی کا دوام، اور اس کی بقا ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ اس کے سوا قضاءً حاجت، حصولِ لذت وشوق مباشرت اور تمتع بہ نعمت الٰہی ہے، اور یہ ایسی نعمت ومنفعت ہے جو جنت میں ہوگی، لیکن وہاں سلسلہ تناسل اور منی نہ ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ فرمایا: محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو، اس لئے کہ میں روزِ قیامت اپنی امت کی کثرت اور ان کی زیادتی پر دیگر امتوں پر فخر ومباہات کروں گا۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہوں، باوجود اس بات کے کہ بسا اوقات مجھے اس کی طرف میلان بھی نہیں ہوتا۔ تاہم صرف اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ میری پشت سے اسے پیدا فرمائے، جس کی وجہ سے قیامت کے دن، دیگر امتوں کے سامنے نبی کریم ﷺ، کثرتِ امت پر فخر فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا: جو نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، کیونکہ روزہ، قوت باہ کو توڑتا، اور اس کے مادہ کو فنا کرتا ہے۔ تاہم مذہبِ حنفی میں مجرد رہنے سے مطلق نکاح کرنا افضل ہے (۷۹)۔

خواب واستراحت رسول ﷺ :

نبی کریم ﷺ کی نیند، بقدر اعتدال تھی۔ صرف ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپ ﷺ آرام فرماتے، مطلب یہ کہ ضرورت سے زیادہ آپ سوتے نہیں تھے، اور ضرورت سے زیادہ خود کو سونے سے باز رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ خواب میں دائیں جانب قبلہ رُو ہو کر آرام فرماتے تھے۔ رخسار شریف کو دائیں ہتھیلی پر رکھتے، اور بصورت تعریس ہاتھوں کو کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر مبارک رکھتے، تاکہ بیداری اور نماز کے لئے کھڑے ہونے میں آسانی ہو۔ کیونکہ یہ آپ کی عادت شریفہ تھی چنانچہ آپ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے :

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ.

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز میں دائیں جانب کو پسند فرماتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے منہ کے بل اوندھے لیٹ کر سونے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ سنن ابوداؤد میں مروی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ ایک شخص پر گزرے جو اپنے منہ کے بل اوندھا سو رہا تھا، اس پر نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے اپنے پائے اُقدس سے ٹھوکر مار کر فرمایا: ''اٹھ بیٹھ جا یہ جہنمیوں کا سونا ہے''(۷۹)۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سونے کی چار ہیئتیں ہیں۔ چت لیٹنا، معبروں کے لئے ہے، جو آسمان اور اس کے ستاروں کو دیکھتے ہیں اور اس کی نشانیوں پر غور کرتے ہیں۔ اور داہنے پہلو پر سونا، عابدوں اور شب بیداروں کے لئے ہے۔ اور بائیں پہلو پر سونا، پرخوروں کے لئے ہے، جو کھانے کے ہضم کے لئے راحت و آرام حاصل کرتے ہیں۔ اور منہ کے بل اوندھے سونا بد بختوں اور احمقوں کے لئے ہے(۱۷)۔

اور نبی کریم ﷺ کبھی فرش پر اور کبھی چمڑے پر، کبھی ٹاٹ پر اور کبھی زمین پر سوتے تھے(۷۹)۔

پانچ مبارک راتیں

عن معاذ بن جبلؓ عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ اَحیَا اللَّیَالِیَ الْخُمُسَ وَجَبَتْ لَہُ الْجنۃ لَیْلَۃُ التَّرْوِیْحَۃِ وَلَیْلَۃ عَرفَۃ وَلَیْلَۃُ النَّحْرِ وَلَیْلَۃُ الْفِطْرِ وَلَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانْ. (رواہ الاصبہانیؒ)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے (ذکر و عبادت کے ذریعہ) پانچ راتیں زندہ رکھیں، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی. (وہ پانچ راتیں یہ ہیں:) آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقرعید کی رات، عید الفطر کی رات، اور پندرہویں شعبان (شبِ براَت) کی رات۔

Marfat.com

خلاصۂ کلام

انسان کو اشرف المخلوقات بننے کے لئے رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے جو صرف ایک قبولِ عام ہستی اور عظیم ترین اخلاق و کردار کی حامل شخصیت ہی کی مدد سے ممکن ہے۔

مسلمانانِ عالم کی یہ خوش نصیبی ہے کہ انہیں ایک ایسے انسانِ کامل ﷺ نصیب ہوئے جو رشد و ھدایت کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ پوری انسانیت کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اُقدس ﷺ کی مبارک زندگی کو اپنانے، اور اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین، یارب العالمین۔

حکیم محمد عمر فاروق قریشی

عفا اللہ عنہ

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ۔ بمطابق ۱۹ اگست ۲۰۱۱ء

بمقام : بھولاری کیمپ کوٹری، ضلع جام شورو (سندھ)۔

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِا للّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْب و
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ علىٰ خَيْرِ خَلْقِه وصَفْوَةِ أَنْبِيَآئِه
سيد نا محمدٍ وَآلِه وأصحابه واتباعه اجمعينَ أليٰ
يومِ الدِينِ . آمين برحمتك يا أرحم الراحمين.

﴿آمین﴾

Marfat.com

حوالہ جات :

حواشی نمبرز	تفصیلات
۱	خیال وخامہ، ص ۰۳، از ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی۔
۲	تفسیر عثمانی، ص ۴۷۲، مطبوعہ سعودیہ، از حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
۳	ابن عساکرؒ۔ قسطلانیؒ۔ دلائل النبوّۃ، لابی نعیم۔
۴	ماہنامہ تجلیاتِ حبیب چکوال، ص ۹، ج ۴، ش ۲، اشاعت جون ۲۰۰۲ء ربیع الاوّل وآخر ۱۴۲۳ھ۔
۵	حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب (کراچی)
۶	سیرت الرسول ﷺ ص ۱۳، از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔
۷	مدارج النبوّۃ، ص ۴۸، ج ۱، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔مطبوعہ ممتاز اکیڈمی لاہور۔
۸	مدارج النبوّۃ، ص ۵۲، ج ۱، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۹	القرآن الحکیم، سورۃ الفرقان ۲۵ / ۶۳
۱۰	مدارج النبوّۃ، ص ۳۵، ج ۱، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۱	مدارج النبوّۃ، ص ۳۸، ج ۱، علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۲	شفاً قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۳	مدارج النبوّۃ، ص ۳۹، ج ۱، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۴	مدارج النبوّۃ، ص ۵۹، ج ۱، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۵	بستان، از فقیہہ حضرت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

١٦ آدابِ مباشرت، ص ٣٤، از ہومیو ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ (انڈیا) مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

١٧ احیاءُ العلوم، ص ١٨٢، از حضرت امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

١٨ مشکوٰۃ المصابیح، وریاض الصالحین۔

١٩ جامع ترمذی۔ سنن دارمی۔ وسنن ابن ماجہ۔

٢٠ صحیح بخاری، از امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

٢١ غنیۃ الطالبین، ص ١٤، ج ١، پیرانِ پیر سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانیؒ۔

٢٢ فتح القدیر، ص ٢٧٠، ج ٢۔

٢٣ ماہنامہ الفاروق کراچی، ص ٢٧، ش ٣، ج ١٧، اشاعت ربیع الاول ١٤٢٢ھ، مئی ٢٠٠١ء۔

٢٤ ماہنامہ الفاروق کراچی، ص ٢٦، ش ٢، ج ١٧، اشاعت صفر المظفر ١٤٢٢ھ، اپریل ٢٠٠١ء۔

٢٥ کتاب الام، از حضرتِ امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

٢٦ شرح المنتہیٰ۔ شرح منظومات الادب۔ کتاب الزہد، لامامِ محمدؒ، دلائل الاثر۔ ڈاڑھی کا وجوب، ص ١٠۔

٢٧ ڈاڑھی کی شرعی حیثیت، ص ٢٦، از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ۔

٢٨ ڈاڑھی کی شرعی اہمیت، از شیخ رحمٰن القاسم رحمۃ اللہ علیہ۔

٢٩ المحلیٰ، ص ٣٢٠، ج ٢، لابن حزم ظاہری۔

٣٠ دقائق الطریق۔

٣١ فتح القدیر۔ البحر الرائق۔ درمختار۔ مراقی الفلاح۔ لمعۃ الضحیٰ، ص ٣٤۔

Marfat.com

۳۲ اشعۃ اللمعات، ص ۲۲۸، ج ۱، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔

۳۳ لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ، ص ۲۰، از مولانا احمد رضا خان بریلوی۔

۳۴ القرآن الحکیم، سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر ۹۳۔

۳۵ تفسیر نور العرفان، ص ۵۰۷، ج ۸، از مولانا احمد یار خان نعیمی

۳۶ مالا بدمنہ، از حضرت مولانا قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۷ ڈاڑھی کی شرعی حیثیت، از حضرت قاری محمد طیبؒ وفتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔

۳۸ اسلام اور ڈاڑھی کا مقام، ص ۷۔ ماہنامہ شمائل نبوی کراچی، ص ۲۳،
اشاعت ماہِ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ۔

۳۹ تفسیر عثمانی، ص ۱۲۷، ج ۶، مطبوعہ سعودیہ، از حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔

۴۰ مظلوم ڈاڑھی اور ظالم پتلون، ص ۴، و ص ۸، از مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ۔

۴۱ احکامِ شریعت، ص ۱۰۳، ج ۲، از مولانا احمد رضا خان بریلوی۔

۴۲ تفسیر قرآن نور العرفان، ص ۱۵۳، ج ۷، از مولانا احمد یار خان بریلوی۔

۴۳ القرآن الحکیم، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۸۸۔

۴۴ تفسیر نور العرفان، ص ۴۵، ج ۱، از مولانا احمد یار خان بریلوی۔

۴۵ کوکب الدرری شرح البخاری۔

۴۶ تبیین الحقائق. تکملہ بحر الرائق. ھدایہ. فتح اللّٰہ
المعین. حاشیۂ کنز. حاشیۂ تنویر.
ردالمحتار علی الدر المختار فی کتاب الجنایات علیٰ مسئلۃ
جنایت بحق اللحیۃ.

۴۷ تفسیر بیان القرآن، ص ۱۲۵، از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

Marfat.com

۴۸ صحیح بخاری۔ سنن النسائی۔ قوت القلوب، از حضرت امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۴۹ طبقات ابن سعد۔ حیاۃ الصحابۃ، ص ۱۲۸، ج ۱، از مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ۔
۵۰ کتاب الفتوح۔
۵۱ طبرانی کبیر۔
۵۲ ہفت روزہ بچوں کا اسلام کراچی، ص ۶، ش ۳۴، اشاعت ۱۴ ذی الحج ۱۴۲۳ھ، ۱۶ فروری ۲۰۰۳ء۔
۵۳ مدارج النبوۃ، ص ۱۹، ج ۱، از علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۵۴ مدارج النبوۃ، ص ۳۵، ج ۱، از علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۵۵ مدارج النبوۃ، ص ۳۰، ج ۱، از علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۵۶ مدارج النبوۃ، ص ۴۲ ج ۱، از علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۵۷ بغوی، کنز العمال، ص ۲۷، ج ۴۔
۵۸ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۶۔ شمائل ترمذی، ص ۲۰۔
۵۹ تفسیر کشاف، ص ۵۷۲، ج ۱، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۵ھ، وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ۔
۶۰ صحیح مسلم۔
۶۱ سنن ابوداؤد۔
۶۲ کسأ النسأ، ص ۴۵۔
۶۳ مخزنِ اخلاق، ص ۵۴۰۔
۶۴ کمالاتِ اشرفیہ، ص ۳۷۸، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔
۶۵ اشرف اللطائف، ص ۲، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

Marfat.com

۶۶ مخزنِ رسائل، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی صاحب، حفظہ اللہ۔

۶۷ بتصرف، شرح شمائل ترمذی، ص۱۰۔

۶۸ مدارج النبوۃ، ص۶۲ ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۹ ماہنامہ تجلیاتِ حبیب چکوال، ص۲۳، اشاعت جون ۲۰۰۰ء، ربیع الاوّل و آخر ۱۴۲۳ھ۔

۷۰ نبی الرحمۃ ﷺ، ص۱۷۹، بتصرف۔

۷۱ مدارج النبوۃ، ص۵۰ ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔ مطبوعہ ممتاز اکیڈمی

۷۲ مدارج النبوۃ، ص۳۶۸، ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۳ مؤطا امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۴ مدارج النبوۃ، ص۳۷۱، ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۵ مدارج النبوۃ، ص۱۰۷، ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۶ مدارج النبوۃ، ص۱۰۶، ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۷ مدارج النبوۃ، ص۳۹۷، ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۸ مدارج النبوۃ، ص۴۷۷، ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۷۹ مدارج النبوۃ، ص۵۷۷، ج۱، ازعلامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۰ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

۸۱ ہفت روزہ ہلال راولپنڈی (سیرت نمبر) ص۳۱، اشاعت مارچ ۲۰۰۷ء، ج۴۳، ش۲۱۔۲۰، ۱۹، ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

۸۲ القرآن الحکیم، سورۃ الاحزاب آیت نمبر۲۱۔

Marfat.com

٨٣ ہفت روزہ ہلال راولپنڈی (سیرت نمبر) ص٨٦، اشاعت مئی ٢٠٠٥ء، ج ٤١، ش ٣٠-٣٣، ربیع الاول ١٤٢٦ھ۔

٨٤ القرآن الحکیم، سورۃ آل عمران آیت نمبر ١٥٩۔

٨٥ مدارج النبوۃ، ص ١٢١، ج ٢، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

٨٦ القرآن الحکیم، سورۃ الاحزاب آیت نمبر ٢٨۔

٨٧ مدارج النبوۃ، ص ٢٠٧، ج ٢، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

٨٨ القرآن الحکیم، سورۃ التوبۃ آیت نمبر ١٢٨۔

٨٩ مجمع الزوائد، ص ١٢٩، ج ١۔

٩٠ القرآن الحکیم، سورۃ الحجرات آیت نمبر ١٣۔

٩١ القرآن الحکیم، سورۃ الانشراح آیت نمبر ٦-٥۔

٩٢ القرآن الحکیم، سورۃ المائدۃ آیت نمبر ٨۔

٩٣ القرآن الحکیم، سورۃ حٰم سجدۃ آیت نمبر ٣٤۔

٩٤ لقرآن الحکیم، سورۃ الحجرات آیت نمبر ١٠۔

٩٥ القرآن الحکیم، سورۃ الشعرأ آیت نمبر ٢١٤۔

٩٦ مدارج النبوۃ، ص ٨٧٥، ج ٢، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔

٩٧ القرآن الحکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ٢٠٠۔

٩٨ القرآن الحکیم، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر ٢٣۔

٩٩ القرآن الحکیم، سورۃ الشعرأ، آیت نمبر ٢١٩ / ٢١٨۔

١٠٠ خطباتِ اسلام۔ از حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی، حفظہ اللہ

١٠١ وفأ الوفأ، ص ٣٣٣، ج ٢۔

Marfat.com

۱۰۲	جذب القلوب، ص۱۴۴۔
۱۰۳	تفسیر معارف القرآن، ص۱۱۲، ج ۷۔ از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع۔
۱۰۴	معالم دار الہجر ۃ، ص۱۳۸۔
۱۰۵	القرآن الحکیم، سورۃ النسأ، آیت نمبر۴۱۔
۱۰۶	القرآن الحکیم، سورۃ المجادلہ، آیت نمبر۱۱۔
۱۰۷	تاریخ المدینہ، ص۳۱۰۔
۱۰۸	القرآن الحکیم، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۱۷۷۔
۱۰۹	القرآن الحکیم، سورۃ التوبۃ آیت نمبر۱۰۸۔
۱۱۰	وفأ الوفأ، ص۲۳، ج ۲۔
۱۱۱	مسند احمد، از حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۱۲	القرآن الحکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر۱۹۲۔
۱۱۳	ماہنامہ تجلیاتِ حبیب چکوال، ص۲۲، اشاعت نومبر۲۰۰۷ء۔
۱۱۴	جامع ترمذی، ص۱۰۰، ج ۲۔
۱۱۵	کامل ابن عدی۔
۱۱۶	تفسیر تفہیم القرآن، از مولانا مودودی۔
۱۱۷	تفسیر برہان۔
۱۱۸	القرآن الحکیم، سورۃ الاعراف، آیت نمبر۸۲۔
۱۱۹	القرآن الحکیم، سورۃ الحجر، آیت نمبر۷۴۔
۱۲۰	اعلام النبلاء، ص۱۵۲ ج ۲ بمطابق روزنامہ خبریں 107 اکتوبر 2011ء صفحہ 9

Marfat.com

مآخذ و مراجع :

۱ القرآن الحکیم، من جانب اللہ تعالیٰ۔

۲ خیال وخامہ، از ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی صاحب، حفظہ اللہ۔

۳ صحیح بخاری، از امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

۴ صحیح مسلم۔

۵ خوبصورت کشکول، از مفتی ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی صاحب۔
مطبوعہ طیب اکیڈمی، ملتان۔

۶ تفسیر عثمانی، ترجمہ: شیخ الہند حضرت محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ،
تفسیر: حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷ دلائل النبوۃ، لابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ۔

۸ ماہنامہ تجلیات حبیب چکوال، ش ۲، ج ۴، اشاعت جون ۲۰۰۲ء۔

۹ استغفار کے ثمرات، از حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

۱۰ سیرت الرسول ﷺ، از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

۱۱ مدارج النبوتؐ، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲ شفاءً، از علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳ بستان، از حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴ مخزنِ رسائل، از مولانا ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی صاحب مدظلہ۔

۱۵ آداب مباشرت، از ہومیو ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ (انڈیا)
مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

Marfat.com

۱۶ احیاء العلوم، از حضرت امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷ ریاض الصالحین۔

۱۸ مشکوٰۃ المصابیح۔

۱۹ جامع ترمذی۔

۲۰ سنن دارمی۔

۲۱ سنن ابن ماجہ۔

۲۲ غنیۃ الطالبین، از حضرت مولانا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۳ فتح القدیر، از علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۴ ماہنامہ الفاروق کراچی، ج ۱۷، ش ۳، اشاعت ماہ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ، مئی ۲۰۰۱ء۔

۲۵ کتاب الام، از حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۶ ماہنامہ الفاروق کراچی، ج ۱۷، ش ۲، اشاعت ماہ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ، اپریل ۲۰۰۱ء۔

۲۷ شرح المنتہیٰ۔

۲۸ شرح منظومات الادب۔

۲۹ کتاب الزہد، از حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۰ دلائل الاثر۔

۳۱ ڈاڑھی کا وجوب۔

۳۲ ڈاڑھی کی شرعی حیثیت، از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ۔

۳۳ ڈاڑھی کی شرعی اہمیت، از شیخ رحمٰن القاسم رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

۳۴ المحلیٰ، لابن حزم ظاہریؒ۔

۳۵ دقائق الطریق۔

۳۶ البحر الرائق، از علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۷ درمختار۔

۳۸ مراقی الفلاح، از علامہ شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۹ لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ، از اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی۔

۴۰ اشعۃ اللمعات، از علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۱ تفسیر نور العرفان، از مولانا احمد یار خان نعیمی بدایونی۔

۴۲ مالا بد منہ، از حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۳ ڈاڑھی کی شرعی حیثیت، از حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا)۔

۴۴ فتاویٰ دار العلوم دیوبند۔

۴۵ اسلام اور داڑھی کا مقام۔

۴۶ ماہنامہ شمائل نبوی کراچی، اشاعت ماہ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ۔

۴۷ مظلوم ڈاڑھی اور ظالم پتلون، از حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ۔

۴۸ احکامِ شریعت، از اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی۔

۴۹ شرح البخاری، کوکب الدرری۔

۵۰ تبیین الحقائق۔

۵۱ تکملہ بحر الرائق۔

۵۲ ھدایہ۔

۵۳ فتح اللہ المعین۔

Marfat.com

۵۴ حاشیہ کنز الدقائق۔

۵۵ حاشیہ تنویر۔

۵۶ ردالمحتار علی الدر المختار، از علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۷ تفسیر بیان القرآن، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

۵۸ قوت القلوب، از حضرت امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۹ طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۰ حیاۃ الصحابہؓ، از حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۱ کتاب الفتوح۔

۶۲ طبرانی کبیر۔

۶۳ ہفت روزہ بچوں کا اسلام کراچی، ش ۳۴، اشاعت ۱۴ ذی الحج ۱۴۲۳ھ، ۱۶ فروری ۲۰۰۳ء۔

۶۴ مضامینِ قرآنِ حکیم، از ملک محمد زاھد۔

۶۵ شمائل ترمذی۔

۶۶ تفسیر کشاف، از حضرت علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۷ سنن ابوداؤد، از حضرت امام اشعث بن سلیمان بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۸ کسأ النسأ۔

۶۹ مخزنِ اخلاق۔

۷۰ کمالاتِ اشرفیہ، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

۷۱ اشرف اللطائف، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

۷۲ ماہنامہ تجلیات حبیب چکوال، اشاعت جون ۲۰۰۰ء۔

Marfat.com

۷۳ نبی الرحمۃ ﷺ۔

۷۴ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔

۷۵ ہفت روزہ ہلال راولپنڈی، ج ۴۳، ش ۲۱، اشاعت مارچ ۲۰۰۷ء، ربیع الاول ۱۴۲۸ھ۔

۷۶ ہفت روزہ ہلال راولپنڈی، ج ۴۱، ش ۳۳، اشاعت مئی ۲۰۰۵ء، ربیع الاول ۱۴۲۶ھ۔

۷۷ مجمع الزوائد۔

۷۸ رہنمائے امت، از حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی، حفظہ اللہ

۷۹ فضائل اعمال، از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۰ فضائل صدقات، از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۱ ماہنامہ تجلیاتِ حبیب چکوال، ص ۲۲، اشاعت نومبر ۲۰۰۷ء ۔

۸۲ اسد الغابۃ۔

۸۳ السیرۃ الحلبیۃ۔

۸۴ الروض الانف، از علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۵ مواہب لدنیہ، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۶ لسان العرب۔

۸۷ تاج العروس۔

۸۸ الطبقات الکبریٰ۔

۸۹ صراح۔

Marfat.com

۹۰ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۱ منیۃ المصلی۔

۹۲ عوارف المعارف۔

۹۳ خاندانی منصوبہ بندی اور اسلامی تعلیمات،
از حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی صاحب، حفظہ اللہ تعالیٰ۔

۹۴ معجم طبرانی۔

۹۵ کنز العمال، از علامہ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۶ خطباتِ اسلام، از حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عمر فاروق قریشی صاحب۔

۹۷ جذب القلوب۔ از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۸ وفاٗ الوفاٗ۔

۹۹ تفسیر معارف القرآن، از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ۔
(مفتیٔ اعظم پاکستان)

۱۰۰ معالم دار الہجر ۃ۔

۱۰۱ تاریخ المدینہ۔

۱۱۱ اعلام النبلاٗ۔

۱۱۲ روزنامہ خبریں، صفحہ عالم اسلام، اشاعت مورخہ 07 اکتوبر 2011ء۔

Marfat.com

تصنیفات

حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی، حفظہ اللہ

فاضل :وفاق المدارس العربیة ملتان (پاکستان)

1 مخزنِ رسائل۔

2 خطباتِ جامپوری۔

3 گناہوں کی قباحت اوران کے نقصانات۔

4 رہنمائے امت۔

5 برہان۔

6 عسکری فقہی مسائل۔

7 تراویح خلاصہ واحکام۔

8 نبی کریم ﷺ کی صورت اور سیرت۔

9 رہنمائے کمپیوٹر۔(اسلامی علم وتحقیق میں کمپیوٹر کا کردار)

10 الشفاً۔

حنفی مجلس عمل پاکستان

Marfat.com

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
صورت اور سیرت

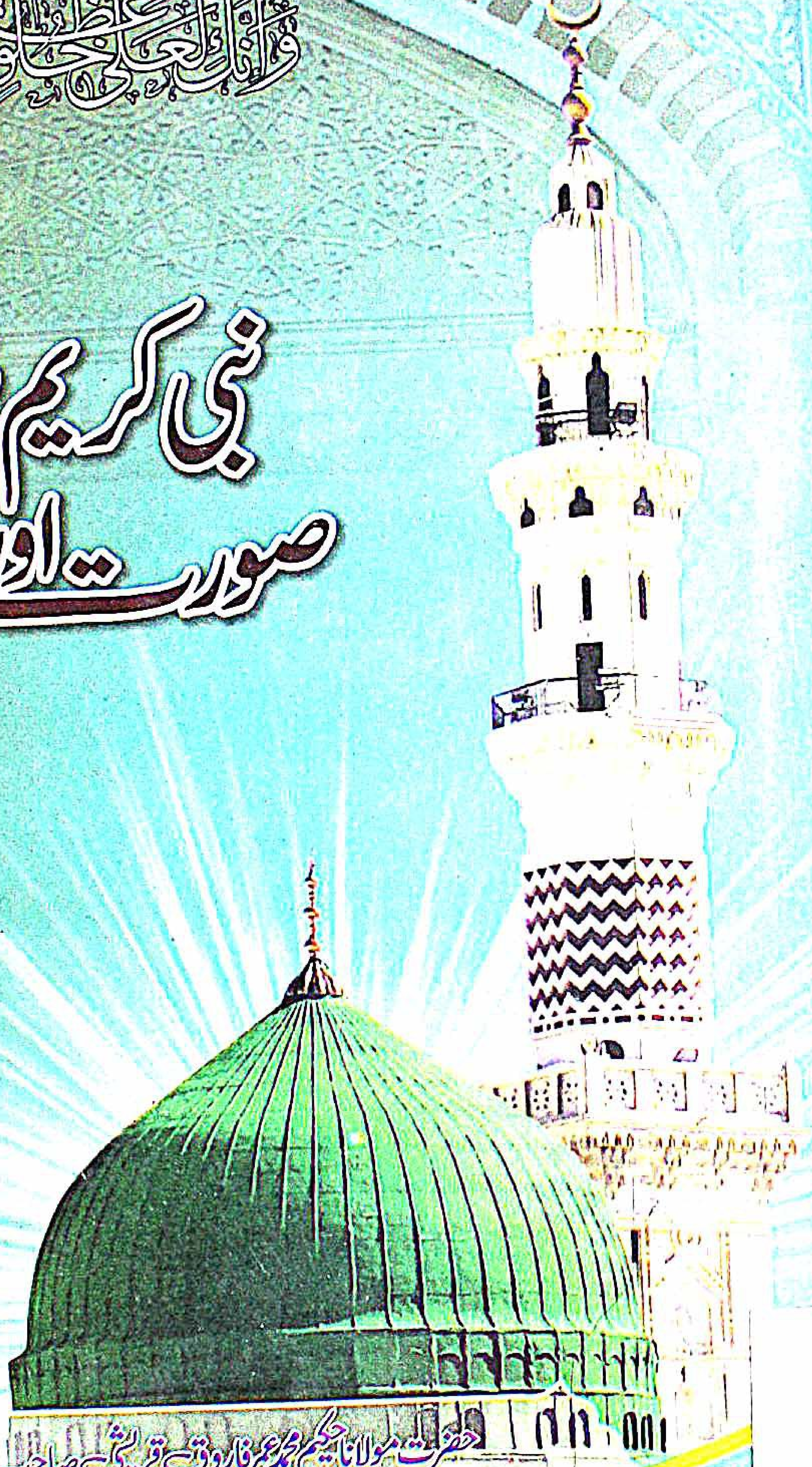

حضرت مولانا حکیم محمد عمر فاروق قریشی صاحب، حفظہ اللہ
فاضل: جامعہ دار العلوم عید گاہ کبیروالا (خانیوال)

حنفی مجلس عمل پاکستان

Marfat.com